ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

تصنیف لطیف جناب مولانا محمد قطب الدین مرحوم مغفور دہلوی

توفیر الحقوق

نظام الاسلام

تنبیہ الضالین

۱۳۲۵ھ

[illegible] شیخ الٰہی بخش محمد جلال الدین صاحبان تاجران کتب لاہور

ہندوستان سٹیم پریس لاہور میں طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین ورحمۃ للعالمین وعلی آلہ الطاہرین واصحابہ المکرمین وعلی ائمۃ المسلمین وسائر المومنین اما بعد التماس کرتا ہے مسکین **محمد قطب الدین** سب بھائیوں مسلمانونسی کہ یہ کتاب مشتمل ایک مقدمہ اور دو مقاصد اور ایک خاتمہ پر مقدمہ بیچ بیان سبب تالیف کے ہے اور مقصد اول بیچ بیان وجوب تقلید معین کے اور مقصد دوسرا بیچ بیان ترجیح مذہب ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اور خاتمہ بیچ بیان مضامین مناسبہ کے مقدمہ بیچ بیان سبب تالیف کے بیان اسکا یہ ہے۔ کہ بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اہل اسلام متفرق ہو گئے تہتر فرقوں پر بلکہ زیادہ بحسب فروع کے اور ہر ایک نے تمسک قرآن و حدیث سے اپنے اپنے فہم کے موافق لیکر مذہب مقرر کر لیا اور ہر ایک نے دعوی حقیت کا کر کر اپنی طرف لوگونکو کھینچنا شروع کیا اسوقت ائمہ دین کہ قرون ثلثہ میں سے تھے اور ملقب بائمہ اربعہ ہیں یہ حال دیکھہ کر بمقتضا اس حدیث شریف کے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے خیر امتی قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم الحدیث متفق علیہ چاہا کہ مسائل دین کے قرآن اور حدیث اور اجماع اور قیاس سے نکالکر مذہب مقرر کریں تاکہ لوگ اسپر عمل کریں اور اپنے فہم کے موافق بے تمکین نہیں کیونکہ ہر زمانہ کے لوگ تنزل میں ہیں بموجب حدیث شریف مذکور کے سو ہر ایک امام نے ائمہ اربعہ میں سے جماعت شاگردوں اپنی کی کہ مجتہد فی المذہب تھی بڑی

بڑی سعیان اور کوششین کر کر باین طور کہ کوئی حدیث اور آیہ اونسی پوشیدہ نہین رہے مسائل دین کے قرآن اور حدیث اور اجماع اور قیاس سے نکال کر مذہب مقرر کئے بعض مسائل میں متفق ہوئے اور بعض میں مختلف بسبب اختلاف اصول اور قواعد استخراج اور انبساط کے فقط پس آن ائمہ نے جبکہ اس طور پر مسائل دین قرآن اور حدیث اور اجماع اور قیاس سے نکالکر لوگون کے آگے رکہے۔ تو سب لوگ کہ صلاحیت اہل سنت وجماعت ہونیکی رکہتے تہے اونہون نے قبول کیا باین طور کہ بعضے ہین انہیں سے حنفیہ ہونے اور اونہیں سے مالکیہ اور بعضے شافعیہ اور بعضے حنبلیہ جیسا کہ قول علمائے دین کا بِهٖ قَالَ الْحَنَفِيَّةُ وَبِهٖ قَالَ الْمَالِكِيَّةُ وَبِهٖ قَالَ الشَّافِعِيَّةُ وَبِهٖ قَالَ الْحَنْبَلِيَّةُ اس بات پر شاہد محکم ہے صاحب انصاف کو اور بعضے لوگ جو اپنی ہوائی نفس کے تابع تہے یہ قید اون کے نفسون نے قبول نہ کی۔ اور اونہون نے طرح بطرح شبہے اور کلام کرنا اور لوگونکو بہکانا اور بہکانا شروع کیا سو علمائے ربانی نے یہ حال دیکہکر کمر ہمت باندہ کر ہمیشہ رد کرتے رہے۔ اسی طرح سے ان ایام میں بہی بعضے لوگون نے اپنی بدعت اور عناد او حسد کے رو سے لوگونکو بہکانا اور اپنی ہوائی نفس کیطرف بلانا شروع کیا اور بدزبانی ائمہ کے حق میں اور اُن کے اتباع کے حق میں کرنی شروع کی اور طرح طرح کے شبہے کرنے لگے اور چند سال گزرے ہیں کہ مینے بچشم خود دیکہا تہا کہ مولٰنا واولٰنا ومرشدنا واوستاذنا خاتم المحدثین مولٰنا اسحٰق صاحب رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے طعن کرنیوالون پر خفہ ہوتے تہے۔ کہ رنگ آپکا سرخ ہوجاتا تہا اور فرماتے تہے کہ بدون تقلید مذہب ایک امام کے بنتی ہی نہیں اور آپ حنفی المذہب تہے سو اس خفیہ ہے ایسا حال دیکہ کر اور نیز بموجب حدیث النصح لکل مسلم چاہا کہ ایک رسالہ واسطے تائید حق کے لکہون کہ مشتمل ہو اوپر اثبات تقلید کے مع جواب اون شبہونکی کہ یہ کرتے ہیں اوسپر اور بیچ بیان اون مسائل کے کہ یہ لوگ اونپر بڑی بڑی شبہے کرتے ہیں ساتہہ رفع کرنے اون کے شبہون کے ساتہ حدیثوں صحیحہ کے تاکہ معلوم ہو جاوے کہ جبکہ بڑے شبہونکا یہ حال ہے رفع ہونے مین تو اور شبہونکا کیا ذکر ہے۔ سو مینے ایک رسالہ بعد کرنے استخارہ مسنونہ کے لکہا اور نام اوس کا تنویر الحق رکہا لیکن چونکہ تہا وہ رسالہ خاص فہم تو چاہا مین نے کہ ایک رسالہ فقط مسئلہ تقلید میں بطور اختصار کے

عام فہم ہو تو بہتر ہے سو وہ رسالہ یہ ہے۔ اور نام اوسکا **توفیر الحق** رکہا بامید اسکے کہ اللہ تعالے وافر
اور عام کری فائدہ اسکا خاص و عام کو واللہ الموفق والمعین والہدایۃ والتکلان **مقصد پہلا** بیچ بیان
وجوب یقین مذہب واحد کے ساتہہ چند دلیلون کے دلیل پہلی یہ ہے کہ کہا شیخ ابن ہمام حنفی نے تحریر اصول
میں اور شیخ ابن حاجب نے مختصر اصول میں اور قاضی عضد الدین نے مختصر الاصول میں اور صاحب درمختار
نے إِنَّ الرُّجُوعَ عَنِ التَّقْلِيدِ بَعْدَ الْعَمَلِ مَمْنُوعٌ بِالْاِتِّفَاقِ یعنے رجوع کرنا تقلید سے بعد عمل کرنے کے منع
ہے بالاتفاق اور کہا صاحب بحر الرائق نے رسالہ زینیہ میں فوجب علے مقلد ابی حنیفۃ العمل بہ
ولا یجوز لہ العمل علے قول غیرہ لما نقل الشیخ قاسم فی تصحیحہ عن جمیع الاصولیین
انہ لا یصح الرجوع عن التقلید بعد العمل بالاتفاق انتہی پس واجب ہے ابو حنیفہ کے مقلد
پر عمل کرنا اونکی قول پر اور نہین جائز ہے اوسکو عمل کرنا اون کے غیر کے قول پر اسلئے کہ نقل کیا شیخ قاسم
نے اپنی تصحیح میں سب اصولیوں سے یہ کہ بلاشبہ نہین صحیح ہے رجوع کرنا تقلید سے بعد عمل کرنیکے بالاتفاق
اور کہا ابن عبد البر مالکی نے ان تتبع رخص المذاہب غیر جائزۃ بالاجماع ذکر کیا ہے
اسکو مسلم الثبوت وغیرہ میں یعنے ڈہونڈنا حلال اور جائز جائز چیزون کا مذاہب سے غیر جائز ہے بالاجماع پس
جبکہ معلوم ہوئی یہ دونون اجماع تو کہتے ہین کہ ہم تلفیق مذاہب کے یعنی جمع کرنا دو مذہبوں کا باطل
ہوئی اور ثابت ہوئی تعیین ایک مذہب کی اور بیان اسکا یہ ہے کہ تلفیق یا تو تلفیق کریگا پہلے عمل
کرنیکے یا پیچھے عمل کرنیکے پس اگر تلفیق کریگا پیچھے عمل کرنیکے تو یہ شق باطل ہے ساتہ اجماع
ہونے کے اوپر منع ہونے رجوع کے تقلید سے بعد عمل کرنے کے پس باطل ہوئی شق اس
اجماع مذکور سے اور اگر تلفیق کرے پہلے عمل کرنے کے تو یہ شق باطل ہے ساتہ اجماع ہونیکے
اوپر منع ہونی تتبع کی رخص مذاہب کے اسلئے کہ اگر جائز ہو تلفیق مذاہب کے تو اوسمیں تتبع رخص
مذاہب کا اور تتبع رخص مذاہب غیر جائز ہے بالاجماع اور یہی باطل ہے ساتہ اجماع امت کے اور
بیان اسکا یہ ہے کہ سب مجتہدین جمع ہوئے ہین مسائل اجتہادیہ اختلافیہ میں اوپر اعتقاد اور قول کے
بایں طور کہ یہ حلال اور جائز ہے اور یہ حرام غیر جائز ہے۔ پس اگر جائز رکہی جاوے یہ تلفیق اور

تتبع اور رخص مذاہب کا تو اوٹھ جاویگی حرمت جہان سے اور ہو جاویگا اجماع اوپر امر لغو کے اور غلط کے
اور یہ امر باطل ہے ساتھ قول اللہ تعالی کے وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى
وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا یعنی اور جو تابع ہو سوا راستے مومنوں کے حوالہ کریں وہی
طرف جو اوسنے پکڑی اور داخل کرینگے اوسکو جہنم میں اور بری ہے وہ جگہ پھر جانیکی پس باطل ہوئی
تلفیق مذاہب کی اور ثابت ہوئی تعیین مذہب واحد کی ان دونوں اجماعوں سے اسلئے کہ تعیین ضد ہے
تلفیق کی پس جبکہ باطل ہوئی تلفیق ان دونوں اجماعوں سے تو ثابت ہو جاویگی نقیض اوسکی ساتھ دونوں
اجماعوں کے یعنی ثابت ہوئی تعیین مذہب واحد کی ساتھ دونوں اجماعوں کے اور دلیل
دوسری یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے قرآن شریف میں اِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ
بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا یعنے سوائی اسکے نہیں کہ تاخیر کرنا بڑھاتا
ہے کفر میں گمراہ کئے جاتے ہیں بسبب اوس کے وہ لوگ کہ کافر ہوئے حلال جانتے ہیں اوسکو
ایک سال اور حرام جانتے ہیں اوسکو ایک سال پس یہ آیت صریح ہے بیچ مذمت اوس شخص
کے کہ کبھی اعتقاد کرے حلت کا ایک چیز میں اور کبھی اعتقاد کرے حرمت کا اوسی چیز میں پس جبکہ
معلوم ہوا یہ تو کہتے ہیں ہم کہ مسائل دین کے یا تو اجماعیہ ہونگے یا اختلافیہ اگر ہوں اجماعیہ تو اتباع اوسکا واجب
بالاجماع ہے اور اگر ہوں اختلافیہ تو مقلد بعد اختیار کرنے مذہب واحد کے دو امر سے خالی نہیں یا تو دور کریگا اسطرح
کہ انتقال کرے حلت سے طرف حرمت کی اور حرمت سے طرف حلت کی یا استمرار یعنی ہمیشگی کریگا اوسپر پس اگر ہو امر
اول تو یہ باطل ہے ساتھ آیۃ مذکورہ کے اور اگر ہو امر ثانی یعنی استمرار تو تعیین مذہب واحد کی لازم و واجب
ہوئی ساتھ مقتضای آیہ مذکورہ کے اور دلیل تیسری یہ ہے کہ کہا جمہور نے اَنَّ الْمُجْتَهِدَ قَدْ يُخْطِئُ
وَقَدْ يُصِيبُ جیسا کہ تصریح کی ہے ملا علی قاری نے اپنے رسالہ میں اور دلیل اوسکی یہ ہے کہ فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اذا حکم الحاکم فاجتهد فاصاب فله اجران
واذا حکم فاجتهد فاخطا فله اجر واحد متفق علیه اور اسپر
اجماع ہے اہل اسلام کا کہا امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں تحت اسی حدیث مذکور کے قال

ل یعنی دور کرنا اس طرح کہ انتقال کرے حلت سے طرف حرمت کی اور حرمت سے طرف حلت کی
۲ یعنی ... [illegible]
۳ یعنی جب اختیار کرے ... [illegible]

لعلیما اجمع المسلمون علی ان ذلک الحدیث فی حاکم اهل الحکم فان اجتهد

فاصاب فله اجران اجر باجتهاده واجر باصابته وان اجتهد فاخطا

فله اجر باجتهاده انتهی اور یہی مذہب چاروں اماموں کا ہے جیساکہ کہا مسلم الثبوت
میں ھذا ھو الصحیح عند الائمة الاربعة انتهی یعنی یہی صحیح ہی نزدیک چاروں
اماموں کے یعنی امام ابوحنیفہ اور شافعی اور مالک اور احمد بن حنبل کے پس اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص
کہتا ہی کہ ہر مجتہد مصیب ہی یہ قول اوسکا باطل و فاسد ہے کیونکہ مخالف حدیث متفق علیہ اور اجماع
امت اور ائمہ اربعہ کی ہے پس جو کچھ کہ بنایا جاوے اس قول فاسد پر وہ بھی فاسد ہوا کیونکہ بنا فاسد
کی اوپر فاسد کے ہے اور بنا فاسد کی فاسد پر باطل و فاسد ہے پس تمسک پکڑنا ساتھ ان تفریعات
کے کہ متفرع ہیں اس قول فاسد پر اثبات لامذہبی میں بھی فاسد ہوا کیونکہ بنا فاسد کی فاسد پر ہے
پس جبکہ معلوم ہوا یہ مذکور تو کہتے ہیں ہم کہ مسائل دین یا تو اجماعیہ ہیں یا مختلف فیہ پس اگر مسائل دین
کے اجماعی ہیں تو اتباع فرض ہوا بالاجماع اور اگر ہوں مسائل دین مختلف فیہ تو مقلد نے جبکہ اختیار
کیا ایک امام کا مذہب درباب مسائل حلت وحرمت کے تو دو امر سے یہ مقلد خالی نہیں ہے یا تو یہ ہے
کہ اعتقاد اور عمل کریگا ساتھ حلت دوران کے مذاہب میں یا اعتقاد وعمل کریگا ساتھ حرمت دوران
کی پس ہوا اگر امر اول تو لازم ہے اجماع نقیضین کا اعتقاد میں اسلئے کہ حرام وحلال کا اعتقاد رکھا آن
واحد میں اور یہ باطل ہے اور اگر ہوا امر ثانی تو تعین مذہب واحد کی واجب ہوئی اور وہی جب ہی اوسپر
استمرار و دوام اسلئے کہ جبکہ اختیار کیا مذہب واحد کی مسائل کو قسم حلت وحرمت سے اور اعتقاد اور
عمل کیا ساتھ حرمت دوران کی تو ہوگا پھرنا اس اعتقاد وعمل سے ممنوع ساتھ اوس اجماع کے کہ
منعقد ہوا ہے اوپر منع ہونے رجوع کے تقلید سے بعد عمل کے جیسا کہ گزرا بیان اس اجماع کا بہت
سندوں سے اور ممنوع ہوا یہ رجوع ساتھ آیہ مذکورہ کے کہ لکھی گئی دلیل ثانی میں اسلئے کہا علما نے جیسا کہ

تصریح کی ہی ملا علی نے اپنے رسالہ میں بیچ جواب قفال کے ولذا قالوا ینبغی ان

یعتقد کل مقلد امام من الائمة ان امامه مصیب وغیر مخطی

7

فی الجملة بناءً علی ان المجتهد قد یخطی وقد یصیب وقال بعضهم کل مجتهد مصیب

والحق هو الاول وهو المعتمد عندنا وعلیه جمهور العلماء انتهی یعنی اسیواسطی کہا

علماء نے کہ لائق ہے یہ کہ اعتقاد رکھے ہر مقلد امام کا اماموں میں سے کہ تحقیق امام میرا مصیب ہے اور

غیر امام میرا بکا خطا پر ہے غالبًا اور کہا بعض علماء نے کہ ہر مجتہد مصیب ہوتا ہے اور حق اول ہی ہے

اور یہی معتمد ہے نزدیک ہمارے اور یہی مذہب ہے جمہور علما کا۔ پس ثابت ہوا ان دلیلوں سے وجوب

مذہب واحد کا بطریق استمرار کے اسیواسطی کہا علماء نے واجب ہونا تقلید معین کا اور کہا ملا علی قاری نے رسالہ

اپنے میں کہ تالیف کیا ہے قفال کے جواب میں بل وجب علیه ان یعین مذهبا من هذه

المذاهب اما مذهب الشافعی فی جمیع الفروع والوقائع واما مذهب مالک واما

مذهب ابی حنیفة وغیرهم ولیس له ان ینتحل من مذهب الشافعی ما یهویه ومن

مذهب ابی حنیفة ما یرضیه لانا لو جوزنا ذلک لادی الی الخبط والخروج عن الضبط

حاصله یرجع الی نفی التکلیف لان مذهب الشافعی اذا اقتضی تحریم الشیء ومذهب

ابی حنیفة مثلا اباحة ذلک الشیء بعینه او عکس ذلک فهو ان شاء مال الی الحلال وان

شاء مال [illegible] لا یتحقق الحلة والحرمة وفی ذلک اعدام التکلیف وابطال فائدته

واستعمال [illegible] ئه وذلک باطل انتهی اور کہا ملا علی قاری نے شرح عین العلم میں

طوالتزم [illegible] مذهبا کابی حنیفة او الشافعی فلزم علیه الاستمرار فلا یقلد غیره

فی م[illegible] ائل انتهی۔ اور کہا ملا جیون استاد بادشاہ عالمگیر کے نے تفسیر احمدی

میں [illegible] یجب علیه ان یدوم علی مذهب التزمه ولا ینتقل عنه

الی م[illegible] ی اور کہا کسی مفتی مالکیہ نے الیوم من تحول من مذهب فلیس

ماصنع [illegible] کو سیوطی نے جزیل المواهب میں کہا صاحب ہدایہ نے بیچ باب وتر کے

واذا علم [illegible] ایز عدم فساد صلوته کالفصد وغیره لا یجوز به الاقتداء انتهی

اور کہا [illegible] تار میں بیچ بحث شفق کے قال صاحب الهدایة فی التجنیس

الواجب عندی ان یفتی بقول ابی حنیفة علی کل حال انتهی اور وارد طحطاوی نے
اس عبارت کو واسطے رد کرنے قول صاحب مختار کے باب شفق میں اور اس سے معلوم ہوا کہ جو کچھ کہا صاحب
طحطاوی نے ابتدای اپنی کتاب میں جائز ہونا عمل کرنیکا غیر مذہب کے مسئلہ پر سو اس سے جواز مع
الکراہیت ہے اور یہ ایسا ہی کہ جب کہتے ہیں ہم الصلوة خلف کل بر و فاجر جائزة حالانکہ صلوة
پیچھے فاجر و فاسق کے مکروہ ہے اور کہا قہستانی نے جامع الرموز میں وفی وتر النهایة انها
غیر جائزة کما قال صدر الاسلام فالاحوط ان لا یصلی خلفه کذا فی الجواهر هذا
اذا علم بالاحتراز عن مواضع الخلاف فلا شك فی الاحتراز لم یجز به الاقتداء انتهی
اور کہا صاحب درمختار نے باب الامامة میں زاد عبد الملك نے ومخالف کالشافعی لکن
فی وتر البحر ان تیقن المراعات لم یکره او عدمها لم یصح وان شك کره انتهی
اور کہا طحطاوی نے اسی کی شرح میں والظاهر ان الکراهة للتحریم وان راعی فیهما
دون السنن لا یترك الاقتداء لانه واجب علی ارجح الاقوال ومراعاة الواجب مقدم
علی ترك التنزیه قال الحلبی تتقفه انتهی اور کہا صاحب بحر الرائق نے بحر میں اما الصلوة
خلف الشافعیة فمحاصله فی المجتبی انه ان کان مراعیا للشرائط والارکان عندنا
فالاقتداء صحیحة والا فلا یصح ولا خصوصیة للشافعیة بل الصلوة خلف کل
مخالف المذهب کذلك انتهی اور کہا صاحب بحر الرائق نے رسالہ زینیہ [illegible]
مقلد ابیحنیفه ان یعمل به ولا یجوز العمل بقول غیره انتهی اور کہا [illegible]
میں فبهذا ظهر ان الصواب ما ذهب الیه ابو حنیفة وان العمل [illegible]
والامامة بغیره لا یجوز لهم انتهی ذکر کیا اسکو رسائل زینیه میں اور کہا [illegible]
هذا کله فی قاضی المجتهد واما المقلد فانما ولاه لیحکم بمذهب ابیحنیفة [illegible]
المخالفة فیکون معزولا بالنسبة الی ذلك الحکم هکذا فی فتح [illegible]
اور کہا فتاوی عالمگیری میں باب التعزیر میں حنفی ارتحل الی مذهب الشافعی [illegible]

جواهر الاخلاطی[ل] اور مثل اس عبارت کی فتاوی برہنہ میں بھی ہی اور تحقیق معلوم ہی بیان کرنے

سبب تالیف عالمگیری کی سے یہ بات کہ تحقیق عالمگیر بادشاہ چونکہ تھا عالی ہمت امور دین میں تو

ارادہ کیا یہ کہ عمل کریں لوگ ساتھ مسائل مفتی بہا کی پس تحقیق حکم کیا اوس عالی ہمت نی مشاہیر علمائے

ہند کو ساتھ جمع کرنے مسائل مفتی بہا کی اس فتاوی میں تربیع کے بحث تسبیع میں لا خیر فی ان یکون

حنفیا فی بعض المسائل وشافعیا فی بعض اخر کما عرف فی مسائل

التقلید[له] انتہی اور اسپر مہر کیا ہیں علمائے حرمین شریفین[له] کی اونمیں سے عبداللہ بن سراج ہیں

کہ جو سردار ہیں مکے کے مدرسوں کے اور مولوی سید عبداللہ کہ وہ مفتی ہیں مکے کے اور سید عثمان

کہ وہ مدرس تھے مکے کے اور شیخ مصطفی کہ وہ حنفی اماموں کے سردار تھے اور شیخ محمد عابد سندھی کہ وہ مدینہ

کے بڑے مدرس تھے مصنف طوالع الانوار حاشیہ در المختار اور شیخ صالح کہ وہ مدینہ کے مدرس تھے اور

شیخ محمد ابو السعادات کہ وہ مسجد نبوی کے امام تھے اور شیخ عبدالقادر اور سید محمد اور شیخ محمد محی الدین اور

سید علی اور شیخ عبداللہ سواے انکے اور علما مکہ اور مدینہ کے نے اسپر مہریں کیں اور کہا ابوبکر رازی شرح آثار

طحاوی میں واصحابنا لما شاهدوا الضرورة استحسنوا ان ینصبوا القاضی نائبا شافعیا

او مالکیا لیحکم علی وفق مذهبه یعنی گروہ حنفیہ وقت ضرورت کے فتوی نہیں دیتی ساتھ مذہب

غیر کے مگر ایک حیلہ سی کہ مقرر کرتی ہیں قاضی نائب شافعی یا مالکی تاکہ حکم کرے موافق مذہب اپنے کی باوجود اسکے کہ قاعدہ

الضرورات تبیح المحظورات مجمع علیہ ہی چاہتا ہے اسکو کہ وقت ضرورت کی فتوی ساتھ مذہب غیر کے مباح ہو۔

جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی نے فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ حاصل اسکا یہ کہ اگرچہ ضرورت

مباح کر دیتی ممنوع کو بالاجماع بدلیل اس آیت مذکورہ کے لیکن اصحاب ہمارے نے استخراج کیا ہی دلیل

استحسانی یہ کہ نہ کیا جاوے خلاف مذہب کے وقت ضرورت کی بھی مگر اس حیلہ مذکورہ سے اور دلیل استحسانی

ایک دلیل ہی اول حنفیہ کی جیسا کہ استصحاب دلیل ہے دلیلوں شافعیہ کی سے اور مصالح مرسلہ

دلیل ہے اور مالکیوں کے سے اور کہا حموی نے شرح اشباہ والنظائر میں دنی الفتح

قالوا ان المنتقل من مذهب الی مذهب بالاجتهاد والبرهان اثم

کے

معنی بعض

تغیر میں

یعنی

یستوجب التعزیر فبلا اجتہاد و برہان اولیٰ انتہی اور کہا شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے
صراط المستقیم میں کہ شرح ہی سفر السعادت کی دخانۂ این دین چہار است ہر کہ راہی ازین راہہا وورے
ازین درہا اختیار نمودہ براہ دیگر رفتن و دری دیگر گرفتن عبث و لہوی باشد و کارخانۂ عمل را از ضبط و ربط
بیرون افگندن و از راہ مصلحت بیرون افتادن است و اگر قصد سلوک طریق ورع و احتیاط دارد ہم از
مذہب واحد مختار روایتی کہ دلیلش احسن و اقوی و فائدہ اش اعم و اتم و احتیاط دران اکثر و اوفر اختیار
کند و براہ رخصت و مساہلت و حیلہ اندوزی نرود این طریق متاخران است و شکی نیست کہ این طریق
محکم تر و مضبوط تر است و گویند کہ طریقۂ پیشینیان برخلاف این بود. ایشان تعیین مذہب و اتباع
مجتہد واحد از واجبات نمی انستند انتہی پس یہ کلام شیخ کا صریح دلالت کرتا ہے اس بات پر
کہ علمائے متاخرین التزام مذہب واحد کو واجبات سے جانتے ہیں نہ متقدمین اور اور جا شیخ
مرحوم نے کتاب مذکور میں فرمایا ہے قرار داد علمای متاخرین برین است ہو المختار و فیہ الخیر انتہی
اور کہا قہستانی نے بیچ نقایہ شرح مختصر وقایہ کی کتاب القضا میں قال ابوبکر الرازی لو قضی
بخلاف مذہبہ مع العلم لم یجز فی قولہم جمیعاً انتہی اور کہا صاحب درمختار نے
بیچ کتاب القضا کے و فی الوہبانیۃ قضی من لیس بمجتہد کحنفیۃ زماننا بخلاف
مذہبہ عامداً لا ینفذ اتفاقاً انتہی پس معلوم ہوا اس مذکور سے یہ کہ جو کچھ ذکر کیا ہے
کتب اصول ہیں اختلاف اس بات میں ان المقلد اذا التزم مذہباً ھل وجب
علیہ الاستمرار ام لا فقال البعض نعم وقال البعض الآخر لا او لا واجب
الا ما اوجبہ اللہ ولم یوجب ذلک سو وہ اختلاف بیچ اوس وجوب کے ہے
کہ جو بمعنی فرض کے ہے نہ اوس وجوب میں کہ ترک اوسکا مکروہ تحریمی ہے جو مصطلح حنفیوں
کا ہی اور یہی معلوم ہوتی ہے یہی بات اس دلیل سے کہ یہی بحث مذکور ہے بیچ کتاب اصول
شافعیہ کے اور مالکیہ کے بہی اور اون کے ہاں فرض اور واجب ایک ہی چیز ہے بلکہ حنفیہ
بہی اس اصطلاح پر کلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں بیچ کتب اصول اپنے کے الامر للوجوب یعنی

١٠

امر واسطی فرض کے ہے پس جو شخص کہ واقف ہوگا اس اصطلاح پر وہ جو کہا نہیں کہا وے گا اور ناواقف
جو چاہے سو سمجھے وہ ہم پر حجت نہیں اگرچہ وہ عالم نامی ہو۔ اور تطبیق یہی اس بات کو چاہتی ہے
اور یہی معلوم ہوا اسی مذکور سے کہ جو قول مذکور ہے کتابوں میں المختار الجواز بیچ مقابلہ منع
کے ہے معنے اوس کے المختار عدم المنع اور یہ نہیں مستلزم ہے عدم کراہت کو۔ اور
بہت ہی کتب میں جیسا کہ قول سنت جماعت کا إنَّ الصَّلٰوةَ خَلْفَ كُلِّ بَرٍّ وَفَاجِرٍ
جَائِزَةٌ باوجود اوس کے کہ نماز فاسق و فاجر کے پیچھے مکروہ ہے نزدیک اونکے اور اسی طرح
کی عبارتیں کتب میں بہت ہیں جیسا کہ نہیں پوشیدہ ہی ماہر کتب پر واللہ اعلم بالصواب۔

ور **مقصد دوسرا** بیچ بیان ترجیح مذہب امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ
وجہوں صحیح کے **وجہ اول** یہ ہے کہ روائت ہے ابوہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے لو کان الایمان عند الثریا لذهب به رجل من ابناء الفارس
رواہ مسلم فی باب فضل فارس اور کہا شیخ جلال الدین شافعی نے بیچ تبییض الصحیفہ
فی مناقب ابی حنیفہ کے بشر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالامام ابی حنیفۃ فی حدیث
اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ عن ابی هریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لو کان العلم بالثریا لناله رجل من ابناء فارس واخرج
الشیرازی فی الالقاب عن قیس بن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لو کان العلم بالثریا لتناوله قوم من ابناء فارس و
اخرج البخاری والمسلم فی صحیحیهما حدیث ابی هریرۃ بلفظ لو کان الایمان
عند الثریا لناله رجل من فارس وفی لفظ المسلم لو کان الدین عند الثریا
لذهب به رجل من ابناء فارس حتی یتناوله وفی معجم الطبرانی
عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان
الدین معلقا بالثریا لتناوله ناس من ابناء فارس فهذا اصل

صحیح یعتمد علیہ فی البشارۃ والفضیلۃ انتہی کلام جلال الدین السیوطی الشافعی ذکر کیا طحطاوی نے شرح درمختار میں پس وارد ہوئیں حدیثیں اس باب میں ساتہہ لفظ جمع کے اور مفرد کے پس لفظ جمع کا ارادہ کیا گیا باعتبار اتباع کے اور لفظ مفرد کا ارادہ کیا گیا باعتبار اصل کے وہ متبوع ہیں ان اتباع کے اور اختیار کرنا خبر دینے میں اس طریق کو اشارہ ہے اس پر کہ اتباع اس شخص کے مثل اوسی کی افضل ہونگے غیروں پر مصیب ہونے میں اور قول اوسکا

فہذا اصل صحیح یعتمد علیہ فی البشارۃ والفضیلۃ صریح ہی اسمیں کہ یہ حدیثیں صحیح ہیں پس یہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں اسپر کہ تحقیق دین اور علم اور ایمان اگر ہو ثریا کے پاس تو البتہ جاکر لے آویگا یہ شخص کہ ابناء فارس میں سے ہی - اور یہ کلام بطور نہایت مبالغہ کے ہی بیچ مدح مصیب ہونے اور پہونچنے حق کے اوروں کی بہ نسبت پس ان حدیثوں صحیحہ نے دلالت کی اسپر کہ یہ شخص نہایت مرتبہ مصیب ہونیکا رکھتا ہے مسائل اختلافیہ میں بایں طور کہ جب جاویگا طرف دین اور ایمان اور علم کی تو جا پہنچیگا اوسکو لیکن باقی رہی یہ بات کہ یہ شخص کون ہے سو کہتے ہیں ہم جبکہ اجماع منعقد ہوا اوپر نہ کرنے اوس عمل کے کہ وہ مخالف ہو ائمہ اربعہ کے تو ہوا مدار دین کا قیامت تک اوپر مذاہب ائمہ اربعہ کے اور نہ تہا کوئی ائمہ اربعہ کا ابناء فارس سے سوائے ابیحنیفہ کے تو دلالت کی ان حدیثوں نے ساتہہ اجماع کے ملکر اسپر کہ یہ شخص مذکور ابوحنیفہ ہیں اور کفائت کرتا ہی قول جلال الدین سیوطی کا بیچ وارد کرنے ان حدیثوں کے بیچ فضیلت اور بشارت ابوحنیفہ کے کیونکہ وہ اکابر محدثین اور اجلہ ائمہ شافعیہ میں سے ہی - پس دلالت کی ان حدیثوں صحیحہ نے ساتہہ اجماع کے ملکر اسپر کہ امام اعظم ابوحنیفہ سب سے بڑے اور زائد تر ہیں اور باب اصابت اور پہنچنے حق کے مسائل اختلافیہ اور اجتہادیہ میں اسی

لئے کہا امام شافعی نے الناس کلھم عیال ابیحنیفۃ فی الفقہ اور یہ قول امام شافعی نہایت مشہور ہی اور سندیں اسکی بہت ہیں چنانچہ آگے آویگا اسکا ذکر پہر پوشیدہ نہ رہی کسی پر یہ خبر دینا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتہہ طریق مذکور کے آگاہ کرتا ہی اسپر کہ اتباع اس شخص کے مثل اوسی فائق ہیں بیچ باب مصیب ہونیکے اسی لئے کہا میر سید شریف نے کہ محقق اور مدقق ہیں اصول و فروع میں

شرح خلاصہ کیدانی میں والسلام علی ابیحنیفة رضی اللہ تعالی عنه الذی جاهد فی دین
اللہ تعالی فاخلص اجتهاده وجاده وعلی اصحابه الفائقین علی غیرهم بفضل الاصابة
وزیادة اور کہا درمختار میں قال الامام الشافعی رحمه اللہ من اراد الفقه فیلزم اصحاب
ابیحنیفة فان المعانی قد تیسرت لهم واللہ ما صرت فقیها الا بکتب محمد بن حسن
انتهی اور کہا ابن حجر مکی شافعی نے قلائد العقیان میں قال سفیان بن عیینة من اراد الفقه
فعلیه بالکوفة یلازم اصحاب ابیحنیفة رضی اللہ تعالی عنه انتهی اور کہا شیخ عبدالحق
محدث دہلوی نے صراط المستقیم میں اما امام شافعی را بہ بینید کہ چہ مدح می در مدح و اصحاب وی میکند و
میگوید کہ الناس کلهم عیال ابیحنیفة و در شان محمد بن حسین شیبانی کہ شاگرد ابوحنیفہ است فرمودہ
اگر اہل کتاب از یہود و نصاری تصانیف امام محمد را ببینند بی اختیار ایمان آرند و امام محمد شش کتاب تالیف
کردہ کہ ہر یکی ازاں شصت مجلد و ہفتاد مجلد بلکہ بیشتر است و امام احمد اکثر مسائل و تحقیق از کتب امام محمد نقل
میکرد و دراں کتب نظر میکرد و ازاں استفادہ می نمودہ و آنچہ کہ تقلید و اتباع امام ابوحنیفہ باحادیث و
اقوال صحابہ است دیگری را نیست انتهی اور کہا شیخ نے کتاب مذکور میں قبل اسکے وچوں احادیث کہ امام
شافعی بداں اخذ کردہ و تمسک نمودہ امام اعظم بداں تمسک نمودہ و اخذ نکردہ مردم گمان کردہ اند کہ مذہب
او مخالف احادیث است و حال آنکہ اینجا احادیث دیگر است صحیح و قوی تر از آنکہ وی رضی اللہ عنہ اخذ
کردہ و تمسک نمودہ انتهی **وجہ دوسری** یہ ہے کہ روایت ہے عمران بن حصین سے قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم خیر امتی قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین
یلونهم الحدیث متفق علیه اور یہ حدیث کتب احادیث میں بہت طرق سے مروی ہے یہاں تک
کہ مضمون اسکا مشہور ہے پس یہ حدیث صریح دلالت کرتی ہے اسپر کہ خیریت تابعین کی زیادہ ہے
خیریت تبع تابعین سے اور امام ابوحنیفہ تابعین میں سے ہیں دیکھا انہوں نے ایک جماعت صحابہ
کی کو ایک انمیں سے عبداللہ بن ابی اوفی صحابی ہیں اور ابوحنیفہ نے یہ حدیث انسے سنی ہے
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من بنی للہ مسجدا بنی اللہ له

بیتا فی الجنة [له] اور ابو حنیفہ اور عبد اللہ بن ابی اوفی ایک ہی شہر کوفی کی رہنی والی تہی اور
وفات پائی عبد اللہ بن ابی اوفی نی شہر کوفہ میں ۸۶ھ میں بالاتفاق اور تہی عمر ابو حنیفہ کی دن
وفات عبد اللہ بن ابی اوفی کی سات برس کی بالاتفاق پس غور کرنا چاہئی کہ یہ دونوں ایک ہی
شہر میں ہوں اور امام کی عمر سات برس کی ہو اور وفات عبد اللہ کی کوفی میں ہو اور پہر ملاقات نکریں
آپسمیں عقل کیونکر قبول کری وجود صحابی کا عزیز تہا جہاں جہاں لوگ سنتی تہی اونکی وفات کیلئی آتی
تہی تابعی ہونیکی لئی اور یہ نعمت عظمی اوسی شہر میں ہو اور یہ ملاقات نکریں بعید از عقل یہ حال تو عقل
کا ہی اب سنو آگی حال نقل کا کچہہ تہوڑا سا کہا جلال الدین سیوطی شافعی نی تبییض الصحیفہ فی مناقب
ابو حنیفہ میں قد الف الامام عبد الکریم الشافعی جزءً فی ما یروی الامام
ابو حنیفة عن الصحابة انتہی [۲] ذکر کیا اسکو طحطاوی نی شرح در المختار میں اور جزء اہل حدیث
کی اصطلاح میں اوس جیسا کہ کہا جاتا ہی یہ جزء احادیث ابی بکر کا ہی اور یہ جزء احادیث مالک کا ہی
اسی طرح کہا مولنا عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نی اپنی رسالہ میں کہ اصول حدیث میں ہی اور کہا در مختار میں
وصح ان ابا حنیفة سمع الاحادیث من سبعة من الصحابة کما بسط فی اواخر
منیة المفتی وادرک بالسن عشرین صحابیا کما بسط فی اوائل الضیاء انتہی [۳] اور کہا
خوارزمی نی بیچ مسند امام کی قد روی ابو حنیفة عن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وان العلماء اتفقوا علی ذلک لکنہم اختلفوا فی العدد انتہی [۴] ذکر کیا اس کلام خوارزمی
کو طحطاوی نی اور کہا ملا علی قاری نی بیچ رسالہ جواب قفال کی فانہ من بین الائمة المجتہدین
مختص بکونہ من التابعین دون غیرہ باتفاق العلماء المعتبرین [۵] اور تحقیق ثابت اور
مقرر ہی علم اصول میں کہ مثبت مقدم ہوتا ہی اوپر نافی کی اور یہی مقتضای عقل ہی پس ثابت ہوا عقل
اور نقل سی ہونا امام اعظم ابو حنیفہ کا تابعین میں سی اور متعصبین کی دواہی نہیں ہی کیا نہیں دیکہتی
ہو طرف انکار کرنی روافض کی بیچ خلافت ابو بکر کی اور عمر کی اور امام اعظم تو اونکی خادم ولی
[illegible] میں پس جبکہ معلوم ہوا یہ تو کہتی ہیں ہم کہ جب ہوا اجماع منعقد اوپر بکر نی اوس

عمل کے کہ وہ مخالف ہو ائمہ اربعہ کے اور امام ابوحنیفہ ہیں تابعین میں سے عقل اور نقل سے تو ہونے
خیریت ابوحنیفہ کی زیچ باب معیب ہونے کے مسائل اختلافیہ میں زیادہ اور بڑھ کر ائمہ ثلاثہ امام مالک امام
شافعی امام احمد بن حنبل سی ساتھ اوس حدیث صحیح متفق علیہ مشہور کے اور **وجہ تیسری** یہ ہے
کہ روایت ہے عبد اللہ بن عمر سے انہ قال خطبنا عمر بالجابیۃ فقال یا ایہا الناس انی
قمت فیکم کمقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فینا فقال اوصیکم
باصحابی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یفشو الکذب بالحدیث رواہ
الترمذی اور کہا ترمذی نے ہذا حدیث حسن صحیح انتہی پس یہ حدیث صحیح صریح دلالت کرتی ہے اس پر
کہ وصیت کی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ لیا جاوے دین ان لوگوں سے یعنی صحابہ
اور تابعین اور تبع تابعین سے بشرط اس ترتیب مذکور کے جیسا کہ مقتضا لفظ ثم کا ہے کہ مذکور
ہے حدیث میں یعنی لیا جاوے ان لوگوں سے دین بشرط اس ترتیب کے کہ لیا جاوے دین
صحابہ سے جبتک کہ پایا جاوے پہر تابعین سے جبتک پایا جاوے پہر تبع تابعین سے جبتک پایا
جاوے یہ مقتضا حدیث صحیح کا ہے پس ہرگاہ کہ نہوا کوئی مذہب مقرر اہل سنت وجماعت کا قرن
صحابہ سے لیکر تبع تابعین تک سوائی مذہب ائمہ اربعہ کے اور منعقد ہوا اجماع اوپر نکرنے
اوس عمل کے کہ وہ مخالف ہو ائمہ اربعہ کے اور تہی ابوحنیفہ تابعین میں سے نہ ائمہ ثلاثہ امام مالک
امام شافعی امام احمد بن حنبل تو دلالت کی اوس حدیث صحیح نے ساتھ اس اجماع کے بلکہ اسپر کہ
مذہب امام اعظم کا لازم پکڑا جاوے جبتک کہ پایا جاوے واسطے عمل کرنیکے اس حدیث صحیح پر
اور **وجہ چوتھی** یہ کہ کہا امام شافعی نے الناس کلھم عیال ابی حنیفۃ فی الفقہ
انتہی ذکر کیا اسکو ابن حجر مکی نے کہ وہ اجلہ شافعیوں میں سے ہے بیچ قلائد العقیان فی
مناقب ابی حنیفۃ النعمان کے اور صاحب سیرت شامی محمد ابن یوسف شامی نے کہ وہ
اکابر شافعیوں میں سے ہے بیچ عقود الجمان فی مناقب النعمان کے **اور** ابو بکر خطیب

بغدادی نے کہ وہ ایک حدیث سے بیچ تاریخ بغدادی کے اور شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی
نے بیچ مکتوبات اپنے کے جلد ثانی میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بیچ صراط المستقیم کے اور
صاحب در المختار نے بیچ در المختار کے اور خوارزمی نے بیچ مسند امام اعظم کے اور سوائے
انکے اور بہت لوگوں نے یہانتک کہ یہ قول امام شافعی کا مشہور ہے کہا خوارزمی نے مسند
امام اعظم میں والدلیل علیہ ما اشتہر واستفاض عن الشافعی رض انہ قال
الناس عیال ابی حنیفة فی الفقہ انتہی اور کہا صاحب بحر الرائق نے اشباہ میں
قال الامام الشافعی من اراد ان یتبحر فی الفقہ فلینظر الی کتب ابیحنیفہ
کما نقلہ ابن وہبان عن حرملة اور کہا حموی نے شرح اشباہ میں وذکر
الحافظ الذہبی فی کتابہ المسمی بالصحیفة فی مناقب فقیہ الوقت
ابی حنیفة ان المزنی روی عن الامام الشافعی ہذہ الذی رواہ
حرملة **وقال** ایضا فی کتاب المذکور قال عبد اللہ بن المبارک ان
الاثر قد عرف وان احتیج الی الرای فرای مالک وسفیان ابی حنیفة
وابو حنیفة احسنہم وادقہم فطنة واغوصہم علی الفقہ وھو افقہ
الثلاثة انتہی کلام الحموی اور کہا ابن حجر مکی شافعی نے کتاب مذکور میں قال
عبد اللہ ابن المبارک وناہیک ما رایت فی الفقہ مثلہ ورایت مسعرا فی
حلقتہ جالسا بین یدیہ یسالہ ویستفید منہ ما رایت احدا قط تکلم
فی الفقہ احسن منہ قال عبد اللہ بن المبارک کان ابوحنیفة افقہ من
اہل زمانہ ولقیت الف رجلا من العلماء فلولا انی لقیت اباحنیفة
لکنت من المفلسین قال مسعر ما اعرف رجلا تکلم فی الفقہ احسن معرفة من
ابیحنیفة وقال وکیع ما رایت احدا اورع ولا افقہ ولا احسن من ابیحنیفة وقال ابراہیم
بن عکرمة ما رایت احدا اورع ولا افقہ من ابی حنیفة قال

ابو یوسف مارایت احدا اعلم بنفس الحدیث من ابیحنیفة وقال ابو یوسف
مارایت احدا اعلم بتفسیر الحدیث من ابیحنیفة وقال سفیان الثوری کنا
بین یدی ابیحنیفة کالعصافیر بین یدی البازی وان اباحنیفة لسید العلماء
وقال علی ابن عاصم لو وزن علم ابیحنیفة بعلم اهل زمانه لرجح علمهم وقال
محمد بن الحسن یناظره اصحابه فی المقائس حتی اذا استحسن شیئا لم یلحقه احد
منهم فی الاستحسان قال یزید بن هارون کتبت علی الف شیخ حملت عنهم
العلم فما رایت والله فیهم اشد ورعا من ابیحنیفة ولا احفظ لسانا منه و
لا فی اعظم عقله وقال علی بن عاصم لو وزن عقله بعقل نصف اهل الارض
لرجح عقلهم وقد صنف العلامة مصنف کتاب الضخیم المسمی بسبیل الهدی
والارشاد والمشهور بسیرت الشامی محمد بن یوسف الدمشقی الصالحی الشافعی
المذهب کتابا فی مناقب ابی حنیفة سماه عقود الجمان فی مناقب النعمان و
وعندی نبذة منه وهو انه کان ابوحنیفة رضی الله تعالی عنه اخذ
العلم باوفر نصیب اما علم الکلام فقد تقدم انه بلغ فیه مبلغا
یشار الیه بالاصابع وناهیك به انه سلم الیه علم النظر والقیاس
واصابة الرای حتی قالوا فیه ابوحنیفة امام اهل الرای فیه انتهی
کلام ابن حجر المکی پس یہ کلام صریح ہے اس بات میں کہ اصابت رائی ابوحنیفہ
کی مسلم ہے تک علماء کے اور کہا ابن حجر کی نے کتاب مذکور میں ومدح الشافعی
له بالعلم والفقه والورع والامانة اکثر من ان یحصی واظهر من
ان یخفی انتہی اور کہا در المختار میں ومناقبه اکثر من ان تحصر وصنف
فیها ثبت ابن الجوزی مجلدین کبیرین سماه انتصار الامام الائمة
الامصار وصنف غیره اکثر من ذلك انتہی پس یہ کہ مختصر مناقب

پس امام صاحب کے اور معلوم ہوئی ان اقوال ائمہ دین کے سے ترجیح امام اعظم کو اوپر غیروں کے
اور بیان اسکا یہ ہے کہ تحقیق قول امام شافعی کا الناس کلھم عیال ابی حنیفۃ فی الفقہ مشہور
ومعروف اور بہت سندوں سے ثابت ہے جیسا کہ گذرا اور اماموں سے جو قوال مذکور ہیں
سب مؤید اس قول کے ہیں پس ثابت ہوا انسی فقیہ ہونا امام صاحب کا سب سے بڑھکر اور فرمایا
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین متفق علیہ پس
دلالت کی اس حدیث متفق علیہ نے کہ فقیہ ہونا دین میں سب سے بہتر ہی نزدیک اللہ تعالی کے
پس امام اعظم سب سے بہتر ہوے دین میں نزدیک اللہ تعالی کے ساتھہ ان اقوال ائمہ دین
اور حدیث صحیح متفق علیہ کے اسیواسطے اختیار کیا امام شافعی نے امام اعظم کی سب سے جوا
کہا من اراد الفقہ فالزم اصحاب ابی حنیفۃ فان المعانی قد تیسرت لھم
واللہ ماصرت فقیھا الا بکتب محمد بن الحسن ذکر کیا اسکو درمختار میں اور کتابیں
امام محمد کی بڑی بڑی چھ کتابیں کہ ضخامت ہر ایک کی ساٹھہ ستر جلدوں سے کم نہیں جیسا کہ
تصریح کی شیخ عبدالحق نے ساتھہ اسکے اور گذر چکا اوپر بیان اوسکا اور پوشیدہ نہ رہے
کسی شخص پر کہ جو شخص کہتا ہے کہ فقیہ ہونے سے تعریف ثابت نہیں ہوتی بلکہ اعلم بالکتاب
والسنہ ہونا بہتر ہے فقیہ سے سو یہ قول مردود ہے ساتھہ اس حدیث متفق علیہ کے اب بکتا
پہرے بکنے والا جو چاہے کافی ہے یہ حدیث حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اوسکے بکواس کے
رد میں پس ثابت ہوئی ان وجوہ مذکورہ سے ترجیح امام اعظم رح کی مذہب کی اسلئے فرمایا ہے
حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے اپنے مکتوبات کے جلد ثانی میں مثل روح اللہ
مثل امام اعظم کوفی است ببرکت ورع و تقوی و دولت متابعت سنت درجہ علیا در اجتہاد
واستنباط یافتہ ست کہ دیگران در فہم او عاجز اند و مجتہدات او را بواسطہ دقت معانی مخالف
کتاب وسنت دانند او را از اصحاب رای پندارند کل ذالک لعدم الوصول الے
حقیقۃ علمہ ودرایتہ وعدم الاطلاع علی فھمہ وفراستہ

ف جسے ارادہ کرتا ہی اللہ تعالی خیر کا فقیہ کرتا ہی اوسکو دین میں ۱۲
ف جو کوئی ارادہ کرے فقہ کے حاصل کرنیکا پس چاہیے کہ لازم کرے صحبت ابی حنیفہ کی یاروں کی اسلئے کہ مقاصدات دین کی تحقیق جسیم ہو گئے ہیں اوسکو قسم خدا کی نہیں ہوا میں فقیہ مگر ساتھہ کتابوں امام محمد کے جو شاگرد ہیں امام صاحب کے رضی اللہ عنہ ۱۲
ف یہ سبب نہ پہنچنے کے ہے طرف حقیقت علم اوسکے کے اور فہم اوسکے کے اور نہ مطلع ہونیکے اجتہاد اوسکے اور دانائی اوسکے کے ۱۲ منہ

مگر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ از فقاہت او علیہ الرضوان دریافت کہ گفت کہ الفقہاء کلہم
عیال ابی حنیفۃ فی الفقہ بواسطہ ہمیں مناسبت کہ بروح اللہ دارد تواند بود آنچہ
حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ در فصول ستہ نوشتہ است عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوۃ و
السلام بعد از نزول بمذہب امام ابوحنیفہ حکم و عمل خواہد کرد بے شائبہ تکلف و تعصب گفتہ میشود کہ
نورانیت مذہب حنفی بنظر کشفی در رنگ دریائی عظیم می نماید و سائر مذاہب برنگ حیاض و جداول
نظر می آید ناقصان چند احادیث را یاد گرفتہ اند و احکام شرعیہ را دراں منحصر ساختہ ماورائے معلوم
خود را نفی مینمایند **بیت** ہر آں کرمیکہ در سنگے نہانست ✣ زمین و آسمان او ہمانست ✣ وائے
ہزار وائے از تعصبہائے باریک ایشاں و از نظرہائے فاسد ایشاں بانی فقہ ابوحنیفہ است و سہ
حصہ فقہ او را مسلّم داشتہ اند و در ربع باقی ہمہ شرکت دارند۔ و در فقہ صاحب خانہ اوست و دیگراں
ہمہ عیال وے انتہی کلام الربانی۔ اور واسطے اسی ترجیحات مذکورہ کے رہے جمہور اہل اسلام کے
ہمیشہ اوپر مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ کی اور بعض باقی اوپر باقی مذاہب اہل اسلام کے جیساکہ تصریح
کی ہے ساتھ اسکے ملا علی قاری نے اپنے رسالہ میں کہ تالیف کیا ہے قفال کے جواب میں عبارت
اوسکی یہ ہے واما اتباع ابی حنیفۃ قدیما وحدیثا ففی الازدیاد فی جمیع البلاد
سیما فی بلاد الروم وما وراء النہر وولایۃ الہند والسند واکثر
اہل خراسان وعراق مع وجودہ فی کثیرین من بلاد العرب بالاتفاق
واظن انہم یکونون ثلثی المسلمین بل اکثر عند المہندسین
بالاتفاق پہر کہا ملا علی قاری نے اسی رسالہ میں بعد ذکر کرنے رجوع سلطان محمود کے
طرف مذہب شافعی کے ویکفینا من السلاطین ابراہیم بن ادہم المتلمذ
لامامنا فی العلم والعمل واعراضہ من الدنیا واقبالہ علی العقبی و
الحضور مع المولی مع ان السلاطین فی کل زمان ومکان تابعون
علی مذہب النعمان کسلاطین الروم حفظہم اللہ من الحوادث

والدوران وسلاطین ماوراء النهر فی کل دهر وعصر وسلاطین الهند
والسند فی البر والبحر اور کفائت کرتا ہے ہمکو ابراہیم بن ادہم کہ جو شاگرد ہیں ہمارے امام
کے علم اور عمل میں اور مونہ موڑنے میں اونکے دنیا سے اور متوجہ ہونے اونکے کے طرف عقبیٰ
کی اور حضور میں باوجود اسکے بادشاہ ہر زمان اور مکان میں ثابت ہیں اوپر مذہب نعمان یعنی
ابحنیفہ کے مانند بادشاہوں روم کی نگاہ رکھے اونکو اللہ حادثوں اور گردشوں سے اور مانند
بادشاہوں ماوراء النہر کی بیچ ہر زمانہ کے اور ہر عصر کے اور مانند بادشاہوں ہند وسندہ کے
بر و بحر میں ولعل حکمة ذلك ان اباحنیفة من ذریة کسری الملقب بنوشیروان
العادل فحیث عدل الامام عن الدنیا واقبل علی العقبی جعل الله
سلاطین الاسلام واساطین الانام من العلماء الاعلام تابعین له
الی یوم القیام حتی روی ان المهدی علیه السلام انما یحکم علی وفق
مذهبه علیه الرضوان لما روی الحسن بن سلیمان فی تفسیر حدیث
لاتقوم الساعة حتی یظهر العلم وهو علم الامام ابی حنیفة رضی الله
تعالی عنه من الاحکام انتهی کلام القاری پس یہ جملہ اخیرہ مانند اوس جملہ کے ہے
کہ تصریح کی ہے ساتھہ اوسکے امام ربانی اور خواجہ محمد پارسا نے اور وہ عبارت اوپر گذر چکی
ہے اور ساتھہ اسی کے تصریح کی ہے صاحب درمختار نے اور عبارت اوسکی یہ ہے حسبك من
مناقبه اشتهار مذهبه ما قال قول الا واخذ به امام من ائمة الاعلام وجعل
الله تعالی الحکم لاصحابه واتباعه من زمنه الی هذه الایام الی ان یحکم بمذهبه
عیسی علیه السلام انتهی کہا یحیی بن معین نے کہ وہ امام ایمہ حدیث کے ہیں اور تبع تابعین میں
سے ہیں اور وہ صحاح ستہ کے اساتذہ میں سے ہیں اور ہیں امام جرح اور تعدیل کے جیسا کہ تصریح کی ہے
صاحب فتح الباری شارح بخاری اور ابن حجر عسقلانی نے تقریب میں یحیی بن معین ثقة حافظ مشهور
امام الجرح والتعدیل مات سنة ثلث وثلاثین وله بضع وستون سنة انتهی

القراءة عندی قراءة حمزة والفقه فقه ابیحنیفة علی هذا ادرکت الناس انتهی
یہ عبارت تاریخ ابن خلکان اور تاریخ خطیب محدث بغدادی میں ہے اور پوشیدہ نرہے کہ جو لوگ مانند یحیی
بن معین میں تھے وہ تابعین اور تبع تابعین تھے اور قول یحیی بن معین کا علی ہذا ادرکت الناس ساتھ تقدیم حرف
علی کے فائدہ حصر کا دیتا ہے کیونکہ قاعدہ مقرر ہو چکا ہے جو شے کہ حق اوسکا تاخیر ہو وہ وقت تقدیم
کے فائدہ حصر کا دیتی ہے جیسا کہ ایاک نعبد وایاک نستعین پس یہ کلام یحیی بن معین کا دلالت کرتا
ہے اسپر کہ تابعین اور تبع تابعین فقہ ابی حنیفہ کو بہترین فقہ جانتے تھے اور اوسپر عمل کرتے تھے چنانچہ
تائید کرتی ہے اسکی عبارت رد المحتار شرح در المختار کی قوله من ازمنة هذه الایام فان الدولة
العباسیة وان کان مذهبهم مذهب جدهم فاکثر قضاتها ومشائخ اسلامها
حنفیة یظهر ذلک لمن تصفح کتب التواریخ وکان مدة ملکهم خمسمائة سنة تقریبا
انتهی اور کہا ملا علی قاری نے واما اتباع ابی حنیفة فقد بما وجدنا ففی الازدیاد فی جمیع
البلاد سیما فی بلاد الروم وما وراء النهر وولایة الهند واکثر اهل خراسان وعراق
مع وجود کثیرین فی بلاد العرب بالاتفاق واظن انهم یکونون ثلثی المسلمین بل
اکثر عند المهندسین بالاتفاق مع ان سلاطین فی کل زمان ومکان ثابتون علی
مذهب النعمان کسلاطین الروم حفظهم الله من الحوادث والدواهی وسلاطین
ما وراء النهر فی کل عصر ودهر وسلاطین الهند والسند فی البر والبحر انتهی
اور جاننا چاہیے کہ ہونا لوگوں کا عیال فقہ ابیحنیفہ کا اور ہونا تابعین کا اور تبع تابعین اور جمہور اہل اسلام
کا مذہب ابی حنیفہ پر اور ہونا قیاس ابو حنیفہ کا مسلم الاصابت جیسا کہ گذری نقل اوسکی صاحب سیرت
شامی شافعی المذہب سے اور قول خیر اسلام کا اتبعوا السواد الاعظم اور قول حضرت
لو کان الدین عند الثریا لذهب به رجل من ابناء فارس حتی
تناوله دلیل روشن ہے اسپر کہ مذہب عیسی علیہ السلام کا موافق مذہب ابیحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے
ہوگا اصل مذہب ابیحنیفہ کا سب مذہبوں سے آخر تک رہیگا جیسا کہ کہا اہل کشف نے تصریح کی اسکی امام عبد الوہاب

تعرانی نے میزان میں وقال فی در المختار بعد ٭ وقد اتبعہ علی مذہب کثیر من الاولیاء
الکرام ممن اتصف بثبات المجاہدۃ ورکض فی میدان المشاہدۃ کابراہیم بن
ادہم وشقیق البلخی ومعروف الکرخی وابی یزید البسطامی وفضیل بن عیاض وداؤد الطائی
وابی حامد اللفاف وخلف بن ایوب وعبد اللہ بن المبارک ووکیع بن الجراح وابی بکر الوراق وغیرہم
ممن لا یحصی لبعدہ ان یستقصی انتہی وقال الشامی فی رد المحتار فی شرح در المختار قولہ اشتہار
مذہبہ ای فی عامۃ بلاد الاسلام بل فی کثیر من الاقالیم والبلاد لا یعرف الا مذہبہ
کبلاد الروم والہند والسند وما وراء النہر وسمرقند الخ ثم قال قولہ الی ان یحکم بمذہبہ عیسی علیہ
السلام تبع فیہ القہستانی وکانہ اخذہ مما ذکرہ اہل الکشف ان مذہبہ اخر المذاہب انقطاعا
فقد قال الامام الشعرانی فی المیزان ما نصہ قد تقدم ان اللہ تعالی لما من علیّ بالاطلاع
علی عین الشریعۃ رایت المذاہب کلہا متصلۃ بہا ورایت مذاہب الائمۃ الاربعۃ تجری جداولہا
کلہا ورایت جمیع المذاہب التی اندرست قد استحالت حجارۃ ورایت اطول الائمۃ جدولا الامام
ابا حنیفۃ ویلیہ الامام مالک ویلیہ الامام الشافعی ویلیہ الامام احمد واقصرہم جدولا الامام
داؤد وقد انقرض فی القرن الخامس فاولت ذلک بطول زمن العمل بمذہبہم وقصرہ فکما
کان مذہب الامام ابی حنیفۃ اول المذاہب المدونۃ فکذلک یکون اخرہا انقراضا

محمد قطب الدین

وبذلک قال اہل الکشف انتہی واللہ اعلم وعلمہ احکم

محمد شمس سید ہا

تفضیر الحق لصحۃ الاعتقاد والعمل بہا وویل لمن لم یعمل بہ عنہ بحمدہ ۱۱۲ ادقیہ المحاسبہ

ذلک کلہ حق والاعتقاد والعمل بہ مستحق

عبد الحمید

محمد کمال غنی

ذلک کلہ حق والاعتقاد والعمل بہ مستحق

یہ رسالہ تو فیر الحق میں حرفاً حرفاً مطالعہ کیا اللہ تعالی
مصنف کو جزائی خیر دے اور سلف سے ایسا ہی دیکھا گیا ہے کہ سب علما مذہب کی تاکید میں چلا آئے ہیں۔
چنانچہ پہلی اس سے بھی ایکمرتبہ شور مچا تھا اوسکی دفع کرنیمیں مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب نے بڑی کوشش
کی تھی اور رسالہ عدم رفع الیدین اور منع قرأۃ خلف الامام واخفاء آمین میں تالیف کیا تھا اور وہ دونوں
رسالہ مولوی صاحب کے میرے پاس موجود ہیں اور یہی پایا او ستاد مولوی نذیر حسین صاحب کی کو فقیہ اجل عالم باعمل

والدی ماجدی جناب مولوی محمد عبد الخالق مرحوم کہ اونہوں نے تنبیہ الضالین میں تحریر کرکر مہر اپنی کی ہیں من شاء فلینظر الیہ یہ رسالہ من اولہ تا آخرہ میں نے دیکھا واقع میں کتاب بے نظیر ہے اور عوام و خواص کے دلپذیر ہے مارایت و ماسمعت مثلہ الشباب و ان ہذا الشئی عجاب مختصر کلام یہ ہے کہ جناب مولانا مولوی محمد اسحاق مرحوم نے مائۃ مسائل میں لکھا ہی کہ جو مذہب اربعہ کو بدعت کہے نماز نفل اوسکی کچھہ مقبول نہ ہوگی اور سب بیان مشہور ہو جاویگی من شاء فلیطالع فیہ فی جواب سوال ستین و ثلث اور یہ چراغ دین محمدی سی روشن ہے اسکو کوئی بجھا نہیں سکتا و نعم ما قیل ؎

چراغی را کہ ایزد بر فروزد ہر انکس تف زند ریشش بسوزد

یہ [illegible] الحق [illegible] بالقول [illegible] فی وجوب التقلید [illegible]

کا یعنی جناب مولنا محمد قطب الدین سلمہ اللہ تعالی کا من اولہ تا آخرہ حق و صحیح و درست قابل قبول و العمل ہے فماذا بعد الحق الا الضلال اور کسی کج فہم کی یہ خیال میں گذری کہ صاحب در مختار و حضرت مجدد خواجہ محمد پارسا و ملا علی قاری وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم نے جو لکھا عیسی علیہ السلام مذہب ابو حنیفہ رح پر عمل کرینگے تو یہ بات کیونکر ہو سکے کہ وہ نبی اور مجتہد ہیں اور تقلید مجتہد کی مجتہد کو حرام ہی بالاجماع اسواسطی کہ معنی اون عبارتوں کے یہ نہیں جو یہ شخص سمجھتا ہی بلکہ معنی یہ ہے کہ عیسی ع عمل کرینگے باین طور کہ ہوگا اجتہاد اونکا موافق مذہب ابو حنیفہ رح کے ہوگا فقط واللہ اعلم بالصواب حررہ عبد المسکین محمد ضیاء الدین

مسکین رسالہ ہذا من اولہ الی آخرہ بنظر تعمق مطالعہ نمود موافق مذہب اہل سنت و جماعت یافت و الحق سالک مسالک مذہب واحد بر صراط مستقیم ست خصوصا بر مذہب حنفی کہ معتمد علیہ سواد اعظم است کہ اکثر از اہل اسلام متبع ابو حنیفہ گزشتہ اند علیہم الرضوان و در اصول و فروع بر سائر مذاہب فوقیت دارند آیا نمی بینی کہ امام اعظم رح در اتباع سنت سنیہ علیہ الصلوۃ والسلام از ہمہ ائمہ مقدم است کہ احادیث مرسل و قول صحابی را بواسطہ بزرگی صحبت خیر البشر علیہ الصلوۃ والسلام بر رای خود مقدم دارد بر خلاف دیگر ائمہ رح کہ بر قیاس خود قول صحابی را تقدیم نمیدہند عجب می آید بر آں کسانیکہ باوجود ایں احتیاط آنرا از اصحاب الرای میدانند و کلام بے ادبانہ

و ناشائستہ بہ نسبت آں بزبان میرانند حالانکہ جم غفیر از پیشینیان بر کمال فضل وعلم وورع وتقوی او مقرانند اللہ تعالی اینہارا براہ راست آورد کہ اینچنین رئیس دین را آزار رسانند ومتبعان آنہا کہ سواد اعظم اند نسبت بضلالت نمائند و. ن آنجماعہ نباشند کہ در شان آن آیہ کریمہ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یطفئوا نور اللہ بافواہھم واقع است چراکہ بزعم فاسد خود ایشانرا اصحاب پای بند بدعت وتارک کتاب و سنت می شمارند حالانکہ تارک کتاب و سنت ضال ومبتدع است بلکہ از احاطۂ اسلام خارج است این اعتقاد فاسد میکنند مگر جاہلیکہ مقصودش ابطال نصف دین باشد ناقصی اضداد احادیث را یاد کردہ وبزعم ناقص خود احکام شرعیہ را در آن منحصر دانستہ و ماسوای معلوم خود را معدوم انگاشتہ و بر تقصیر عدم فہم خود قائل نگشتہ وآنکہ نزد او ثابت نشدہ است آنرا منتفی ساختہ وزبان طعن را کشادہ مثل فرقہ خوارج وروافض گشتہ **قطعہ** قاصری گر کند این طائفہ را طعن قصور + حاش للہ کہ برآرم بزبان این گلہ را + ہمہ شیران جہان بستہ این سلسلہ اند + روبہ از حیلہ چسان بگسلد این سلسلہ را + ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب ٭

حررہ شیخ رحیم بخش دہلوی الملقب بمحمد مسعود نقشبندی



تتمۂ رسالہ الضیاء المبین
وهو [illegible] الصالحین

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ رب العالمین
والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سید المرسلین
محمد وآلہ واصحابہ
اجمعین . اما بعد سب مسلمانوں
کی دریافت کے واسطے لکھا جاتا
ہے [illegible] اس رسالے میں [illegible]
[illegible] اور بدعت کی [illegible]
[illegible] اس رسالہ میں [illegible]
نماز روزی کا [illegible]
[illegible] افضال الٰہی سے حضرت
امیر المومنین سید احمد قدس سرہ

نظام الاسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و شاکراً و مسلماً

کیا جواب دیتے ہیں ہای علمای دیندار ان سوالوں کا اللہ تعالی تمپر رحمت کرے

پہلا سوال حنفی جو شروع نماز کی تکبیر میں کانوں تک ہاتھ اوٹھاتے ہیں اسپر کیا دلیل ہے

جواب حدیث ہی پہلی جلد مشکوۃ شریف کی ۲۰۸ صفحہ میں عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رض قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ روایت ہی مالک بن حویرث سے رض کہا کہ تہی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے اوٹھاتے اپنے دونوں ہاتہونکو یہانتک کہ برابر کرتے اپنے دونوں کانوں کے اور ایک روایت میں ہے یہانتک کہ مقابل کرتے دونوں ہاتھوں سے اپنے دونوں کانوں کے لہرونکو بخاری اور مسلم نے روایت کی وَفِي الْمِشْكٰوةِ وَفَتْحِ الْقَدِيْرِ وَجَامِعِ الْاُصُوْلِ وَتَيْسِيْرِ الْوُصُوْلِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّهٗ اَبْصَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى كَانَتَا بِحِيَالِ مَنْكِبَيْهِ وَحَاذٰى اِبْهَامَيْهِ اُذُنَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ وَفِيْ رِوَايَةٍ يَرْفَعُ اِبْهَامَيْهِ اِلٰى شَحْمَةِ اُذُنَيْهِ اوسی مشکوۃ کو ۲۵۱

[illegible] کی شریعت لانا باارادہ [illegible]
کے اسطرف ہوا اور مولانا عبدالحی
اور مولانا محمد اسمٰعیل وغیرہ
رحمہم اللہ تعالی حضرت کے معتقدین
خاص سے آپکے اشارہ سے مجلس
وعظ و نصیحت کی گرم کی کلام
اللہ اور کلام رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے مضامین کہنے سے اور
حضرت کی صحبت اور اونکے کلام کے
برکت سے لوگونکو شوق دینداری
کی [illegible] اللہ اور رسول کی تابعداری
کے دست مبارک پر بیعت
[illegible] ہاتھوں سے حضرت
قبر کی پوجا چندروز میں
فقط مومن [illegible]
لگے بعد حضرت بارادہ
جہاد [illegible]

اسیطرح بخوبی گذری ۔ سب نے فتنہ کی چند مدت کی جڑ کہ سدی راہ اسلام از سر نو تین سرکی اور بدعت مسجدیں آباد ہوگئیں بلکہ بالعلانیہ گرم ہوگیا سینکڑوں ادبکے خلفا کی سعی سے بازار ولایت کیطرف تشریف لیگئے

اتفاق اور محبت سے مسلمانونکی آپسمیں اوقات بسر ہوئی ۔ اور برس گذری ہونگی کہ بعضی کم علم لوگوں نے حضرت کی خبر ... بوجہ اپنی ناموری اور جاہلوں میں عزت بڑہانیکو اور دین کو پردہ دنیا بنانیکو اور ایک گروہ اپنا علیحدہ مقرر کرنیکو دین محمدی میں رخنہ ڈالنا شروع کیا

صفحہ میں اور فتح القدیر اور جامع الاصول اور تیسیر الوصول میں وائل بن حجر سے مقرر دیکھا اونہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو جب کہڑے ہوئے نماز کو اوٹہائی آپنی اپنے ہاتہہ یہانتک کہ ہوئے وہ برابر اونکے مونڈہوں کے اور برابر کیا آپنی انگوٹہونکو اپنے کانوں کے پہر تکبیر کہی اور ایکروائت میں ہی کہ اوٹہاتے تہی اپنی انگوٹہی اپنی کانونکے لونک اور اسی مضمون کی حدیث ہدایہ اور کافی اور تبئین الحقائق اور لمعات التنقیح اور بحر الرائق میں ہی لیکن مضمون میں کچھ اختلاف ہی طوالت کے خوف سی ہر ایک کتاب کی عبارت بالتفصیل نہیں لکھی گئی

دوسرا سوال حنفی جو ناف کے نیچے ہاتہہ باندھتے ہیں اسپر کیا دلیل ہے؟

جواب تیسیر الوصول کے ٢١٦ صفحہ میں حدیث ہے عَنْ اَبِی جُحَیْفَۃ رض اِنَّ عَلِیًّا رض اَلسُّنَّۃُ وَضْعُ الْکَفِّ فِی الصَّلٰوۃِ وَاَنْ یَّضَعَھَا تَحْتَ السُّرَّۃِ اَخْرَجَہٗ رَزِیْنٌ روائت ہے ابی جحیفہ رض سے مقرر علی رض نے فرمایا سنت ہے ہاتہ رکہنا نماز میں اور رکہنا اونکا نیچی ناف کے اور احمد اور ابو داؤد اور دار قطنی اور بیہقی کی روائت میں ہے حضرت سے کہ فرمایا السنۃ وَضْعُ الْکَفِّ عَلَی الْکَفِّ تَحْتَ السُّرَّۃِ یعنی سنت ہی رکہنا ہاتہہ کا دوسرے ہاتہہ پر نیچے ناف کے اور ہدایہ اور بحر الرائق اور کفایہ اور عنایہ اور نہایہ اور کافی میں بہی اسی مضمون کی حدیث ہی صرف لفظ میں اختلاف ہی اور سعنی میں اتفاق اور بحر الرائق میں ہے عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ ثَلٰثٌ مِّنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ وَذَکَرَ مِنْ جُمْلَتِھَا وَضْعُ الْیُمْنٰی عَلَی الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّۃِ یعنے تین چیزیں ہیں پیغمبروں کی سنت سی اور بیان کیا ان تین سے رکہنا داہنی ہاتہہ کا بائیں ہاتہہ پر نیچی ناف کے

تیسرا سوال حنفی جو پکار کر نماز میں بسم اللہ نہیں پڑہتے بلکہ آہستہ اسکی کیا دلیل ہی؟

جواب مشکوٰۃ شریف کے ۷۰ صفحہ میں حدیث ہے عَنْ اَنَسٍ رض اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبَابَکْرٍ وَعُمَرَ کَانُوْا یَفْتَتِحُوْنَ الصَّلٰوۃَ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَخْرَجَہٗ مُسْلِمٌ انس نے کہا مقرر نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر او عمر رض شروع کرتے تھے نماز الحمد للہ رب العالمین سے نکالا اوسکو مسلم نے اور تیسیر الوصول کے ۲۱۸ صفحہ میں انس سے روائت ہی عن انس رض قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْہُمْ یَقْرَءُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اخرجہ السنۃ روائت ہی انس رض سے کہا نماز پڑھی میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عثمان اور عمر رض کے ساتھ سو نہیں سُنا میں نے اونمیں سے کسیکو کہ پڑہتے بسم اللہ الرحمن الرحیم نکالا اوسکو بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد اور مالک اور نسائی نے اور کافی میں ہے **قولہ علیہ السلام** ثَلٰثٌ یُخْفِیْہِنَّ الْاِمَامُ التَّعَوُّذُ وَالتَّسْمِیَۃُ وَاٰمِیْن فرمایا علیہ السلام نے تین چیزیں ہیں کہ آہستہ کہیگا انہیں امام تعوذ اور تسمیہ اور آمین و روی ابن مسعود رض عنہ مَاجَہَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالتَّسْمِیَۃِ فِیْ صَلٰوۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ اور روائت کیا ابن مسعود رض نے نہیں پکار کر کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ کو فرض کی نماز میں اور شرح مختصر وقایہ میں ملا علی قاری سے ہے وفی لفظ مسلم فَکَانَ یَفْتَتِحُوْنَ الْقِرَاءَۃَ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَایَذْکُرُوْنَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْہُمْ یَجْہَرُ بِبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ورواہ النسائی والدارقطنی و احمد بن حبان فَکَانُوْا لَایَجْہَرُوْنَ بِبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بڑا فتنہ و فساد مسلمانوں میں پڑ گئی یہاں تک کہ باپ بیٹی کا اور بھائی بھائی کا اور خاوند جورو کا اور نوکر آقا کا مخالف بنا اور آپس میں ایسی پھوٹ ہوئی کہ وہ کام دین کا جو سبب بر مقدم تھا اوس میں بھی خلل آگیا لوگ متفرق ہو گئے ایک ایک کا مخالف بن گیا یہ حال دیکھ کر اور اوس طریقی کو خلاف حکم خدا و رسول و خلاف مرضی حضرت امیر المومنین کے سمجھ کر علماء اور فضلاء نے عموماً اور حضرت کے خلفاء نے خصوصاً دروازہ نصیحت کا کھولا اور

وفی اثار الطحاوی ومعجم الطبرانی وحلیۃ ابن نعیم ومختصر ابن خزیمۃ فکانوا یستفتحون بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور مسلم کی عبارت میں ہے شروع کرتے تھی اصحاب نبی کے نماز کو الحمد للہ رب العالمین کے ساتھہ نہ کہتے تھے بسم اللہ الرحمن الرحیم اور ایک روائت میں ہی ہہیں سنا میں نے اونمیں سے کسی کو کہ پکار کر پڑھی بسم اللہ الرحمن الرحیم اور روائت کیا اسکو نسائی اور دار قطنی اور احمد اور ابن حبان نے سوئے نہیں پکار کر پڑہتے بسم اللہ الرحمن الرحیم اور آثار طحاوی اور معجم طبرانی اور حلیہ ابن نعیم اور مختصر ابن خزیمہ میں ہے کہ آہستہ کہتے تھے اصحاب نبی کے بسم اللہ الرحمن الرحیم اور لمعات التنقیح اور فتح القدیر میں ہے قد روی الطحاوی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما لم یجھر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالبسملۃ حتی مات روائت کی طحاوی نے ابن عباس رض سے پکار کر نہیں کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو یہانتک کہ وفات پائی

چوتھا سوال حنفی نماز میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہیں پڑہتے اسکی کیا دلیل ہے؟ **جواب** تیسیر الوصول کے ۱۶۱ صفحہ میں حدیث ہے عن جابر رض قال من صلی رکعۃ لم یقرأ بام القرآن فلم یصل الا وراء الامام اخرجہ مالک والترمذی جابر رض سی ہی جسنی نماز پڑہی ایک رکعت اور نہ پڑہی اوسمیں سورہ فاتحہ تو نہ پڑھی اوسنی نماز مگر امام کے پیچھے یہ حکم نہیں ہے اور پہلی جلد مشکوۃ شریف کے ۲۰۰ صفحہ میں ہے عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما جعل الامام لیؤتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرء فانصتوا رواہ ابو داؤد والنسائی وابن ماجۃ روائت ہے ابو ہریرہ رض

اور ان نادانوں کو [illegible] نصیحت [illegible] اور دنیا کی طمع [illegible] [illegible]

[illegible]

سے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مقرر ٹھیرایا گیا ہے امام اسلئے
کہ پیروی کیجاوے اوسکی سو جب وہ تکبیر کہے تم تکبیر کہو اور جب وہ قرآن پڑھے
تم چپ ہورہو روائت کیا اوسکو ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور
جامع الاصول اور مالک کی موطا میں بھی اس مضمون کی حدیثیں ہیں اور مسند
امام ابوحنیفہ میں اور لمعات التنقیح شرح مشکوۃ المصابیح اور شرح مختصر الوقایہ اور
فتح القدیر میں ہے عن جابر رض اَنَّ رَجُلًا قَرَءَ خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الظُّہْرِ اَوِ الْعَصْرِ وَاَوْمٰی اِلَیْہِ رَجُلٌ فَنَہَاہُ فَلَمَّا انْصَرَفَ
قَالَ اَتَنْہَانِیْ اَنْ اَقْرَءَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَذَاکَرُوْا
ذٰلِکَ حَتّٰی سَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَۃُ الْاِمَامِ قِرَاءَۃٌ لَہٗ جابر سے روائت
ہے کہ قرات کیا یعنی کوئی سورہ پڑھا ایک شخص نے پیچھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم
کے نماز ظہر یا عصر کی نماز میں اور اشارہ کیا اوسکی طرف ایک آدمی نے سو
منع کیا اوسکو پھر جب پڑھ چکا کیا اوسنے منع اوسکو پھر جب پڑھ چکا کہا اوسنے
کیا منع کیا تونے مجکو رسول صلعم کے پیچھے قرآن پڑھنے سے سو بحث ہوئی اونمیں
اور وہ سماعت میں پہنچی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سو فرمایا رسول اللہ صلعم نے
جس کسی کا کہ امام ہو تو قرات اوسکے امام کی اوسکے لئے قرات ہے یعنی قرات
امام کی مقتدی کیلئے کافی ہے اور شیخ عبدالحق نے مشکوۃ کے ترجمے میں لکھا
ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور بخاری اور مسلم کے سوا سبنے اسکو روائت
کیا ہے اور شرح مختصر الوقایہ میں اور جامع الاصول اور فتح القدیر میں ہے عن
ابن عمر رض اَنَّہٗ کَانَ اِذَا سُئِلَ ہَلْ یَقْرَءُ اَحَدٌ مَعَ الْاِمَامِ

سکہاتے ہیں پہر بعد اسکے اور باتیں فریب کی چال میں پہنسا رہی کرکے نادانوں کو اپنے ہی یہی جہگڑے پیچ پیچ طرح پر نئے مذہب والے منظور ہو دیکھے اسی حقیقت کہی ہی جسکو کی

جیسا علمائے سلف اور خلف سے اور علم فقہ سے اور تفسیروں سے لکہا علمائے سنت وجماعت کے اور اکثر مسائل شرعی سے جو اونکی خواہش کے برخلاف روگردان اور بد اعتقاد کرواتے ہیں پہر ایسی باتوں سے بیچارے مسلمانوں کا ایمان کہوتے ہیں اور جاہلوں سی

قَالَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ مَعَ الْاِمَامِ فَحَسْبُہٗ قِرَاءَۃُ الْاِمَامِ وَاِذَا صَلّٰی
وَحْدَہٗ فَلْیَقْرَءْ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی جب سوال کیا اونسے کیا قرآن
پڑہے کوئی امام کیسا تہہ فرمایا جب پڑہی کوئی تم میں سی نماز امام کیسا تہہ تو کفایت کرتا ہی
اوسکو امام کا قرآن پڑہنا اور جب اکیلا نماز پڑہی تو چاہئی کہ قرآن پڑہی اور فتح القدیر
اور لمعات التنقیح میں ہی رَوٰی مُحَمَّدٌ فِیْ مُوَطَّاہُ سُئِلَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ
عَنِ الْقِرَاءَۃِ خَلْفَ الْاِمَامِ قَالَ اَنْصِتْ وَیَکْفِیْکَ الْاِمَامُ روایت کیا امام
محمد نے اپنی موطا میں سوال کیا عبد اللہ بن مسعود کو قرآن پڑہنے کے مقتدی میں امام کے پیچھے فرمایا
چپ ہو رہو اور بس ہی تجہکو امام کا قرآن پڑہنا اور کفایہ اور کافی اور غنایہ اور نہایہ میں ہے
قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَءَ خَلْفَ الْاِمَامِ فَفِیْ فِیْہِ جَمْرَۃٌ وَفِی الْکِفَایَۃِ وَ
الْکَافِیْ قَالَ عَلِیٌّ مَنْ قَرَءَ خَلْفَ الْاِمَامِ فَقَدْ اَخْطَأَ الْفِطْرَۃَ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے جو قرآن پڑہی پیچھے امام کے بہرتا ہی وہ موہنہ اپنی میں چنگاڑی آگ کی اور کفایہ اور کافی
میں ہے فرمایا علی نے جسنے قرآن پڑہا پیچھے امام کے مقرر اوسنے چہوڑ دی قدیم چال وعن
سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ وَزَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ مَنْ قَرَءَ خَلْفَ الْاِمَامِ فَلَا صَلٰوۃَ لَہٗ
سعد بن ابی وقاص اور زید بن ثابت رضی سے روایت ہی کہ جسنے قرآن پڑہا پیچھے امام کے
اوسکی نماز درست نہیں اور کفایہ اور کافی اور نہایہ اور شرح مختصر الوقایہ اور عنایہ
میں ہی وَمَنْعُ الْمُقْتَدِیْ عَنِ الْقِرَاءَۃِ مَاثُوْرٌ عَنْ ثَمَانِیْنَ نَفَرًا مِنْ کِبَارِ
الصَّحَابَۃِ ممنوع ہونا مقتدی کا قرآن پڑہنی سے روایت ہی اسکی اسّی آدمیوں
بڑی اصحابوں میں سی اور فتح القدیر اور لمعات التنقیح اور شرح مختصر الوقایہ میں ہی
عبد اللہ بن عمر و زید بن ثابت و جابر بن عبد اللہ قالوا لا تقرءوا
خلف الامام فی شیء من الصلوۃ وعن جابر قال لا تقرء

اگے بیس مولانا محدث اور سچی ایسے اونکو بیع البدعۃ کے خطاب سے اور تابع میں اور اجتہاد ... شہرت دیتے ہیں اور بیعت توبہ ... دعوی کرتے ہیں ...

... تعالی کے فضل و کرم ...

خلف الامام ان جهر ولا ان خافت وعن ابن مسعود رض
نحوه عبد اللہ بن عمر اور زید بن ثابت اور جابر بن عبد اللہ رض نے فرمایا کہ
قرآن مت پڑھ پیچھے امام کے کسی نماز میں اور جابر نے کہا ہے نہ پڑھ تو قرآن
پیچھے امام کے پکار کر پڑھتا ہو یا چپکے اور عبد اللہ بن مسعود رض سے بھی اسی طرح کے
روایت ہے **پانچواں سوال** حنفی جو نماز میں آمین پکار کے نہیں پڑھتے
اونکی کیا دلیل ہے **جواب** دار قطنی رح نے اپنے سنن میں اور حاکم نے مستدرک میں
جو حدیث کی معتبر اور مشہور کتابیں ہیں لکھا ہے عن وائل رض انه صلی اللہ
علیہ وسلم لما بلغ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال
آمین واخفی بها صوته رواه احمد وابو داؤد روایت ہے وائل رض سے
مقرر نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب پہنچے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین تک کہا آمین اور
پوشیدہ کی اپنی آواز اور مختصر الوقایہ میں مصنف سے عبد الرزاق محدث کی اور بحر الرائق
میں ابن شیبہ سے ابراہیم نخعی رض کی روایت کو لکھا ہے قال اربع یخفیهن الامام
التعوذ وبسم اللہ واللهم ربنا لك الحمد وآمین کہا چار چیزیں ہیں کہ
پوشیدہ کہو اونہیں امام اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور اللهم ربنا لك الحمد اور آمین
اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح نے مشکوۃ شریف کے شرح عربی اور شرح
سفر السعادت میں لکھا ہے عن عمر بن الخطاب رض انه قال یخفی
الامام اربعة اشیاء التعوذ والبسملة وآمین وسبحانك اللهم
وعن ابن مسعود مثله روایت ہے عمر بن الخطاب سے مقرر فرمایا اونہوں نے
کہ پوشیدہ پڑھیگا امام چار چیزیں اعوذ باللہ اور آمین اور سبحانك اللهم اور عبد اللہ
بن مسعود رض سے بھی اسی طرح کی روایت ہے وفی الهدایة لقول ابن

الفارق الجماعة اخرجه مسلم عن عرفجة
وان الشيطان مع
فان يد الله على الجماعة
من كان فاقتلوه
يفرق امة محمد كائن
الجماعة او يريد ان
فمن رايتموه فارق
وسلم تكون هنات وهنات

مَسْعُوْدٍ رض اَرْبَعٌ يُخْفِيْهِنَّ الْاِمَامُ وَذَكَرَ مِنْهَا التَّعَوُّذَ وَالتَّسْمِيَةَ

وَالتَّامِيْنَ ہدایہ میں لکہا ہے عبد اللہ بن مسعود کی روائت سے چار چیزیں ہیں کہ
پوشیدہ کہی اونکو امام اور بیان کیا اونمیں سے اعوذ باللہ اور آمین اور تخریج
احادیث الہدایہ اور فتح القدیر میں ہے کہ احمد اور ابوداود اور طیالسی اور ابویعلی
اور طبرانی اور دارقطنی اور حاکم نے روائت کی وائل سے اور اونہی اپنے باپ سے

اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَلَغَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ

قَالَ اٰمِیْنَ وَاَخْفٰی بِہَا صَوْتَہٗ مقرر حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب پہنچے غیر
المغضوب علیہم ولا الضالین تک فرماتے آمین اور پوشیدہ کرتے ساتہہ اوسکے اپنی آواز کو۔

چھٹا سوال حنفی جو سوا شروع کی تکبیر کے وقت ہاتہہ نہیں اوٹہاتے اسکی
کیا دلیل ہے **جواب** تیسیر الوصول کے ۲۱۵ صفحہ اور جامع الاصول میں ہے عن براء

قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ رَفَعَ یَدَیْہِ

اِلٰی قَرِیْبٍ مِّنْ اُذُنَیْہِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ اخرجہ ابوداؤد روائت ہی براء سی کہا
دیکہا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب شروع کرتے نماز بلند کرتے ہاتہوں کو اپنی کانوں
کے نزدیک تک پہر نہ دہراتے نکالا اسکو ابوداود نے اور تیسیر الوصول کے اوسی ۲۱۵

صفحہ میں ہے عن علقمۃ رض قَالَ لَنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ رض یَوْمًا اَلَا اُصَلِّیْ بِکُمْ

صَلٰوۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی وَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْہِ اِلَّا

مَرَّۃً وَّاحِدَۃً مَعَ تَکْبِیْرَۃِ الْاِفْتِتَاحِ اَخْرَجَہٗ اَصْحَابُ السُّنَنِ روائت ہے
علقمہ رض سی کہا فرمایا مجہکو عبد اللہ بن مسعود رض نے ایکدن بتاتا ہوں میں تمکو نماز رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہر نماز پڑہی اور نہ اوٹہائی اپنی ہاتہہ مگر ایکدفعہ شروع تکبیر
کے ساتہہ نکالا اسکو ترمذی اور نسائی اور ابوداود نے وفی تبشین

روائت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری پیچہے بری چال پیدا ہوگی سو جسکو دیکہو تم جدا ہوا جماعت سے یا وہ ارادہ رکہتا ہے تفرقہ ڈالنے کا محمد کی امت میں جو کوئی ہو مار ڈالو اوسکو کیونکہ بیشک اللہ

جماعت پر نعت شیطان کا ساتہہ ہی جماعت کا ... جدا ہوتا ہی ... ہوتا ہوں اور نظام الاسلام ... سوال کا جواب ... ہیں ایسی حدیثیں بہت سی ... ہیں دیکہیں ... لوگ خوب ... یقین کرو کہ تحقیق جانو اور ... طریقہ مذہب والوں کا ... خلاف حکم خدا اور رسول کی ... اپنی نفسانی ... اور ... ہمت ... مطابق اپنی ...

الحقائق قال ابن مسعود رض صليت مع النبي صلى الله عليه و
سلم و ابي بكر و عمر فلم يرفعوا ايديهم الا عند افتتاح الصلوة يعني
ابن مسعود نے نماز پڑھی ہیں نے نبی صلعم کیساتھہ اور ابو بکر او عمر رضی اللہ عنہما کے
سو نہ اوٹھائی اونہوں نے اپنی ہاتھہ مگر نماز کے شروع میں وفي الكفاية والكا
والعناية والنهاية قال ابن عباس رض ان العشرة المبشرة بالجنة
رضي الله عنهم ما كانوا يرفعون ايديهم الا في افتتاح الصلوة
اور کہا ابن عباس رض نے مقرر عشرہ مبشرہ یعنی دس اصحاب بہشتی رضوان اوٹھاتے
تھے وہ اپنے ہاتھہ مگر نماز کے شروع میں وفي شرح مختصر الوقاية عن
براء بن عازب قال كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا كبر لافتتاح
الصلوة يرفع يديه حتى يكون ابهاماه قريبا من شحمتي اذنيه
ثم لا يعود روایت ہے براء ابن عازب سے کہا تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب
تکبیر کہتے شروع نماز میں اوٹھاتے تھے اپنے ہاتھہ یہانتک کہ پہنچے دونو انگوٹھی
اونکی دونوں کانوں کی لہر تک پھر نہ دہراتے اور جامع الاصول او بحر الرائق
او تبیین الحقائق میں ہے قال جابر رض رأيت رسول الله صلى الله عليه
وسلم رفع يديه حين افتتح الصلوة ثم لا يرفعهما حتى انصرف
اخرجه ابو داؤد اور کہا جابر رضی نے دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کو بلند حضرت نے اپنے ہاتھو نکو شروع نماز کے وقت پھر نہ اوٹھاتے
اونکو جبتک کہ پڑھ چکتے نماز نکالا اوسکو ابو داؤد نے وروى الطحاوي
والطبراني باسناده الى ابن عمر و ابن عباس رض ان النبي صلى
الله عليه وسلم لا يرفع الايدي الا في سبع مواطن في افتتاح الصلوة

وَفِی تَکْبِیْرِ الْقُنُوْتِ فِی الْوِتْرِ وَفِی الْعِیْدَیْنِ الحدیث روایت کیا طحاوی نے
اور طبرانی نے جو دونوں کتابیں جو معتبر حدیثیں کی ہیں اپنی سند سی کہ ابن عمر اور
ابن عباس کیطرف ہتی ہیں مقرر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوٹھائی جاویں ہاتھ
مگر سات جگہوں میں نماز کے شروع میں اور قنوت کی تکبیر جو وتر میں ہی اور عیدین کی
نماز میں آخر حدیث تک اور مسند امام ابو حنیفہ میں ابراہیم نخعی سی بہی بعینہ یہ حدیث مروی
ہی اور کفایہ اور نہایہ اور کافی جو فقہ کی معتبر کتابیں اور مشہور ہیں یہ دلیل لکہا ہے

وَمِنْ قَوْلِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض رَفَعَ النَّبِیُّ صلعم فَرَفَعْنَاہُ وَتَرَکَ فَتَرَکْنَاہُ فرمایا
ابن مسعود رض نے اوٹھائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اوٹھائی ہمنی اور چھوڑ دیا
حضرت تو چھوڑ دیا ہمنی اوسے اور نہایہ اور عنایہ میں جو ہدایہ کی شرح ہی لکہا ہے

اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ ابْنَ زُبَیْرٍ رض رَاٰی رَجُلًا یُّصَلِّیْ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَیَرْفَعُ
عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّاْسِ مِنْہُ فَلَمَّا اَفْرَغَ مِنَ الصَّلٰوۃِ قَالَ لَہٗ لَا تَفْعَلْ
فَاِنَّ ھٰذَا شَیْءٌ فَعَلَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم ثُمَّ تَرَکَہٗ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ
عنہ نے دیکہا ایک شخص کو نماز پڑہتی ہوئی مسجد الحرام میں اور وہ اوٹھاتا تہا رکوع
کیوقت اور رکوع سی سر اوٹھانے کیوقت پہر جب پڑہ چکا نماز کہا اوسکو مقرر
یہ ایک چیز ہے کہ کیا تہا اوسکو رسول اللہ صلعم نے پہر چھوڑ دیا اسکو اور تبیین الحقائق

اور شرح مختصر الوقایہ میں ہی روایت جابر بن سمرۃ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالِیْ اَرَاکُمْ رَافِعِیْ اَیْدِیْکُمْ کَاَنَّھَا اَذْنَابُ
خَیْلٍ شُمْسٍ اُسْکُنُوْا فِی الصَّلٰوۃِ شُمُسٌ ای صَعْبٌ جابر بن سمرہ رض نے کہا
آئے ہمارے سامنے رسول اللہ صلعم پہر فرمایا کیا سبب ہی کہ دیکھتا ہوں میں تمکو
اوٹھانے والے ہاتہونکو اپنے گویا دم گہوڑوں کے سخت ہی قرار پکڑو نماز میں

لائی تہی اور جسم شرفا عرب نام رکھتے تہے اور طعن کرتے تہے سو اسکا جواب یہ ہی کہ اونکے رذالت کو اسلام کے شرافت نے کہو دیا تہا اور طرف مقابل میں اوسکے کفار رہتے کہ بڑی رذالت کفر کی رکھتے تہے اور یہاں تو طرف مقابل میں

یعنی حرکت نہ کرو نماز میں اور نہایہ میں ہے وَحِیْنَ رَاٰی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہ

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقْوَامًا یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَہُمْ فِی الصَّلٰوۃِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَعِنْدَ

الرَّاْسِ مِنَ الرُّکُوْعِ فَقَالَ مَالِیْ اَرٰیکُمْ رَافِعِیْ اَیْدِیکُمْ کَاَنَّہَا اَذْنَابُ خَیْلٍ

شُمْسٍ اُسْکُنُوْا فِی الصَّلٰوۃِ وَفِیْ کُفُّوْا فِی الصَّلٰوۃِ جب دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

کہ اوٹھاتی تھی اپنی ہاتہوں کو نماز میں رکوع کیوقت اور رکوع سی سر اوٹھانیکی وقت

تو فرمایا کیا وجہ ہے کہ دیکھتا ہوں میں تمکو اوٹھانیوالی ہاتہوں کو اپنی کو دم گھوڑوں

کی جو حرکت ہی قرار پکڑو نماز میں اور دوسری روایت میں ٹھیری ہے نماز میں یعنی

ہاتہوں کو حرکت نہ دو **ساتواں سوال** حنفی جو صبح کی نماز میں دعا

قنوت نہیں پڑہتے اسکی کیا دلیل ہے؟ **جواب** حدیث ہی ہندی ترجمہ کی

پہلی جلد مشکوٰۃ شریف کی ۳۰۸ صفحہ میں عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَہْرًا ثُمَّ تَرَکَہٗ رواہ ابو داؤد والنسائی

روایت ہی انس رض سے مقرر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑہی مہینہ بہر پہر چھوڑ

دیا اوسکو نکالا اسکو ابو داؤد اور نسائی نے اور اوسی کی ۳۰۸ صفحہ میں ہی عَنْ

اَبِیْ مَالِکِ الْاَشْجَعِیِّ رض قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ یَا اَبَتِ اِنَّکَ قَدْ صَلَّیْتَ خَلْفَ

رَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم وَاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِیٍّ ھٰہُنَا بِالْکُوْفَۃِ نَحْوًا

مِنْ خَمْسِ سِنِیْنَ کَانُوْا یَقْنُتُوْنَ قَالَ اَیْ بُنَیَّ مُحْدَثٌ اخرجہ الترمذی

والنسائی وابن ماجہ روایت ہی مالک بن اشجعی رض سے پوچھا میں نے اپنے باپ سے

البتہ نماز پڑہی تم نے رسول اللہ صلعم کے اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور

علی رض کے ہاں کوفہ میں قریب پانچ برس کے کیا قنوت پڑہتے تھے وہ کہا

اوس نے اے میرے لڑکے یہ بدعت ہی نکالا اسکو ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو ہدایت کا مالک ہے ہمیں بھی کسی صالح عالم مسلمان کی صحبت الہی نصیب کردے کہ جس میں دین اور دنیا کی خیر ہو

نے لوگ کے حق میں بھی اعتبار نہیں اب اس طرح العقل کی کثرت کا ہی کچھ نادان رذیل الطبع ناقص گمراہی سے نکالے سوائے مگر جسکو اللہ چاہے تو اس ہدایت نہیں پاتے الا ماشاء اللہ اور بیانات

اب ای بھائیو! ان مقلدوں کی چکنی چپڑی باتوں پر نہ بھولو اور انکی وعظ و نصیحت پر درد ہو کر

نے تیسیر الوصول کے ۲۲۳ صفحہ میں ہے قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
سَلَّمَ شَھْرًا بَعْدَ الرُّکُوْعِ فِیْ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِیِّ
قَنَتَ شَھْرًا ثُمَّ تَرَکَہٗ قنوت پڑھی رسول اللہ صلعم نے مہینہ بھر بعد رکوع کے
صبح کی نماز میں اور روایت میں ابوداؤد اور نسائی کے ہے کہ قنوت پڑھی حضرت نے
ایک مہینہ پھر چھوڑ دیا اوسکو **آٹھواں سوال** حنفی جو داہنا پانوں
اوٹھاکر بایاں پانوں بچھاکر بیٹھتے ہیں اسکی کیا دلیل ہے؟ **جواب** حدیث ہے
مشکوٰۃ شریف کے ۵۱۴ صفحہ میں عن عائشۃ رض قالت کان رسول اللہ
صلعم یَفْتَرِشُ رِجْلَہُ الْیُسْرٰی وَیَنْصِبُ رِجْلَہُ الْیُمْنٰی رَوَاہُ مُسْلِمٌ روایت ہے عائشہ رض
سے کہا بچھاتی تھی رسول اللہ صلعم بایاں پانوں اپنا اور کھڑا رکھتے تھے داہنا پانوں اپنا
نکالا اسکو مسلم نے اور تیسیر الوصول کے ۲۲۳ صفحہ میں ہے عن علی بن عبدالرحمن
قَالَ صَلَّیْتُ اِلٰی جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ رض فَقَلَّبْتُ الْحَصٰی فَقَالَ لِیْ لَا تُقَلِّبِ الْحَصٰی
وَافْعَلْ کَمَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَفْعَلُ قُلْتُ وَ
کَیْفَ رَاَیْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلعم یَفْعَلُ قَالَ ھٰکَذَا وَنَصَبَ الْیُمْنٰی وَاَضْجَعَ
الْیُسْرٰی الحدیث ۔ روایت ہے علی بن عبدالرحمن سے کہا نماز پڑھی میں نے ابن عمر کے
پہلو میں سو سرکائیں میں نے کنکریاں کہا مجھکو ابن عمر نے نہ سرکا کنکریاں
اور کر تو جیسا دیکھا میں نے رسول اللہ صلعم کو کرتے پوچھا میں نے کسطرح دیکھا تھی
رسول اللہ صلعم کو کرتے کہا اسطرح اور کھڑا کیا داہنے پانوں کو اور بچھایا بائیں
کو آخر حدیث تک ۔ اور اوسی صفحہ میں ہے عن وائل بن حجر رض قال اِفْتَرَشَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رِجْلَہُ الْیُسْرٰی وَرَفَعَ یَدَہٗ عَلٰی فَخِذِہِ
الْیُسْرٰی وَنَصَبَ الْیُمْنٰی روایت ہے وائل بن حجر رض سے کہا بچھایا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بایاں پانو اور اوٹھایا اپنا ہاتھ اپنی بائیں ران پر اور کہڑا
کیا داہنا پانو اور اوسی کتاب کے ١٤٣ صفحہ میں ہے عن عبد اللہ بن عبد اللہ
بن عمر رض قال ان ابن عمر انما سنة الصلوة ان تنصب رجلك اليمنى
وتثني اليسرى اخرجه البخاري ومالك والنسائي روایت ہے عبد اللہ عمر رض
کے پوتے سے کہا ابن عمر نے سنت نماز میں یہی ہے کہ کہڑا رکہی تو اپنا داہنا اور
بچہاوے بایاں نکالا اسکو بخاری اور مالک اور نسائی نے وفي رواية النسائي
ان تنصب القدم اليمنى واستقباله باصابعها القبلة والجلوس على
اليسرى اور ایک روائت میں نسائی کی سنت ہے کہڑا کرنا داہنی قدم کو اور برابر
رکہنا اوسکی انگلیوں کو قبلہ کیطرف اور بیٹھنا بائیں قدم پر

نواں سوال

حنفی نماز میں جو سجدہ کرنیکے وقت پہلے گھٹنوں کو زمین پر ٹیکتے ہیں بعد اوسکے ہاتھوں
کو اور سجدے سے اوٹھتی وقت پہلی ہاتھوں کو زمین سے اوٹھاتی ہیں بعد اوسکی گھٹنوں
کو اسکی کیا دلیل ہے

جواب

حدیث ہے تیسیر الوصول ١٢١ صفحہ میں عن
وائل بن حجر رض قال كان النبي صلعم اذا سجد وضع ركبتيه
قبل يديه واذا نهض رفع يديه قبل ركبتيه اخرجه اصحاب
السنن وفي اخرى لابي داود نهض على ركبتيه واعتمد
على فخذيه روائت ہے وائل رض سے کہا تہے نبی صلعم جب سجدہ کرتے رکہتے
اپنی گھٹنوں کو پہلے اپنے ہاتھوں کے اور کہڑے ہوتے اوٹھاتے پہلے ہاتھ اپنے
گھٹنوں کے نکالا اسکو اصحاب سنن یعنی ترمذی نسائی ابوداود نے اور دوسری
روائت میں ابوداود کے جب اوٹھتے حضرت اوٹھتے اپنے گھٹنوں پر اور زور
دیتے زور ہاتہوں کا اپنے زانو پر اور اوسے صفحہ میں ہے عن ابن عمر رض

السؤال الثالث

قالوں کی بابت

هل يجوز للرجل الذي ليس له ملكة الاجتهاد ولا توجد فيه شرط الاجتهاد ولا يعلم اقوال الفقهاء المتقدمين ان لا يقلد احدا من الائمة الاربعة المشهورة بل يخترع من عنده مذهبا خامسا قد يوافق احدها وقد يخالف جميعها

الجواب عنه ان الاجماع قد حصل على حقيقة المذاهب الاربعة وتخالف ذلك فيما سواها وان الامة جميعها قد تلقت هذه المذاهب الاربعة بالقبول ولم يحصر ذلك لغيرها وقد اوجب الله على من لم يعلم طرق الاجتهاد ولم يعلم ما كان عليه الصحابة من الاقوال ونعتهم والتابعين من اقوالهم وفتاويهم ولا يعمل الا بالتعيينة وان يسأل وكان ان يقلد الائمة الاربعة اقتضى من الحجة فيمن سواهم لعدم الحجة فقال الله تعالى فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون وقال قال ابن الهمام في التحرير وشارحه في الاجتهاد غير المجتهد المطلق يلزمه عند الجمهور التقليد وان كان

نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّعْتَمِدَ الرَّجُلُ عَلٰى يَدَيْهِ اِذَا نَهَضَ مِنَ الصَّلٰوةِ منع فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ بوجہ دیکر آدمی اپنی ہاتھوں پر کھڑے ہونیکے وقت نماز میں اور مشکوۃ کی شرح فارسی میں شیخ عبد الحق دہلوی نے جو لکھا ہے اوسکا ترجمہ یہ ہے ابن خزیمہ کی صحیح میں ہے کہ جب حضرت سجدہ میں جاتے تھے گھٹنوں سے شروع کرتے اور ابن ابی وقاص اور ابو سعید خدری کی حدیث میں آیا ہے کہ ہم رکھتے تھے ہاتھونکو پہلے گھٹنوں کے پھر حکم ہوا کہ رکھیں اپنی گھٹنونکو پہلے ہاتھوں کے

دسواں سوال

حنفی نماز میں جو پہلی رکعت اور تیسری رکعت کے سجدہ کے بعد بغیر بیٹھنے کے اور بدون ٹیک لگانے ہاتھوں سے زمین پر اوٹھتے ہیں اسکی کیا دلیل ہے؟

جواب حدیث ہے تیسیر الوصول اور لمعات التنقیح میں عن ابی ہریرۃ رض قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَضُ فِي الصَّلٰوةِ عَلٰى صُدُوْرِ قَدَمَيْهِ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھتے تھے نماز میں پیروں کے سروں پر یعنی انگلیوں کی جڑ پر یعنی بغیر بیٹھے اور بدون ٹیک لگائی ہاتھوں سے زمین پر اور کافی میں ہے اَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى وَالثَّالِثَةِ نَهَضَ عَلٰى صُدُوْرِ قَدَمَيْهِ جب سر اوٹھاتے حضرت اپنا سجدہ سے پہلی اور تیسری رکعت میں اوٹھتے پیروں کی انگلیوں کی جڑ پر اور فتح القدیر اور شرح مختصر الوقایہ اور لمعات التنقیح میں ہے اَخْرَجَ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض اَنَّهٗ كَانَ يَنْهَضُ فِي الصَّلٰوةِ عَلٰى صُدُوْرِ قَدَمَيْهِ وَلَمْ يَجْلِسْ وَاَخْرَجَ نَحْوَهٗ عَنْ عَلِيٍّ رض وَكَذَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ الزُّبَيْرِ وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَخْرَجَ عَنِ الشَّعْبِيِّ كَانَ عُمَرُ وَعَلِيٌّ وَاَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

فی بعض المسائل الفقهیة و بعض العلوم و فی جهة العربیة شرح مجھ التوصیل و الجنبه و فلذ لا یجمعون علی کل من لا یب فیه اهلیة الاجتهاد التقلید المذهب و رو عن

وَسَلَّمَ یَنْهَضُوْنَ فِی الصَّلٰوةِ عَلٰی صُدُوْرِ اَقْدَامِهِمْ اخرج نعمان

بْنُ اَبِیْ عَیَّاشٍ اَدْرَکْتُ غَیْرَ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَکَانَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ السَّجْدَةِ الثَّانِیَةِ فِی الرَّکْعَةِ الاُوْلٰی

وَالثَّالِثَةِ نَهَضَ کَمَا هُوَ وَلَمْ یَجْلِسْ نکالا ابن شیبہ نے ابن مسعود رض سے

سفر رہ اوٹھتی تھی نماز میں اپنی پیروں کی انگلیاں کی جڑ پر اور نہ بیٹھتی تہی نکالا

ایسا ہی علی رض سی اور ایسا ہی ابن عمر رض سے اور نکالا نعمان بن عیاش نے پایا

مینی بہت سی اصحابوں کو رسو لخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے جب اوٹھاتی تہی اپنا

سر سجدے سے پہلی رکعت اور تیسری رکعت میں اوٹھتی جس حال میں تہی اور

نہ بیٹھتی

گیارہواں سوال

حنفی جو رمضان مبارک میں تراویح بیس رکعت نماز پڑتے ہیں اس کی کیا دلیل ہے

جواب

ماثبت بالسنہ میں لکھا ہی بیہقی نے روائت کی سند صحیح سے اَنَّهُمْ یَقُوْمُوْنَ عَلٰی عَهْدِ عُمَرَ رض

بِعِشْرِیْنَ رَکْعَةً وَفِیْ عَهْدِ عُثْمَانَ وَعَلِیٍّ رض مِثْلَهٗ یعنی صحابہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کرتے تھے یعنی پڑھتے تھے حضرت عمر رض کی خلافت میں

بیس رکعت اور حضرت عثمان اور حضرت علی رض کے وقت میں بھی اسطرح اور

علمائی حرمین یعنی مکی اور مدینی کے عالموں کا ہی ہمیشہ سے اسیطور پر عمل چلا

آتا ہی اور شیخ عبدالحق دہلوی نے شرح فارسی میں مشکوۃ شریف کے جو کہ لکھا ہے

اوسکا ترجمہ یہ ہے اور ابن شیبہ نے ابن عباس رض سے روائت کی ہی کہ حضرت پیغمبر خدا

صلے اللہ علیہ وسلم نے جو نماز پڑہی بیس رکعت تہی اور بعد حضرت کے عمر رض کی

خلافت تک اسی طور حال گذرا کہ ہر کوئی گہر میں اپنی پڑہتا یا مسجد میں اور

جب کچھ زمانہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا گذرا تب اونہوں نے

ربیه یوسف بره ان ما وجب علی العامی الا قتداء بالفقهاء لعدم الاهتداء فی حق الی معرفة الاحادیث و معانیها و تاویلها و تبیانها ناسخها و منسوخها و خاصها و عامها و محکمها و متشابهها ممن لم یعلم ذلک فهو عامی منسوب الی الجاهلیة و هم الجهال اعاذنا الله تعالی من الضلال

خلاصہ ترجمہ کیا جائز ہے اور ہیں شخص کو جسکو قوت اجتہاد کی ہو اور لیکن شرط اجتہاد کی اوسمیں پائی نجاویں اور فقہا کی اقوال کو کیا یہ بات کہ کسی مجتہد کی ان چار مجتہدوں میں سے تقلید کرے جو ایک مذہب کے مخالف کو کبھی ان چار مذہبوں سے

یہ چار مذہب کو قبول کیا خلاصہ المذہب کا حکم ... ہوا ادر کسی مذہب ... اجماع ہوا کا علما ... ایک کے موافق ہو اور

لوگونکو جمع کروایا یعنی اسی بیس رکعت کو جماعت سے پڑہنے کو حکم کیا اور نہایت المرام
میں جامع الجوامع سے منقول ہے اَلتَّرَاوِیْحُ سُنَّةٌ مُؤَکَّدَۃٌ وَمَنْ لَمْ یَرَهَا
فَهُوَ رَافِضِیٌّ یُقَاتَلُ لِمَنْ لَا یَرَی الْجَمَاعَةَ قَالَ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ اِنَّهَا
سُنَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلَّاهَا لَیْلَتَیْنِ وَقَدْ صَلَّاهَا رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً بِعَشْرِ تَسْلِیْمَاتٍ ثُمَّ تَرَکَ مَخَافَةَ
اَنْ تَجِبَ وَکَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلعم وَاَصْحَابِهٖ حِرْصٌ فِیْ قِیَامِ اللَّیْلِ کَانَ
الرَّجُلُ مِنْهُمْ یُصَلِّیْ مِائَةَ رَکْعَةٍ وَاَکْثَرَ وَکَذَا فِیْ زَمَنِ اَبِیْ بَکْرٍ رض فَلَمَّا
ظَهَرَ الْکَسَلُ فِیْ زَمَنِ عُمَرَ رض خَافَ اَنْ یُبْذِرَ النَّاسَ فَالصَّحَابَةُ اِتَّفَقُوْا
مَعَهٗ عَلٰی اَنْ یُصَلُّوا الْجَمَاعَةَ وَزَیَّنُوا الْمَسَاجِدَ بِالْقَنَادِیْلِ وَلَمْ یَکُنْ عَلِیٌّ
حَاضِرًا فَلَمَّا رَاَی الْجَمَاعَةَ وَالْقَنَادِیْلَ قَالَ اَنَارَ اللّٰهُ اَمْرَ عُمَرَ کَمَا اَنَارَ
سُنَّةَ نَبِیِّنَا فَثَبَتَ وَصَحَّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلَّاهَا عِشْرِیْنَ
رَکْعَةً وَفِی الْحُجَّةِ سُنَّةٌ مُؤَکَّدَۃٌ بِاِجْمَاعِ الصَّحَابَةِ تَارِکُهَا مُبْتَدِعٌ غَیْرُ مَقْبُوْلِ
بِالشَّهَادَةِ وَهِیَ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ یعنی نہایۃ المرام میں جامع الجوامع سے
جو حدیث کی معتبر کتاب ہے منقول ہے کہ نماز تراویح سنت موکدہ ہے اور جو کوئی
اسکو سنت موکدہ خیال نہ کرے تو وہ رافضی ہے متعاقلہ کیا جاویگا اوسکے ساتھہ
جیسا جماعت کو سنت موکدہ نجاننے والے کے ساتھہ اور اہل سنت وجماعت نے کہا ہے
کہ یہ تراویح سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے پڑہا تہا حضرت نے اوسکو
دو رات اور بے شبہ حضرت نے تراویح پڑہی بیس رکعت دس تسلیمات سے پہر چہوڑ
دیا اوسکو خوف سے جو واجب نہ ہو جاوی یعنی اگر واجب ہو جائیگی تو امت پر
مشکل پڑ جائیگی اور تہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اونکے اصحاب کو بڑا

کسی اور مذہب میں اتفاق اور قبول حاصل نہیں ہوا اور خدا تعالی نے واجب کیا ہے اوس شخص پر کہ اجتہاد کے طرق کو نہ جانے اور صحابہ اور تابعین جن بات پر تھے اور انکے افعال واقوال سے واقف نہ ہو کہ وہ بوجہ بیہوی اور عمل کرنے سے مگر اوس چیز پر کہ فتوے دیوے مفتی ان چار اماموں کے ایک مذہب کے موافق کیونکہ اونکے سوا اور کسی شخص کے مذہب میں دلیل کامل نہیں ہے یعنی اور کسی مذہب پر اجماع نہیں ہوا جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے فاسئلوا اهل الذکر

۴۰

ان کنتم لا تعلمون اور اسی واسطے امام ابن ہمام نے تحریر میں اور اوسکے شارح نے فرمایا ہے اور تحقیق منتسبہ کامل نہ ہو تیسیر میں کہ جو شخص کہ اجتہاد کی طاقت رکھتا ہو بعض مسئلہ میں بعض اگرچہ بعض مسئلہ میں اوسکو طاقت نہ ہو یا اوسکے علم میں مرتبہ کامل نہ ہوا ایسے شخص پر تقلید کسی ساتھ بھی اور واجب ہے اور ہوتہ ... مجتہد کی واجب ہے ... وا ... جب ... اور ... سے ... مذہب ...

شوق نماز پڑھنے میں رمضان کی راتوں کو کوئی اونمیں سے سو رکعت پڑھتا اور
کوئی زیادہ اور اسی طرح زمانے میں ابوبکر رضہ کے پڑھتے تھے پھر جب سستی ہوئی عمر رضہ
کے زمانہ میں ڈرے اس سنت کے چھوٹنے سے تب اصحابوں نے عمر کے ساتھ
اتفاق کیا اس بات پر کہ تراویح کی نماز کو جماعت سے پڑہیں اور مسجد کو قندیلوں سے
آرائش کریں اور اوسوقت حضرت علی رضہ حاضر نہ تھے پھر جب اونہوں نے جماعت اور
قندیلیں دیکھیں فرمایا اللہ تعالے قائم رکھے عمر کے کاموں کو جیسا اونہوں نے قائم کیا
ہماری نبی کی سنت کو پس ثابت اور صحیح ہوا کہ حضرت نے تراویح کی نماز بیس رکعت پڑہی
اور حجت جو کتاب معتبر ہے اوسمیں لکھا ہے کہ تراویح سنت مؤکدہ ہے صحابہ کے
اجماع سے اور ترک کرنیوالا اوسکا بدعتی گواہی اوسکی قبول نہوگی اور وہ سنت ہے
مرد و نیز اور عورتوں کے حق میں اور جب خلفائے راشدین نے اس نماز تراویح میں اہتمام اور
التزام کیا تو ہر شخص کے حق میں وہ سنت موکدہ ہوگئی کہ جیسے سنت پیغمبر خدا ص کی امت
پر سنت ہی ویسی ہی سنت خلفائے راشدین کی ہر کسی کے حق میں سنت ہی جیسا کہ
مشکوۃ کی باب الاعتصام میں لکھا ہے عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ
الْمَهْدِيِّينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ لازم پکڑو اپنے اوپر سنت ہماری
اور سنت ہمارے خلیفوں کی کہ رشد اور ہدایت پائے ہوے ہیں اور چنگل مارو سب تم سنتوں
پر اور سنت پکڑو ان سب کو دانتوں سے اپنے

بارہواں سوال

حنفی جو وتر کی نماز میں تین رکعت پڑہتی ہیں اسکی کیا دلیل ہے

جواب

حدیث ہی تیسیر الوصول کی فصل صلوۃ الوتر میں وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ الْجُرَيْجِ قَالَ
سَأَلْنَا عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يُوتِرُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْأُولَى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى

السؤال الحادي والرابع

هل يجوز للمقلد اذا وصل اليه حديث ...

الجواب

ظاهر مذهب ذلك المقلد ان يترك مذهبه ويعمل على ظاهر الحديث وان لم يعلم ان ذلك الحديث ماول او منسوخ او مصروف عن ظاهره او صحيح او ضعيف ونحو ذلك ... انه لا يخفى انه ذكر في ...

اذا كان عالما بشروط الاجتهاد وما يستدل به وما يعرض عنه لكن ادنى الشروط للاجتهاد ان يحفظ المبسوط كما في السراجية وافاد ابن الهمام في فتح القدير من كتاب القضاء ان المجتهد من يعلم الكتاب والسنة باقسامهما من عبارتهما واشارتهما ودلالتهما واقتضائهما وناسخهما

المحدث مذهبه اذا خالف ظاهر جواز العمل بالحديث وهذا يقبل بظاهره للواجب عليه انتهى فاذا اعتمد كان تاركا وناسخها ومنسوخها وسقيمها

وَفِي الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ
وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ اَخْرَجَهُ اَصْحَابُ السُّنَنِ عبد العزیز بن جریج نے کہا کہ
سوال کیا ہمنی حضرت عائشہ رض سی کہ کن سورتوں سے وتر پڑھتے تھے پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وسلم تب فرمایا عائشہ رض نے فرمایا کہ حضرت پڑھتے تھے وتر کی
پہلی رکعت میں سورہ سبح اسم ربک الاعلی اور دوسری میں قل یا ایہا الکافرون
اور تیسری میں قل ہو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس
نکالا اس حدیث کو ترمذی اور نسائی نے اور ابوداؤد نے اور اوسی تیسیر الوصول
میں ہے عَنْ عَائِشَةَ رض كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا يُسَلِّمُ فِي رَكْعَتَيِ الْوِتْرِ اَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ حضرت عائشہ رض سے روایت
ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سلام نہیں پھیرتے وتر کی دو رکعت میں یعنی وتر
کی نماز میں دو رکعت کی بعد سلام نہیں پھیرتے بلکہ تینوں رکعتوں کو ایک ساتھ
پڑھتے تھے اور ہدایہ اور تبئین الحقائق اور سفر السعادت میں ہے رَوَتْ
عَائِشَةُ رض اَلنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ وَ
حَكَى الْحَسَنُ رح اِجْمَاعَ السَّلَفِ عَلَى الثَّلٰثِ روایت ہے عائشہ رض
سے کہ پیغمبر خدا علیہ السلام وتر پڑھتے تھے تین رکعت اور حسن بصری رح
سے حکایت ہے کہ اگلے لوگوں کا اجماع ہے وتر کی تین رکعت ہونے پر اور
تبئین الحقائق میں ہے اَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ بِثَلٰثِ
رَكَعَاتٍ يَقْرَءُ فِي الْاُوْلٰى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَفِي الثَّانِيَةِ بِقُلْ
يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَيَقْنُتُ
قَبْلَ الرُّكُوْعِ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے تین رکعت پہلی رکعت میں

٤٢

ومنسوخهما ومناط الاحكام منهما وشروط القياس والمسائل المجمع عليها لئلا يقع في اثباته معارض اقوال الصحابة ويعلم بها الناس فمن اتفقت فيه هذه بالجملة فهو اهل الاجتهاد فيجب عليه ان يعمل باجتهاده انتهى وفي شرح النقاية والهداية الاجتهاد ان يكون عالما باصول الفقه وعلوم الكتاب و [illegible]

[illegible]

سورہ سبح اسم ربک الاعلی اور دوسرے میں قل یا ایہا الکافرون اور تیسری میں
قل ہو اللہ احد اور رکوع کے پہلے دعا قنوت پڑھتے اور اسی طرح بحر الرائق
میں بھی لکھا ہے **تیرہواں سوال** حنفی علماء کے نزدیک وہ سب
حدیثیں جو اوپر کے جوابوں میں لکھی گئی ہیں نماز کے افعال کے دوسری حدیثوں
کی نسبت اور دوسرے مجتہدوں کے مذہب کے موافق ہیں حدیث کے راویوں
اور اونکی تحقیقات کے رو سے صحیح اور غیر منسوخ ہیں یا نہیں **جواب** یہ سب
حدیثیں جو اوپر لکھی گئی ہیں حدیث کی معتبر کتابوں سے منقول ہیں اور اونکی
جمع کرنیوالوں نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ جو حدیث صحیح پائی اوسکو اپنی کتاب میں
لکھا پھر دوسرے علماء اور محدثین اور فقہائے معتبرین نے بھی اون حدیثوں کو جو تحقیق کیا
تو صحیح اور معتبر پایا پھر اسیواسطے ان حدیثوں کو فقہ کی کتابوں میں بھی داخل کیا اور
فقہ کے مسئلوں پر اون حدیثوں کو دلیل گزرانا چنانچہ جتنی حدیثیں کہ سابق مذکور ہوئی
ہیں ہر ایک کتاب حدیث اور فقہ کی سند اور تعین مقام کے ساتھ لکھا گیا ہے جسکو شبہ ہو
تو ان کتابوں سے ملا لے مثلاً امام زیلعی نے تخریج احادیث الہدایہ میں لکھا ہے کہ روایت
کیا ہے حدیث اخفائے آمین کو امام احمد حنبل رح امام احمد اور طیالسی اور ابو یعلی نے اپنی مسند
میں اور طبرانی نے اپنی معجم میں اور دارقطنی نے اپنی سنن میں اور حاکم نے اپنی مستدرک میں أَنَّهُ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَلَغَ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ
قَالَ آمِيْن وَأَخْفَى بِهَا صَوْتَهُ اور کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے بلکہ جو
حدیث کہ آمین پکار کر کہنے میں وارد ہے اور امام شافعی رح سے دلیل لاتے ہیں
اسکو یحیی بن معین نے کہ سردار محدثوں کے اور شیخ اور اوستاد ہیں امام محمد بخاری کے
جیسا کہ تیسیر الوصول کے خطبہ میں لکھا ہے ضعیف کہا ہے جیسا کہ امام زیلعی

معرفة علم اللغة العربية واوضاعهم ومعرفة الصحيح الثابت منها ومعرفة ما روي من اللغة ولم يصح ولم يثبت ومعرفة المتواتر منها والاحاد ومعرفة المرسل والمنقطع ومعرفة من تقبل روايته ومعرفة من ترد ومن ترك ومعرفة الموضوع في اللغة ومعرفة طرق الورود ومعرفة الفصيح من اللغات ومعرفة الرديء والمذموم ومعرفة المفرد والشاذ ومعرفة الشوارد والنوادر ومعرفة المستعمل والمهمل ومعرفة المعرب ومعرفة المولد

خصائص اللغة ومعرفة اشتقاق اللغة ومعرفة الحقيقة والمجاز في اللغة ومعرفة الاضداد ومعرفة المشترك والمقيد ومعرفة المطلق والقلب ومعرفة الابدال وغير ذلك مما يتعلق بعلوم اللغة

علم الصرف والنحو المعاني والبيان والبديع ان يكون متضلعا من هذا شرط ... للامام السيوطي ...

نے تبیین الحقائق میں لکھا ہے قَالَ الشَّافِعِیُّ یُجْهَرُ بِهَا عِنْدَ الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ
بِحَدِیْثِ وَائِلٍ اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ
اٰمِیْن وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهٗ وَمَا رَوَاهُ ضَعَّفَهٗ یَحْیَی بْنُ مُعِیْنٍ فَلَا یَلْزَمُ
حُجَّةً اور شیخ ابن ہمام نے کہ تمام محدثوں کے نزدیک معتمد علیہ ہیں فتح القدیر میں اس
حدیث کو معلول کہا ہے اور اسی طرح ہے وہ حدیث جسمیں مذکور ہے کہ حضرت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف پہلی تکبیر میں رفع یدین کیا اور پہر اور تکبیروں کے
وقت نہیں بلکہ ارسال فرمایا ترمذی وغیرہ نے اسے حسن کہا ہے جیساکہ شیخ
عبد الحق دہلوی نے مشکوۃ شریف کے ترجمہ اور سفر السعادۃ میں لکھا ہے کہ ترمذی
گفت حدیث ابن مسعودؓ حسن است اور اسی طرح بڑے بڑے محدث علماؤں نے اس
حدیث کو روایت اور تصحیح کی ہے جیساکہ ابو داؤد نے اور طیالسی نے اور ابو یعلی نے
اور حاکم نے اور کسی شافعی المذہب نے اپنی تحقیق کے رو سے یا اپنی مذہب کے
رعایت سے یا تعصب سے یا اس جہت سے کہ جس سے اونکی سنا تہا یا جسکے وسیلہ سے اوسکو
پہونچا تہا وہ راوی معتبر نہ تہا اس سبب سے اوسکو ضعیف کہا ہو تو یہ کہنا اوسکا کچھ
معتبر نہیں ہے اگر ہو تو اوسکی حق میں اور اوسکی زعم میں ضعیف ہوگا اسواسطے کہ
اسناد اوسکا ضعیف تہا ہماری علماء محدثین اور فقہائے محققین کے نزدیک تو
معتبر اور صحیح اور ثابت ہے کیونکہ اونکی اسناد جس سے اونہوں نے سنا تہا وہ
سب عادل اور فقیہ تھے اور سب علمائے حنفی کا ان سب حدیثوں پر عمل ہے پس یہ
انکے نزدیک یہ حدیثیں غیر منسوخ ہیں اسواسطے کہ منسوخ پر عمل کرنا جائز نہیں بلکہ
علمائے حنفی کے نزدیک حدیث پکار کر آمین کہنے کی منسوخ ہے جیساکہ
عنایہ اور نہایہ اور کفایہ میں کہ ہر شہر میں مسلمانوں کے مشہور ہے اور بڑی

ذلك بدون التقليد احدا كابي زرعة وابي في التعديل و مرجعا في الاقاويل ائمة الجرح يعلى ابن المديني او لابن معين فضلا عن العراقي والحافظ ابن حجر ونحوهما فانه اذا ادى عن الاجتهاد صار يستقل في جرح الرواة وعدالته بقول الحسن امة مشكوة المصابيح وحافظ غير اكتفاء وعلى غير وما رواه المحدثون من وعار فانما حققه الاصوليون الحديث واصول التفسير اصول الفقه واصول وعلوم

۴۴

الجرح والتعديل مهو ما رال في ربقة التعليد والمحال الذي يريد الفرار من التعليد غاية ما هنالك انه خرج من ان يكون مقلد الامام الاعظم المتفق على جلالته وديانته و معرفته وانتهى الى التعليد بغير الدار قطني والبيهقي فهو يعد من الاجتهاد بمراحل

اور امام محمد نے موطا میں اور دار قطنی نے اپنی سنن میں اور طبرانی نے اور امام احمد

سوال ہوتا ہے

معتبر کتابیں میں لکہا ہے قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ
تَرَکَ النَّاسُ الْجَھْرَ بِالتَّامِیْنِ وَمَا تَرَکُوْا اِلَّا لِعِلْمِھِمْ بِالنَّسْخِ یعنے
لوگوں نے شور کرکے آمین کہنا چھوڑ دیا اور نہیں چھوڑا اوسکو مگر جبکہ یقین حاصل
ہوا اونکو اوسکے منسوخ ہونے پر اصلا اسیطرح حدیث رفع یدین کی بہی منسوخ
ہے جیساکہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادت میں لکہا ہے
اور ہدایہ اور فتح القدیر اور کفایہ اور کافی اور نہایہ اور عنایہ میں ابن زبیر رض
سے روایت ہے کہ قَالَ مَعَہٗ یَا ھٰذَا اِنَّ ھٰذَا شَیْءٌ فَعَلَہُ النَّبِیُّ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَرَکَہٗ یعنی نکرا سے فلانے رفع یدین کیونکہ اس رفع یدین
کو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے کیا تہا پہر چہوڑ دیا اور کفایہ اور نہایہ اور
کافی اور شرح سفر السعادۃ میں عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت ہے
رَفَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَفَعْنَاہُ وَتَرَکَہٗ فَتَرَکْنَاہُ یعنے
جب حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین کیا تہا ہمنی بہی کیا تہا اور جب
اور جب چہوڑ دیا ہمنی بہی چہوڑ دیا ہے

چودہواں سوال

اگر کوئی ظاہر میں حنفی کہلا دے اور حقیقت میں کسی امام کا مقلد نہو پہر وہ
ان حدیثوں کے برخلاف عمل کرے اور اونکو صحیح نہ جانے اور دوسرے
حنفیوں کو برخلاف اونکے سکہلا دے اور دوسری حدیثوں کو وہ ان حدیثوں
کی بہ نسبت صحیح غیر منسوخ سمجہے اور دوسروں کو سمجہاوے اور لوگوں کو فقہ کی کتابوں
سے بد اعتقاد کروادے اور یوں کہے قرآن اور حدیث میں جو پاؤ عمل کرو
فقہ کی بات نہ منو اور تقلید کسی کی خصوصاً حنفی مذہب کی نکرو اور حنفی
علمائی کے فتوی اور اتفاق کو نہ مانو اور اوسکے سبب لوگوں میں سخت

اختلاف اور بڑی لڑائی پڑے اور آپسمیں ایکدوسرے کی توہین اور تحقیر کرے
بلکہ اگلے علمائے حنفی اور کتب حنفی کی اہانت کرے اور اونکے حق میں کلمہ حقارت
کا کہی تو وہ حقیقت میں اگلی حنفی علمای کا بلکہ تینوں اماموں کا مخالف ہوا اور اون
بڑے علما کو بہ نسبت اپنی بے علمی اور بے سمجھ اور حقیر سمجھا یا نہیں اور ایسی حرکت سے
اوسکی جو یہ سینکڑوں برس سے علماؤں نے دین محمدی میں چار مذہب حقہ قرار دیکر
متفق ہو گئے تھے اور جمعیت باندہی تہی اوسنی جمعیت اور اتفاق کو توڑکر لوگوں کو
خصوص عوام مسلمانونکو ہدایت سے باز رکہا اور گمراہ بنایا یا نہیں **جواب**
تیرہویں سوال کے جواب سے ظاہر ہے کہ وہ سب حدیثیں علمای حنفی کے نزدیک
صحیح اور غیر منسوخ ہیں پس جو کوئی اونکو غلط سمجھی اور صحیح غیر منسوخ نہ جانے اور
اوسپر عمل نکرے وہ شخص البتہ علمائے حنفی کا مخالف ہوا پہر جب وہ مقلد کسی کا نہوا تو بیشبہ
سب کا مخالف ٹہیرا اور ظاہر ہے کہ جب وہ کسی امام کی تقلید نہیں کرتا اور اون حدیثونکو
صحیح اور غیر منسوخ نہیں سمجھتا بلکہ اپنی گمان میں خلاف اوسکی بوجہتا ہے بلکہ وہ اور
حنفیونکو اون حدیثوں پر عمل کرنیسے باز رکہتا ہی اور برخلاف اوسکی سمجہاتا ہے
اور ترغیب دیتا ہے اور اون سے بد اعتقاد کرواتا ہے تو بیشک اون بڑے علما
کو اپنی نسبت بعلم اور بے سمجھ اور حقیر جانتا ہے اور بے شبہ مسلمانوں کی جمعیت
اور اتفاق کو توڑتا ہے اور لوگوں کے دل میں شک اور تردد ڈالتا ہے
اور عوام کو اس راہ مستقیم سے پہیرتا ہے اور اون علمای سی بد اعتقاد کرواتا ہی
اور جب عوام اوسکی ایسی باتوں اور حرکت سی اور برخلاف سمجہانیسے علمای حنفی
اور اونکی کتابونکو برا کہتے اور اونکی حقارت کرتے ہیں اور اونکی تقلید کو برا
جانتے ہیں تو بیشک وہ لوگونکو ہدایت سے باز رکہنے والا ہوا اور گمراہ بنانے

لیاقت اجتہاد کی اس طور
اور شرح نقایہ میں ہے کہ
قابل اجتہاد کے ہے
پائی جاویں تو وہ شخص
تو پہر جسمیں یہ شرطیں
عادات کو لوگوں کے بہی خوب
بہی جانے اور عرف اور
صحابہ کو

پر ہوتی ہے کہ عالم ہو فقہ
کے اصول یعنی قرآن اور حدیث
اور اجماع اور قیاس کو خوب
جانے اور سب علم جو مجتہد کو
ضروری ہی اوس سے بہی خوب
واقف ہو تو اس سے معلوم ہوا
کہ خالی قرآن اور حدیث اور
اجماع اور قیاس کے جاننے سی
ہی مجتہد نہیں ہوتا ہے بلکہ اسکے

سوا اور علوم بہی درکار ہیں جیسے
جاننا علم لغت اور اوسکے طریق
اور اوسکی سب اصطلاح کو اور
اوسکے ناسخ و منسوخ کو اور جاننا
صحیح اور ثابت سے جیسے
اوسکو کہ وہ لغت سے اور جاننا
صحیح اور ثابت نہیں اور مرسل
متواتر کو اور آحاد اور مرسل
منقطع کو اور اوسکے راویوں کے

اشتقاق
لغت کا اور حقیقت اور
مجاز لغت میں اور شرعی
اور اضداد اور مطلق
اور مقید اور قاعدہ بدل
کا اور قاعدہ طلب کا اور
اوس کے سوا ایسے
متعلق ہیں اور جو کوئی ان
سب کو نہ جانے وہ ہرگز
فاضل نہیں ہے مجتہد تو
فاضل نہیں اور اسکے بعد اور
کیا ہو سکتا ہے اور ضرور ہیں
بہت سے علم اسی کو ضرور
کہ اون سب میں کمال ورزے
ہو جیسا صرف اور نحو اور
بلاغت اور بیان اور بدیع
اور علم اصول فقہ اور اصول
حدیث اور اصول تفسیر اور
جب باتوں اصولیوں نے

تحقیق کی ہے اور محدثوں نے
رعایت کی ہے اس سب کو بھی
خوب سمجھی اور یاد رکھی اور
اسقدر کفایت نہیں کرتا ہے کہ
مشکوٰۃ کو یاد کیا ہو اور اجتہاد
کیواسطے یہی ضرور ہے کہ علمای
جرح اور اقوال کا حافظ ہو اور
وہ قوت اور استعداد رکھتا ہو
ترجیح دے سکے بغیر تقلید کسی کی
اور امام کسی کے رستے کی
راوی کی جرح کرے یا بغل
کرسکے تو وہ مجتہد ہی
مقلد نہیں حنفی یا مجتہد
بلا دلیل کی بات کرے
وہ تقلید سے بھاگ گئے
اور اونکو اوس تقلید کی جائز نہیں

پندرہواں سوال

اس گروہ والا بہیرا دلیلیں اسکی آگے آتی ہیں کا یہ حال ہے کہ حنفیوں کی جماعت سے دور رہتے ہیں اور جن جن مسجدوں میں بڑی بہاری جماعت حنفیوں کی ہوتی ہے حاضر نہیں ہوتے خصوصاً جس مسجد میں حنفی علمای حاضر ہوں نہیں جاتے اور اونکی اقتدا نہیں کرتے بلکہ اوس جماعت کو چھوڑکر اپنے گروہ کے ساتھہ ہوکر دوسری جماعت کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی اسی طرح سمجھاتے ہیں اور ائمہ حنفیہ کو بُرا کہتے ہیں اور اونکی اور اونکی کتابوں کی حقارت کرتے ہیں اور دوسرے سے بھی کرواتے ہیں اور اونکے مقلدونکو بُرا جانتے ہیں اور اکثر مسائل میں فقہ کی خلاف کرتے ہیں اور حنفیونکو اونکے خلاف مذہب کی باتیں سکھلاتے ہیں اور اونکے مذہب کی اہانت اور فقہ کے مسائل کی حقارت اور اپنے زعم کے موافق اعتراضات کرتے ہیں اور اونکو علمائی حنفی اور کتاب حنفی سے بداعتقاد کرواتے ہیں اور اونسے اور دوسری حنفیوں سے لڑواتی ہیں اور اونکی آپسمیں خلاف اور جدال اور فتنہ اور فساد ڈالتے ہیں اور عداوت اور کینہ اونکے اقربا اور دوستوں میں ڈالتے ہیں یہانتک کہ اونکی آپسمیں بیٹھنا اور کہانا اور پینا اور ایک جماعت میں نماز پڑہنی بالکل موقوف ہو جاتی ہے اور علمای جب اونکو وعظ اور نصیحت کرتے ہیں کہ ایسی فتنہ اور فساد کو چھوڑدو اور ایسے افعال سے باز آؤ تو وہ گروہ ہرگز اس سے نہیں پہرتے بلکہ اور زیادہ ضد اور تکرار کرتے ہیں اسیطور کی بہت سی گفتگوئیں کرتے ہیں اور بہت سے کام کرتے ہیں کہ تفصیل کو اونکے ایک دفتر چاہئیے بلکہ متعذر ہے تو یہ سب اقوال اور افعال اونکے شرع شریف میں قبیح اور بُرے اور وہ لوگ مفسد ٹہیرے اور قرآن اور حدیث میں ایسے افعال کی مذمت اور بُرائی مذکور ہے یا نہیں اور جسکو قوت اور قدرت

ہو جیساکہ حاکم یا نائب اوسکا تو ایسے مفسدوں کو سزا دیوے اور جسکو اسقدر طاقت ہو تو ایسے شخص کو نصیحت کرنی اور جسکو اسکی بہی قدرت نہو تو ایسے شخص سے احتراز کرنا اور کنارے رہنا اور دل سے بُرا جاننا لازم ہے یا نہیں **جواب** اون لوگون کا جب یہ سب حال ہے تو بیشک سب افعال اور اقوال اونکی قبیح اور شنیع اور وہ لوگ دین میں مفسد ہیں اور قرآن اور حدیث میں اسطرح کے افعال اور اعمال کی بہت مذمت آئی ہے اور بادشاہ اور نائب کو اونکی سزا دینی اون لوگونکو اور جسکو قدرت ہو تو اون کو نصیحت کرنی اور باقی مسلمانونکو ایسی گروہ سے احتراز اور کنارہ کرنا اور اونکے ساتھ صحبت نہ رکھنا اور دل سے برا جاننا واجب اور لازم ہے جیساکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں تیرہویں سیپارہ کے نویں رکوع میں فرمایا ہے قال وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ الی وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ یعنے جو لوگ فساد ڈالتے ہیں ملک میں ایسی لوگ اوپر لعنت ہے اور اونکو ہی برا گہر اور بیسویں سیپارہ کے گیارہویں رکوع میں لکہا ہی قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ یعنی اور نہ چاہ فساد ملک میں مقرر اللہ نہیں دوست رکہتا ہے فساد ڈالنی والونکو اور دوسرے سیپارہ کے نویں رکوع میں ہے وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ اور اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکہتا فساد کو اور جامع الاصول میں ہے عن عرفجة رض قال رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلعم عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ النَّاسَ فَقَالَ اِنَّهَا سَتَكُوْنُ بَعْدِيْ هَنَاتٌ وَّهَنَاتٌ فَمَنْ رَاَيْتُمُوْهُ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ اَوْ يُرِيْدُ اَنْ يُّفَرِّقَ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ كَائِنًا مَنْ كَانَ فَاقْتُلُوْهُ فَاِنَّ يَدَ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَاِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْمُفَارِقِ الْجَمَاعَةَ يَرْكُضُ اَخْرَجَہٗ مُسْلِمٌ روایت ہی عرفجہ رض سی کہا دیکہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وسلم کو منبر پر خطبہ پڑھتے سو فرمایا حضرت نے نزدیک ہے کہ میری پیچھے بری
چال پھیلی گی سو جسکو دیکھو تم کہ وہ جدا ہوا جماعت سے یا وہ ارادہ رکھتا ہے تفرقہ
ڈالنے کا محمد کی امت میں جو کوئی ہو مار ڈالو تم اوسکو کیونکہ بیشک اللہ کا ہاتھہ ہے جماعت
پر اور مقرر شیطان ہے ساتھہ جدا ہونیوالیکے ٹھوکر مارتا ہوا لیکن اسقدر جاننا چاہئے
کہ ایسے شخص کو مار ڈالنا حاکم کو پہونچتا ہے دوسرے کو نہیں کیونکہ اسمیں فساد اور
زیادہ ہوگا اور مشکوۃ کے باب الاعتصام میں ہے وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ
شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ روایت ہے ابن عمر رض سے کہا فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم
پیروی کرو بڑی جماعت مسلمانوں کی یعنی اکثر علمای جس طرف ہوں اونکی بیعت
کرو کیونکہ جو شخص دور رہا جماعت سے اور نکلا اجماع جمہور علما کے سے توڑالا
جاویگا وہ جہنم میں وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَۃٍ وَیَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ
مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ یعنی کہا ابن عمر رضنے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و
سلم نے کہ بیشک خدا تعالی نہیں جمع کرتا ہے میری امت کو گمراہی پر یعنی ہماری امت
جس بات پر اتفاق کریگی وہ حق اور ثواب ہوگا خدا کا ہاتھہ جماعت پر ہے
یعنی اللہ تعالی بیشک جماعت کا نگہبان اور مددگار ہے جو کوئی جماعت سے
نکلیگا اور اونکے طریقے کو چھوڑیگا پڑیگا یا ڈالا جاویگا وہ جہنم کی آگ میں اور مشکوۃ
کے باب الامر بالمعروف میں ہے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رض عَنْ
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَاٰی مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ
فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ

واسطے قرآن شریف واقف ہوا اور خوب ماہر ہو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام حدیثوں کو اور اون کے اصحاب کی روایتوں کو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ۴۱ وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ جو کوئی ایسی کمال مہارت کلام الٰہی اور احادیث نبوی اور آثار صحابہ میں نہ رکھتا ہو جیسا کہ اکثر مشہور مجتہدین ہی تھے تو اوسپر واجب ہے کہ وہ پیروی کرے کسی ایک مجتہد کی چاروں میں سے اور نہیں پہونچتا اوسکو اپنی سمجھ پر چلنا اور حدیث کرنا پھر جو کوئی پیروی

۵۰

اَلْاِیْمَانِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی تم میں سے دیکھے بُرے کام کو تو چاہئے کہ تغیر دیوے اوسکو اور باز رکھے اوسکو اپنے ہاتھ سے یعنے مارنے اور توڑنے اور کرنے سے جسطرح سے ہوسکے اگر قدرت رکھے اوسکی پھر اگر ہاتھ سے قدرت نہ رکھے تو زبان سے تغیر دے یعنی منع کرے اور ڈانٹے اور سخت کہے اگر اوسکی قدرت رکھے پھر اگر زبان سے بھی طاقت نہ رکھے تو دل سے اوسکو تغیر دے یعنے دل سے اوسکو بُرا جانے اور اوس سے دُور رہے اور اوس سے صحبت نہ رکھے اور خالی دل سے بُرا جاننا ضعیف تر ایمان کا ہے یعنی ادنی درجہ ایمان کا یہ ہے کہ دل سے تو بُرا جانے اور اسی بات پر ابوبکر صدیق رض سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مَا مِنْ قَوْمٍ یُعْمَلُ فِیْهِمْ بِالْمَعَاصِیْ ثُمَّ یَقْدِرُوْنَ عَلٰی اَنْ یُّغَیِّرُوْا ثُمَّ لَا یُغَیِّرُوْنَ اِلَّا یُوْشِکُ اَنْ یَّعُمَّهُمْ بِالْعِقَابِ یعنی نہیں کوئی قوم کہ کئی جاویں اونکی درمیان بُرے کام پھر وہ قوم قدرت رکھے دفع کرنے پر اوسکے پھر اوسکے ساتھ اوسکو دفع نکریں تو نزدیک ہے کہ گھیر لیوے ان سب کو عذاب خدا کا اور مشکوٰۃ شریف کی جلد رابع کے ۱۱۳ صفحہ میں باب الامر بالمعروف میں لکھا ہے وَعَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ فَقَالَ اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ سَاَلْتُ عَنْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَلِ ائْتَمِرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنَاهَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ حَتّٰی اِذَا رَاَیْتَ شُحًّا مُّطَاعًا وَّهَوًی مُّتَّبَعًا وَّدُنْیَا مُؤْثَرَةً وَّاِعْجَابَ کُلِّ ذِیْ رَاْیٍ بِرَاْیِهٖ وَرَاَیْتَ اَمْرًا لَا بُدَّ لَکَ مِنْهُ فَعَلَیْکَ نَفْسَکَ وَدَعْ اَمْرَ الْعَوَامِّ فَاِنَّ وَرَاءَکُمْ اَیَّامَ الصَّبْرِ فَمَنْ صَبَرَ فِیْهِنَّ کَانَ کَمَنْ قَبَضَ عَلَی الْجَمْرِ لِلْعَامِلِ فِیْهِنَّ اَجْرُ خَمْسِیْنَ رَجُلًا یَعْمَلُوْنَ مِثْلَ عَمَلِهٖ

السؤال الثاني والسبعون

فی انه هل یجوز العمل بظاهر الکتاب [illegible] اقسام الکتاب من الظاهر والنص والمفسر والمحکم والماول [illegible] بعرفان الخفی والمشکل والمجمل والمتشابه وغیرها [illegible] ولا الفرق بین الناسخ والمنسوخ [illegible] وایضا لا یعلم اقسام الحدیث من الصحیح والحسن والضعیف وغیرها ام یجب علیه تقلید عالم متقلد یفتی باقوال الفقهاء وتقلید مجتهد [illegible]

فالجواب

[illegible] فانه لا یخفی ما قدمنا من

قَالُوا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَجْرُ خَمْسِیْنَ مِنْهُمْ قَالَ اَجْرُ خَمْسِیْنَ مِنْکُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ روایت ہے ابی ثعلبہ سے تفسیر میں اس آیت کے علیکم انفسکم سو کہا ابی ثعلبہ رضہ نے سن رکھو قسم خدا کی میں پوچھا ہے اس آیت سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا چھوڑ دیں ہم اس لحاظ سے امر معروف اور نہی منکر کرنا فرمایا حضرت نے نہیں چھوڑو بلکہ لوگونکو اچھی باتیں بتاؤ اور بُری باتوں سے باز رکھو یہاں تک کہ دیکھے تو اے سننے والے بخل کی صفت کو آدمیونمیں کہ اوسکی تابعداری کیجاتی ہے اور دیکھے تو خواہش نفس کو کہ اوسکی پیروی کیجاتی ہے اور دیکھے تو دنیا کو کہ اختیار کیجاتی ہے آخرت پر اور دیکھے اچھا جانتا اور بہتر سمجھنے ہر ایک سمجھنے والیکو اپنی سمجھ اور اپنا مذہب اور رجوع نکرنا عالموں کی طرف بلکہ آپ ہی فتوی اپنی خاطر خواہ اور اپنی سمجھ کے موافق دینا اور دیکھے تو اس کام کو جس سے تو الگ نہیں ہو سکتا یعنی ایسا کام بُرا لوگوں میں رواج پایا ہو کہ اکثر لوگونمیں رہنا اختیار کرے تو اختیار تیری طبیعت اودھر رجوع کرے اور اوس میں جا پڑے یا مطلب یہ ہے کہ ایک کام ضروری تجھے درپیش ہو کہ جسکی تجھکو احتیاج ہے اور اوسکو چھوڑنا مشکل ہے سو اگر امر او نہی لوگونکو کرے تو اوسمیں خلل واقع ہوتا ہے مراد یہ ہے کہ تجھکو کچھ چارہ اور اختیار اوسپر نہو یعنی تو لوگونکو منع نکر سکتا ہو پس ان باتونکو لحاظ کرکے اپنے تئیں سنبھال اور بچا رکھ آپ کو بُرے کاموں سے اور چھوڑ دے عوام لوگونکو الگ ہو جا اونسے اور اونکی کاموں کی پکڑ نہ کر کیونکہ مقرر آخری زمانہ میں ایسے دن تمہارے سامنے آنیوالے ہیں کہ جسمیں لوگو صبر کرنا چاہیے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ پھر جسنی صبر کیا اون دنوں میں گویا اوس نے آگ کی چنگاریاں ہاتھ میں لیں ایسے وقت میں شریعت کے حکم پر چلنے والے کو پچاس آدمیوں کے برابر ثواب

کلام التفسیر الاحمدی بما نقلنا فی جواب السؤال الثالث [illegible] عن ابن الهمام [illegible] [illegible] الاجماع [illegible] کما [illegible] مراتب [illegible] الاربعة [illegible] کما افاده الشیخ [illegible] السند [illegible] لا [illegible] کف عن الاستبداد [illegible] الاجماع [illegible] المراد [illegible] المتقدمین [illegible]

ان یدعو ما یسوء اللہ باھل
ہذا ما ادین بہ واللہ تعالیٰ اعلم

مترجم

خاص کو جانتا ہے جو نہیں ... اور احادیث رسول اللہ ... اوّل

ظاہر ہے یا نص ہے یا مفسر ہے یا محکم ہے یا مأول ہے اور نہ پہچانے کہ کون آیت اور کس کی خفی ہے یا مشکل ہے یا مجمل ہے یا متشابہ ہے ... اور فرق نہ کرسکے ناسخ اور منسوخ میں اور نہ جانے احادیث کی قسموں کو صحیح ہی یا حسن یا ضعیف وغیرہ یا واجب ہی اور ان پر پیروی کرے

ملیگا جو اوسکے عمل کے برابر عمل کرتے ہیں اور اس آفت میں پھنستی نہیں اور اس زمانہ میں نہیں ہیں عرض کیا صحابہ نے یا رسول اللہ اوس شخص کو کیا ثواب ملیگا پچاس آدمیونکا جو اونمیں سے نہیں فرمایا نہیں بلکہ پچاس آدمیونکا ثواب جو تم میں سے ہیں روایت کیا اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے یہ عبارت فارسی شرح سے شیخ عبدالحق دہلوی کے ترجمہ کیا گیا ہے اور چوتھی جلد شرح فارسی مشکوۃ شریف کے باب اشراط الساعۃ میں ۲۳۵ صفحہ کے درمیان یہ حدیث ہے عَنْ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ كَذَّابِيْنَ فَاحْذَرُوْهُمْ روایت ہے جابر سے کہا سنا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے پیدا ہونگے قیامت کے قریب جھوٹے لوگ سو بچو تم اونکی برائیوں سے اور مراد جھوٹوں سے یا وہ لوگ جو حدیثیں نئی نکالتے اور بناتے ہیں یا وہ لوگ ہیں جو دعوے پیغمبری کا کرتے ہیں یا وہ لوگ ہیں جو نئی باتیں دین میں ظاہر کرتے ہیں اور اپنی خواہش اور بری اعتقاد کو اصحابوں سے اور اگلے بزرگوں سے نسبت دیکر اپنے دل میں گمان کرتے ہیں کہ راہ حق اور سنت کا طریق یہی ہے اللہ پناہ میں رکھے ہمکو ایسوں سے یہ ترجمہ ہے شیخ عبدالحق دہلوی کی فارسی شرح مشکوۃ شریف کا ہے اور پہلے جلد باب الاعتصام میں ہے عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ يَاْتُوْنَكُمْ مِنَ الْاَحَادِيْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُكُمْ فَاِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ روایت ہے ابو ہریرہ رض سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہونگے آخری زمانہ میں فریب کرنے والے جھوٹے یعنے ایک گروہ ہونگے

[illegible]

وہ اپنے تئیں مکر اور فریب سے عالموں سے اور بزرگوں اور نیکوکاروں اور
عقلوں کی صورت بنا کر لوگوں میں ظاہر ہونگے تاکہ اپنی جھوٹ کو ملک میں پھیلاویں
لوگوں کو جھوٹے مذہب اور بری سمجھ کیطرف بلاویں اور لاتے ہیں تمہارے پاس
ایسی باتیں کہ نہ تم نے سنی نہ تمہارے باپ دادا نے اور مراد ان حدیثوں سے یا حدیثیں
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں یا عام ہیں اور دوسرے آدمیوں کی کہی باتوں کو سوا
دور رکھو تم آپ کو انسے اور دور رکھو انکو آپ سے اسلئے کہ گمراہ نکریں تمکو اور فتنہ
فساد میں نہ ڈالیں تمکو مراد اس سے یہ ہے کہ دین کے مسائل سیکھنے میں خوب احتیاط
اور نئی مذہب والوں سے اور جن باتوں پر اگلے اچھے سب مسلمان ہوں اون سے
رہو خصوصاً اون لوگونسے جو آدمیوں کو ہدایت کرنے کے فریب سے اپنی طرف
لاتے ہیں مثلاً سنت کے بہانے سے برے طریقے کیطرف دعوت کرتے ہیں مثنوی مولوی
روم قدس سرہ

نظم

چوں بسے ابلیس آدم روئے ہست	پس بہر دستے نشاید داد دست
حرف درویشاں بدزدد مرد دوں	تا بخواند بر سلیمے زاں فسوں
آنکہ صیاد آورد بانگ صفیر	تا فریبد مرغ را آں مرغ گیر

مظاہر حق فارسی شرح مشکوۃ کا ہے اور مشکوۃ کی کتاب العلم میں ہے عَنْ عَلِیٍّ رضی
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْشِکُ اَنْ یَّاْتِیَ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ
لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اِسْمُہٗ وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُہٗ مَسَاجِدُھُمْ
عَامِرَۃٌ وَّھِیَ خَرَابٌ مِّنَ الْھُدٰی عُلَمَاؤُھُمْ شَرٌّ مَّنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَاءِ مِنْ عِنْدِھِمْ
تَخْرُجُ الْفِتْنَۃُ وَفِیْھِمْ تَعُوْدُ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ یعنی قریب ہے کہ آویگا
لوگوں پر ایک زمانہ کہ باقی نہیں رہیگا اسلام مگر نام اوسکا اور باقی نرہیگا قرآن سے مگر لفظ اور

وہ باتیں ہیں جسکو دین سمجھے وہ اہل نہیں ہیں

واما السوال التاسع فی انہ ھل یجوز الخلط بین المذاھب الاربعۃ بان یعمل تارۃ علی مذھب ابیحنیفۃ

۵۳

وتارۃ اخری علی مذھب الشافعی وکرۃ خلط بعضھا واخری علی طریقۃ احمد رح وھکذا اختلاف فی یقول آمین فی الصلوۃ سرا او جہرا وقد یرفع یدیہ عند التکبیر وقد لا یرفع وھکذا

فالجواب عنہ

فی مسائل التقلید و فی جواهر الفتاوی من کتاب اصول الدین قال الشیخ ابو عبد الرحمن بن ابی اللیث فی بعض تصانیفه من اوجب علی طالب العلم ان لا یکون ذا وجهین ولسانین من مذهب بین هؤلاء فلو اکل من دم نفسه خیر له ان یاکل بلدینه کما قال الحسن البصری رح یبیع اقوام دینهم بثمن بخس فبئس والله ما اتجروا واشتروا الدنیا الفانیة الزائلة بالآخرة الباقیة اعاذنا الله منهم امین انتهی

ساتواں سوال

کیا جائز ہے یا نہیں ... چار مذہبوں کے درمیان ... امام ابوحنیفہ ... امام شافعی ... امام مالک ... امام احمد بن حنبل ... [illegible]

خطا اوسکا مسجدیں اونکی ظاہر میں آباد ہونگی لیکن ویران ہونگی ہدایت سے عالم سب اونکے بدتر ہونگے اونسے جو آسمان کے نیچے ہیں فتنہ دین کا اونسے نکلیگا اور پھر اونہیں کی طرف پھریگا اور مشکوۃ فارسی کی چوتھی جلد باب اشراط الساعۃ کے ۲۰۴ صفحہ میں ہے وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اتُّخِذَ الْفَیْءُ دُوَلًا وَالْاَمَانَةُ مَغْنَمًا وَالزَّکٰوةُ مَغْرَمًا وَتُعُلِّمَ لِغَیْرِ الدِّیْنِ وَاَطَاعَ الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهٗ وَعَقَّ اُمَّهٗ وَاَدْنٰی صَدِیْقَهٗ وَاَقْصٰی اَبَاهُ وَظَهَرَتِ الْاَصْوَاتُ فِی الْمَسَاجِدِ وَسَادَ الْقَبِیْلَةَ فَاسِقُهُمْ وَکَانَ زَعِیْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَهُمْ وَاُکْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهٖ وَظَهَرَتِ الْقَیْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ وَلَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا فَارْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِكَ رِیْحًا حَمْرَاءَ وَزَلْزَلَةً وَخَسْفًا وَمَسْخًا وَقَذْفًا وَاٰیَاتٍ تَتَابَعُ کَنِظَامٍ قُطِعَ سِلْکُهٗ فَتَتَابَعَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

روایت ہے ابوہریرۃ رض سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ٹھیرا لیویں لوٹ کے مال کو دولت یعنی دولتمند اور منصب والے لوگ لوٹ کے مال کو کہ شرع کے حکم سے تمام غازیونکا حق اسمین متعلق ہے اپنی قابو مین لیکر آپسمین حصہ کرلیویں اور غریب اور مستحق کو اسی محروم رکھیں اور سمجھا جاوے امانت کو غنیمت یعنی جو چیز امانت رکھی جاوے کسیکی پاس اوسمین خیانت کریں اور اوسکو بجائے لوٹ کے مال کے جو کافروں سے ہاتھ لگتا ہے اپنا حق سمجھیں اور سمجھا جاوے زکوۃ کو ڈانڑ یعنے زکوۃ کے دینے سے لوگون پر اسقدر سختی گذرے گویا ظلم سے اور ڈانڑ باندھ سے اونکے پاس سے مال لیا جاتا ہے اور سیکھا جاوے علم دین کے واسطے اور شریعت کے حکمون کی پھیلانے کی اور اللہ تعالی کی جناب

[illegible]

یں نزدیکی حاصل کرنیکے لئے بلکہ دنیا سمیٹنے کو اور عزت اور نام بڑھانے کو اور
دنیا کے سرداروں سے ملاپ کرنیکو اور تابعداری کرے مرد اپنی عورت
کی ایسی بات میں جس میں دین کی مصلحت نہو اور اللہ تعالے کے فرمودہ کے
موافق ہو اور دُکھ دیوے آدمی بیوجہ شرعی کے اپنی ماکو اور ملاپ رکھے
اپنے آشنا سے اور کنارہ پکڑے اپنے باپ سے اور ظاہر ہو دیں آوازیں
اور بیہودہ باتیں مسجدوں میں جیسا اس زمانہ میں رائج ہوا ہے اور سردار
بنے اپنے گروہ کا وہ شخص جو اونمیں بدکار ہو اور کاروباری اور معتمد بنے
اپنی قوم کا کہ لوگ سب اپنے کاموں میں اس کی حاجت لیجا دیں جو اونمیں
کمینہ ہو اور بزرگی اور تعظیم کیجاوے کسی آدمی کی اوسکی بُرائی کے ڈر سے
مثلاً ایک ظالم بدکار حکومت پاوے اور غالب ہو جاوے پھر لوگ لاچار
ہوکر اوسکی ڈر سے تعظیم کریں اور اوسکی تابعداری بجالاویں اور علانیہ پڑی پھریں
لوگوں میں گانے والی عورتیں اور اونمیں مل جاویں اور ظاہر ہوں بجانے کی چیزیں جیسے
ڈھولک طنبور ستار وغیرہ اور پی جاوے شراب اور نشہ کی چیزیں اور لعنت کریں
اوس امت کے پچھلے لوگ اگلے لوگوں پر یعنی پیچھے اگلوں پر طعن کریں اور اونکو
بد کہیں اور کلمہ حقارت کا کہیں اوسکی پیروی سے انکار کریں اور اونکی تقلید کو
بُرا جانیں اور اونکو عار سمجھیں جب ایسا کیا تو گویا اونپر لعنت بھیجی جیسا نئے مذہب
والے اماموں کو اور رافضی لوگ اصحاب رسول اللہ کو اور اون کے بعد کے
لوگوں پر لعنت کرتے ہیں اور اونکو بُرا جانتے ہیں سو منتظر رہو تو جب یہ
باتیں ظاہر ہو دیں سرخ ہوا کی اور زمین میں زلزلہ ہوینگے اور اوسکی دھس
جائیگی اور آدمیوں کی صورت بدل جائیگی دوسری بری صورت سے

۵۵

کی اللہ تعالی نے اہل سنت و جماعت کو اس بدعت سے محفوظ رکھا ہے کہ ہندی زبان میں ترجمہ کی استفتا کو موقوف کریں اور ہر فتویٰ لکھتے ہیں چنانچہ دوسرے مذہب والوں کو ناقص لکھا اور وہ لوگ مہدی اور باتفاق اور اجماع فتویٰ جاتی ہیں

مقدمہ

بیان میں سوال کے جواب اہل سنت سے لا مذہب کے حق میں پوچھا ہے ما قولکم رحمہم اللہ در صورتیکہ شخصے حنفی مذہب خود را بر مذہب مالکی یا شافعی یا حنبلی ترجیح دہد آیا این درست است یا نہ و شخصیکہ حنفی المذہب باشد دلائل مذہب شافعی وغیرہ را ضعیف و مرجوح

اور پتھر گرنے کی آسمان سے اور قیامت کی علامتوں کی کہ ایک پر ایک ظاہر ہو گئی۔ جسطرح جواہر کا تار جو گوندھا ہوا ہے اور پھر ٹوٹ گیا اور جواہر اوسکے گرنے گئے۔ ایک کے بعد ایک روایت کیا اسکو ترمذی نے

سولہواں سوال

اگر کوئی شخص مسائل شرعیہ حنفیوں کے ساتھ جدال کرے مثلاً وہ روایت فقہ کے رد میں کوئی حدیث لاوے تب اوسکے جواب میں کہا جاوے کہ وہ حدیث ضعیف ہے فلانے محدث نے اوسکو ضعیف کہا ہے تو کہے کہ پیغمبر خدا کا قول کہیں ضعیف ہوتا ہے پھر جب اوسکے جواب میں کہا جاوے کہ حدیث ضعیف اوسکو کہتے ہیں کہ جس کے راوی میں کچھ خلل ہو اور یقین ہو کہ یہ کلام فی الحقیقت پیغمبر خدا علیہ السلام کا ہے تو پھر ضعیف ہونا اوسکا محال ہے نعوذ باللہ من ذلک پھر وہ کبھی چپ رہے اور کبھی اس بات کو چھوڑ کر دوسرا مسئلہ ذکر کرے کبھی اور کچھ بات درمیان میں لا کر شور و غل مچاوے کبھی اوس محدث پر طعن و تشنیع کرے اور اسیطرح جب فقہ کی روایت سے کہا جاوے کہ آمین شور سے کہنا اور رفع یدین کرنا رکوع کے ارادہ کے وقت مثلاً مکروہ ہے تب کہے کہ پیغمبر خدا کا فعل بھی مکروہ ہوتا ہے اگر وہ مکروہ ہے تو پیغمبر خدا نے بھی مکروہ کام کیا تھا تو ہم پھر کیا چیز ہیں پھر جب اوسکے جواب میں کہا جاوے کہ یہ مکروہ ہمارے حق میں ہے اسواسطے کہ آمین آہستہ کہنا سنت موکدہ ہے تو پھر شور کر کے کہنے میں وہ سنت موکدہ کی ترک ہوتی ہے اسلئے ہمارے حق میں مکروہ ہو گیا اور ایسا ہی ارسال یعنی رکوع کے ارادہ کے وقت ہاتھ نیچے کو ڈالنا سنت موکدہ ہے تو پھر اوپر کو ہاتھ اوٹھانے سے وہ سنت موکدہ چھوٹتی ہے اسواسطے ہمارے حق میں مکروہ ہوا پھر وہ اس جواب کے سننے کے بعد اوسی طرح کی حرکات کرے اور اوس

شخص عامل بحدیث وارد آمد آیا این شخص در دین اتباع صالح میشود و در پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم میشود یا نہ و بسبب آنکہ مذاہب ائمہ را حجت و را ترجیح دانستہ بعمل بحدیث صحیح خود کہ بزعم خود دانستہ باشند وطاقت علمی این قدر ندارد کہ میان احادیث صحیحہ و ضعیفہ و شعف ارضد تمیز کند و رفتار کنند و عدی از ضعیف ...

کے جواب میں کچھہ غور نہ کرے اور اسی طرح سے جب اوسکو کہا جاوے کہ آمین شور
سے کہنا اور رفع یدین کرنا منسوخ ہے تو کہے کہ اگر منسوخ ہوتا تو امام شافعی رح
کیوں عمل کرتے تب اوسکو جواب میں کہا جاوے کہ منسوخیت اسکی امام ابوحنیفہ رح
کے تحقیق کے روسے ثابت ہے اگر یہ منسوخیت امام شافعی رح کو معلوم نہوتی اور
حدیث ناسخ اونکو نہ پہنچی تو اوسمیں کچھہ خلل نہیں امام شافعی رح کچھہ عالم الغیب
نہ تھے کہ سب حدیثوں اور سب احکام شرعی اونکو معلوم ہوتے اور اسی کے زعم
کے موافق کہا جاوے کہ رفع یدین اگر سنت ہوتا تو کیا امام اعظم عمل نکرتے
باوجود اس بات کے کہ زمانہ امام اعظم کا بہت قریب تہا حضرت کے زمانہ
سے اور تحقیق اونکی سب سے زیادہ تھی اگر سنت ہوتا تو اونکو معلوم نہوتا تو پہر
جو جواب تمہارا ہے وہی جواب ہمارا ہے پہر اس جواب کے بعد بہی سابق کی
طرح سے واہی تباہی باتیں کہے اور اسیطرح سے جب کوئی مسئلہ فقہ کے خلاف
لوگوں میں ظاہر کرے تب اوسکو کہا جاوے کہ یہ مسئلہ فقہ کی کتاب کے خلاف ہی تو کہے
کہ فقہ کی کتاب کے مسئلہ پر کیا اعتماد ہے اوسکو تو آدمی نے بنایا ہے اس مسئلہ کو حدیث
میں دکہلاؤ تب اوسکو جواب دیا جاوے کہ اس مسئلہ کی دلیل یہ حدیث فلانی
فقہ کی کتاب میں ہے تو کہے کہ فقہ کی حدیث پر کیا اعتماد ہے اسکو تو فقہاء نے
لکہا ہے حدیث کی کتاب میں بتلاؤ جسکو محدثوں نے جمع کیا ہے پہر جب کہا جاوے
کہ یہ حدیث طحاوی یا طبرانی یا رزین یا مستدرک یا موطا محمد یا مسند امام ابوحنیفہ
میں ہے تب یوں کہے کہ ہم ان سب کو نہیں مانتے ہیں وہ حدیث صحاح ستہ
میں دکہلاؤ پہر جب اوسکو بتایا جاوے کہ وہ حدیث ترمذی میں مثلاً ہے تب
کہے کہ وہ حدیث ضعیف ہے اوسکو تو ابوداود نے ضعیف کہا ہے

جب اوسکے جواب مین یون کہا جاتا ہے کہ اس حدیث کو مجتہدوں نے اور بہت فقہا نے صحیح غیر منسوخ کہا ہے پھر ایک محدث کا اوسکو ضعیف کہنا اون سب مجتہدین اور فقہای کے مقابل میں کچھ اعتبار نہیں رکھتا پھر وہ شخص یہ جواب سنکر بھی سابق کیطرح لایعنے اور بیمعنے بکتا ہے تو اب علمای سے سوال کیا جاتا ہے کہ یہ جواب کہ اوس شخص کے سوالات میں لکھے گئے ہیں صحیح ہیں یا نہیں اور جو کوئی اسطرح کے سوالات بیجا کرے اور اوسکے یہ جواب جو سابق مذکور ہوے نہ سنے اور اپنے جدال اور نزاع سے باز نہ آوے اور اپنی ضد اور ہٹ پر اڑا رہے اور اوس حدیث کو جسکو امام اعظم رح نے اور ہزاروں فقہا نے صحیح اور غیر منسوخ کہا ہے نہ مانے اور اونکی تحقیقات پر اعتماد نکرے اور فقہ کی کتابونکو نہ مانے اور فقہای محدثین کے جمع کرنے پر اعتماد نکرے بلکہ کلمہ حقارت کا کہے اور اوس حدیث قوی کے مقابل میں دوسری حدیث کی کتاب سے کہ جسکا حال اوپر کے صفحہ میں مذکور ہوا اختلاف پر دلیل لاوے اور اونکے مقلدونکو اونکی پیروی سے باز رکھے اور بچارے عوام کو شک میں ڈالے بلکہ حنفی مذہب سے بد اعتقاد کرا دے اور امام اعظم رح کی تقلید کو چھوڑا دے اور اسطرح کی بیمعنی شبہ اور بیجا اعتراضات کہ اوپر کے صفحونمیں مذکور ہو چکے جاہلوں کے سامنے بیان کرے اور اونکو سکھلاوے اور جواب اوسکا نہ جانے تو وہ گروہ دین میں خصومت اور جدال ڈالنے والا اور ضال اور خود گمراہ اور لوگونکو گمراہ بنانیوالا ہے یا نہیں **جواب** دے سب جوابات کہ اوس شخص کے سوالات میں دئے گئے ہیں سب درست اور راست بے کم و کاست ہیں اور ان سب جاہلوں کی محنت وحقیقت میں کچھ شک اور شبہ نہیں ہے اور ایسا شخص جسکا احوال سوال میں مذکور ہوا ظاہر حال اور قال سے اوسکے اللہ تعالے اعلم ہے

دینا۔ پس جب کہ اپنے مذہب کو ہم صواب پر یقین جانتے ہیں اور دوسرے کے مذہب کو خطا کے قریب جانتے ہیں اور جیسا احتمال صواب کا دوسرے کے مذہب میں ہے ایسے ہی خطا کا احتمال ہمارے مذہب میں

حقیقت حال سے اوسکی بیشک اہل خصومت اور جدال اور ضال اور خود گمراہ
ہے اور لوگونکو گمراہ بنانیوالا ہے اور حدیثوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ
شخص جدالی مثل مشرکین کے اہل جدال سے ہے اور آیہ شریفہ وَمَا ضَرَبُوْہُ
لَکَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ ھُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ کے مورد کی جنس میں داخل ہی جیساکہ
شرح مشکوٰۃ کی اول جلد باب الاعتصام ۱۱۸ صفحہ میں لکھا ہے وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ
رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ
هُدًی کَانُوْا عَلَیْہِ اِلَّا اُوْتُوا الْجَدَلَ ثُمَّ قَرَءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ مَا ضَرَبُوْہُ لَکَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ ھُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ
رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ روایت ہے ابوامامہ رضہ سے کہا فرمایا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے گمراہ ہوئی کوئی قوم بعد راہ پانیکے کہ جسپر وہ
تھی مگر جھگڑا دیگئی اوسکو جدل کے معنے دشمنی اور لڑائی اور جھگڑے اور کھینچ اپنے
طریق کی جس سے مشہور اور جاری کریں جھوٹے مذہب کو اور گرادیں سچی بنیاد کو
پھر پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت ماضربوہ آخر تک اس آیت کے نازل
ہونیکا یہ سبب ہے کہ جب فرمایا اللہ تعالے نے اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَہَنَّمَ یعنی تم اور سوائے اللہ کے جس چیز کو تم
پوجتے ہو سب لکڑی ہیں جہنم کی شرک کرنے والے خوش ہوے اور دھوم مچائی
اور کہنے لگے کہ ہمارے بت کچھ عیسیٰ سے بہتر نہیں ہیں اور عیسیٰ جو معبود نصارے
کے ہیں اگر اس کے حکم سے دوزخ میں جاوینگے تو ہم راضی ہیں کہ ہمارے
معبود بھی اون کے ساتھ رہیں اس مقام میں فرمایا ہے کہ مَا ضَرَبُوْہُ
لَکَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ ھُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ یعنی یہ بحث جو کافروں

ہی ہمارے مذہب میں یعنی ہمارا مذہب خطا کا ہے اور وہی ہمارا مذہب ترجیح کے [illegible] اور الاشباہ والنظائر میں لکھا ہے اور یہ مضمون قرآن اور سنت اور اجماع اور قیاس سے ثابت ہوا ہے اس کی [illegible]

کلمات [illegible]

پہلا باب

تحقیق مولانا مولوی [illegible] صاحب نے جو جواب دیا [illegible] کے سوال میں وہ لکھا جاتا ہے

جواب در کتاب الاشباہ والنظائر می نویسد اذا سئلنا عن مذهبنا ومذهب مخالفینا فی الفروع یجب علینا ان نجیب بان مذهبنا صواب یحتمل الخطاء ومذهب مخالفینا خطاء یحتمل الصواب انتهی

مذہب خود را و مذہب غیر را [illegible] کرد ترجیح [illegible] لازم است دفتر کے مذہب خود [illegible]

نے تیرے ساتھ کی ہے نہیں کی اونہوں نے مگر جھگڑے اور ضد اور شرارت کی راہ سے کیونکہ لفظ وما تعبدون کا عیسیٰؑ کو شامل نہیں ہو سکتا اسلئے کہ کلمہ ما کا عقل والوں کے لئے نہیں ہے چیز کے معنے میں مقرر ہے جسکے معنی جو چیز اور کلمہ من کا عقل والوں کے لئے مقرر ہے جس کے معنی جو شخص ہے اور یہ لوگ جانتے ہیں کہ عرب کی لغت میں اسی طرح پر آیا ہے باوجود اس کے صرف ضد اور شرارت سے اور اپنے طریق کی پچہہ کر کے یوں کہتے ہیں اور روائت ہی کہ ابن زبعری نے یہ بحث کی تھی حضرت نے فرمایا اسکو کہ افسوس ہے تیری توجہ پر کیا اچھا نادان ہے تو اپنی قوم کی زبان سے

ستر ہواں سوال

اگر کوئی حدیث کہ جسپر عمل حضرت امام اعظم کا ہو اور اونکے بعد ہزاروں فقہاء اور محدثین اور علماء نے اوس حدیث کو صحیح غیر منسوخ کہا ہو اور اوسی کے موافق عمل کرتے چلے آئے ہوں اور فقہ کی کتاب میں بھی مندرج ہو پھر اوسی حدیث کو کسی اور محدث نے جو امام کا مقلد نہو ضعیف کہا ہو یا دوسری حدیث اوسکے خلاف کسی حدیث کی کتاب میں ملی تو اوس حدیث میں کچھہ شبہ یا خلل ہوگا یا نہیں اور اوس حدیث کے موافق عمل کرنے میں کچھہ نقصان ہے یا نہیں

الجواب اس بات کا جواب موقوف ہے اس بات کے جاننے پر کہ بیچ میں درمیان مجتہد اور فقیہ اور محدث کے فرق جانے اور وہ فرق یہ ہے کہ مجتہد کا مرتبہ زیادہ ہے اس سے جو صرف محدث ہے اسواسطے کہ مجتہد وہ شخص ہے جو سب آیات احکامی کو اور اونکے معانی اور تفاسیر اور تاویلات اور شان نزولات اور تمام اقسام اونکے جیسا اصول کی کتابوں میں مفصل لکھا ہے خوب یاد رکھتا ہو اور سب احادیث

احکامی اور اوس کی سند کو اور سب راویوں کے احوال کو اور معانی اور
مرادات اور تاویلات کو اچھی طرح تحقیقات کیا ہو جیسا کہ جواب میں سوال
عمل بالحدیث کو بطور مثال کے چند امور مذکور ہوگئے اور سب اقسام احادیث
احکامی کی جیسا کہ شروح میں کتب احادیث کی مذکور ہے ہر حدیث کو مفصلا
جانتا ہو اور اوسے یاد ہو اور سب احکام اجماعی کو بھی یاد رکھتا ہو اور قوت
تمام رکھتا ہو اور استعداد کمال قیاس کے نکالنے کی بھی رکھتا ہو اور فقیہ اوسکو
کہتے ہیں کہ احکام شرعی عملی کو اونکو دلیل کے ساتھہ جانتا ہو یعنی ہر مسئلہ کو اوسکی
دلیل سے قرآن شریف یا حدیث پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم یا اجماع یا قیاس
سے جانتا ہو اور ہر ایک دلیل کے معنے اور مراد اور تاویل کو خوب تحقیق کیا
ہو اور محدث وہ شخص ہے کہ صرف احادیث کی عبارت کو جیسا سنا ہو جمع
کیا ہو معنے اور مراد مجمل اور تاویل اوسکی جانتا ہو یا نہیں اور احکام عملی کو
دلیلوں سے جانے یا نہ جانے جیسا کہ بہت سے محدثوں کا یہی حال تہا
پھر جب کسی مجتہد اور فقیہ نے جس حدیث کو صحیح کیا ہو تو اور کسی محدث کا اوسکو
ضعیف کہنا معتبر نہیں ہے خصوصا جیسے مجتہد امام اعظم رح جنکا زمانہ
حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے بہت نزدیک تہا اور وہ
تابعین میں سے تھے بہت سی حدیثیں اونہوں نے صحابہؓ سے سنیں تھی اور بہت سے
تابعین سے جیسا کہ درمختار کے خطبے میں ہے سو اونہوں نے جس حدیث کو
صحیح غیر منسوخ کہا ہے اور بعد اونکے ہزاروں فقیہوں نے بہی جو اوس حدیث
کو تحقیق کیا تو جیسا امام اعظم رح نے فرمایا تہا ویسا ہی پایا تب اونہوں نے بہی اپنی
کتابوں میں صحیح کیا اور فقہ کی مسئلے پر اوس حدیث کو دلیل لائے تو اب اہل حدیث

غیر صحیح تو اوس پر واجب ہے
کہ اون علماء کی پیروی کرے
جو فقہ کی قوت سے صحیح اور
غیر صحیح میں اختیار کرنے کی قوت
اور اپنی عقل ناقص پر کسی
حدیث کو صحیح یا غیر صحیح نہ کہے
اور ایک جانب پر عمل کو اختیار
نہ کرے اور جو کوئی ان چاروں

مذاہب کا حق ہونا نہ جانے
بیزاری کا انکار کرے وہ شخص
ضلالت پر ہے بعضی میں متبع
بدعت اور بعضی صورتوں میں فاسق
اور لفظ ضلال کا عام ہے کافر اور
مبتدع اور فاسق کے شامل ہوگا
قرآن شریف میں تینوں قسم پر
ضلال کا لفظ اطلاق کیا گیا ہے
اسی بموجب مولانا نے لفظ
ضلال کا اپنے فتوے میں لکھا

کے صحیح غیر منسوخ ہونے میں کسیطرح کا شک شبہ نہیں رہا پہر ان کے بعد کوئی ایسے محدث جو امام سے بہت پیچہے تہے اور درمیان اونکے اور حضرت پیغمبر خدا علیہ السلام کے آٹہہ آٹہہ دس دس واسطے راویوں کے بلکہ زیادہ گزرے اور اونکا مرتبہ اجتہاد کا جیسا کہ امام اعظم کا تہا نہ تہا بلکہ قریب بہی نہ تہا بلکہ اونکو فقاہت میں بہی ایسا کمال نہ تہا جیسا کہ فقہائے حنفی کو علم فقہ میں تبحر تہا اگر اونہوں نے اپنے مذہب کی رعایت کی راہ سے یا تعصب کی روسی یا اپنی تحقیقات کے لحاظ سے یعنی جن راویوں کے وسیلہ سے وہ حدیث اونکو پہنچی وہ لوگ اونکے نزدیک معتبر نہ تہے اگر اس حدیث کو ضعیف کہا تو ایسی شخص کا ضعیف کہنا امام اعظم اور ہزاروں فقہای کے صحیح کہنے کے مقابل میں اونکے مقلد کے حق میں بلکہ ہر منصف کے نزدیک ہرگز قابل اور لائق اعتبار کے نہیں ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ جو حدیث فقہ کی معتبر کتاب میں ہے عمل کے باب میں زیادہ معتبر ہے اوس حدیث سے کہ کتاب حدیث میں ہو اسواسطے کہ فقہا نے التزام کیا ہے کہ جو حدیث صحیح اور غیر منسوخ ہے فقط اوسی کو فقہ کی کتاب میں درج کرکے ہر مسئلہ پر دلیل لاتے ہیں اور جو حدیث ضعیف ہے اوسکو اکثر تصریح کر دیا ہے کہ فلانی حدیث ضعیف ہے اور اگر کوئی حدیث ماوّل ہے تو اوسکی تاویل کو دلیل کے ساتہہ بیان کیا ہے اور اگر منسوخ ہی تو اوسکی منسوخیت کی وجہ کو لکہا ہی برخلاف محدثین کے کہ اونہوں نے صرف اسی بات کا التزام کیا ہی کہ جو حدیث کسی معتبر سے سنی اوسکو اپنی کتاب میں جمع کیا ہی پہر وہ اوسیطرح ہی ضعیف ہو یا ماوّل ہو یا منسوخ ہو یا نہو جیسا کہ چہہ کتابیں حدیث کی کہ صحاح ستہ کرکے مشہور ہیں اونمیں ان تینوں قسم کی حدیثیں بہری ہوئی ہیں چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح مشکوۃ فارسی کے مقدمہ میں لکہہ دیا ہے جس کا خلاصہ

یہ ہے اور امام ہمام نے فتح القدیر میں پکار کر بسم اللہ پڑھنے کے مسئلہ میں
لکھا ہے پھر کوئی ایسی حدیث کہ جسپر امام اعظم مجتہد مقدم کا اور بہت سے مجتہدوں
اور محدثوں اور فقہا اور فضلا کا عمل ہوا اور اون سبھوں نے بالاتفاق اوسکو
صحیح غیر منسوخ لکھا ہو اور فقہ کی کتاب میں بھی منسوخ ہی اگر کوئی اور محدث اوسکو
ضعیف کہے یا دوسری حدیث اسکے مخالف کسی حدیث کی کتاب میں ملے تو حنفی کے حق
میں بلکہ ہر منصف کے نزدیک اوس حدیث سابق میں کچھ خلل واقع نہوگا اور
اوسکے موافق عمل کرنے میں ہرگز نقصان نہیں

اٹھارہواں سوال

اگر کوئی اصلا رعائت مذہب حنفی کی نہ کرے مثلاً لہو یا پیپ کسی پھوڑے سے
نکلنے میں جو ابو حنیفہ رح کے مذہب میں ناقض وضو ہے وضو نہ کرے یا کسی
مذہب کی رعائت نہ کرے مثلاً ذکر چھونے سے بھی جو شافعی کے مذہب میں
ناقض وضو ہے وضو نہ کرے بلکہ اگر ایک وقت میں اگر یہ دونوں واقع ہوں ہرگز
وضو نکرے حاصل یہ ہے کہ جو مذہب حنفی میں نماز کا مبطل ہو اوسکو کبھی کرے
اور جو فرض ہو اوسکو کبھی نہ کرے اور علمائے حنفی سے بغض اور عداوت رکھے اور
جو کوئی مقلد ابو حنیفہ کا ہو اوس سے نفرت کرے سو ایسے کے پیچھے نماز میں اقتدا
جائز ہے یا نہیں **جواب** ایسے کے پیچھے ہرگز درست نہیں ہے درمختار فقہ کی
کتاب جو بہت معتبر ہے اور حرمین شریفین میں اوسکا درس ہوتا ہے اور وہاں کے
علما کا اوسپر بہت اعتماد اور عمل ہے اوسمیں لکھا ہے ومخالف کالشافعی
ان یتقن المراعات لم یکرہ او عدمہا لم یصح وان شک
کرہ یعنی جو کوئی حنفی مذہب کا مخالف ہو مثلاً شافعی تو اوسکے تین حال ہیں
اگر یقین ہو کہ وہ حنفی مذہب کی رعائت کرتا ہے مثلاً جو چیز

جیسا عبداللہ بن سبا اور جیسا محمدی ہوگا
جیسا عبدالملک بن یوسف ثقفی اور
اور حجاج بن یوسف خاص ہے
مسلم بن عقبہ تھا نہیں دین
کر خیال ہی کا ایسا ہی جانتا ہے یا اور بھی
محمدی میں جانتا ہے یا نہیں ہوتا
جانے میں کہ ثابت نہیں ہے کرامت
ثابت جب ہووے خاص حاجی
الحرم اور اسکو محمدی خاص جانا
یزید کو امیر المومنین جانا یا

۶۳

پہلے علمائے اہلسنت نے اوسکو
امیر المومنین بجانا بلکہ جس نے
اوسکو یوں کہا جس کو
اگر کوئی بھی ایسا ہی خیال ہے
اوسکا جو بھی کہ میں امامی ہوں
اور مطلب اوسکا یہ کہ جو کوئی
بہ تو سے خرافات پر ایمان لا
تو وہ امام برحق کرتا

کہ حنفی مذہب میں اوسکے ساتھ جائز نہیں اور جو وہ شخص احتراز کرتا ہے
تو اوسکے پیچھے نماز مکروہ نہیں جیسا کہ مکہ معظمہ میں امام شافعی المذہب کی رعایت
کرتے ہیں اور اگر معلوم ہو کہ وہ رعایت نہیں کرتا تو اوسکی اقتدا درست نہیں اور
اگر اوسکے حال میں شک ہو یعنی ایسے شخص کا حال معلوم نہو کہ رعایت کرتا ہے یا نہیں
تو ایسے کے پیچھے نماز مکروہ ہے پھر جب معلوم ہوا کہ جو شافعی مذہب کہ ہمارے مذہب
کی رعایت نکرے اوسکی اقتدا درست نہیں تو جو شخص کہ کسی مذہب کی رعایت نہ
کرے تو بے شبہ اوسکی اقتدا درست نہیں اور فتاوی عالمگیری میں کہ تمام علمائے
ہندوستان کے نزدیک وہ بہت معتمد اور معتبر ہے لکھا ہے اما الاقتداء
بالشافعی قالوا لاباس بہ اذا لم یکن متعصبا اور جامع الرموز میں ہے
لاباس بہ اذا لم یتعصب ای لم یبغض للحنفی یعنی شافعی المذہب کے
پیچھے اقتدا مضائقہ نہیں اگر متعصب نہو یعنی حنفی لوگوں سے بغض نرکھتا ہو پھر
جب کوئی شخص شافعی المذہب کہ حنفی سے بغض رکھتا ہو تو اوسکی اقتدا درست
نہیں ہے تو پھر ایسا شخص کہ علمائے حنفی سے بغض اور نفرت رکھتا ہو ہرگز اوسکی
اقتدا درست نہیں ہے بلکہ نماز باطل ہے اور بحر الرائق میں ہے واما الصلوۃ خلف
الشافعیۃ فمحاصل مافی المجتبی انہ اذا کان مراعیا بالشرائط و
الارکان عندنا فالاقتداء صحیح والا فلا یصح ولا خصوصیۃ للشافعیۃ
بل الصلوۃ خلف کل مخالف للمذہب کذلک جو کوئی شخص شافعی المذہب
اگر رعایت کرتا ہو اون سب شرطوں اور رکنوں کی جو ہمارے مذہب میں ہیں
تو اوسکی اقتدا صحیح ہے اور اگر رعایت نکرتا ہو تو اوسکی اقتدا صحیح
نہیں ہے اور یہ حکم شافعیۃ کے حق میں خاص نہیں ہے بلکہ

تواریخ کے بیان میں جو تحفۂ حنفی صیدالدین اور سوالوں کے لازم ہے رافضیوں سے انکی موافقت سوا ایسے خارجوں اور لوگ خاص محمدی نہیں وہ محمدی ہے اور باقی کافر

مذہب را ترجیح دادن مذہب خود بر مذاہب ائمہ ثلثہ شرعاً درست و صحیح است و کسیکہ مذہب یکے از ائمہ اربعہ را اختیار کند آنکس متبع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم است و شخص عامی بلکہ عالم را نیز بمرتبہ اجتہاد نرسیدہ باشد تقلید یکے از مجتہدان است

واجب و بالبعض مذاہب چہار مشہور و متواتر از مجتہدان است و منقول و مقبول پس تقلید یکی از مذاہب چہار کند و اختیار ائمہ اربعہ و مذاہب شان تقلید کنند کہ آن بدعت گویند وہم اضلوا من قبل و اضلوا کثیراً و ضلوا عن سواء السبیل

صدر الدین

حنفی مذہب ... اپنا مذہب کی ...

اسی طرح سے جو شخص کہ حنفی مذہب کا مخالف ہو اوس کی اقتدا کا یہی حکم ہے اور مولانا عبدالعزیز مرحوم نے راہ نجات کی ایک صفحہ میں لکھا ہے کہ جس شخص کے مذہب میں خلل ہو اوسکے پیچھے نماز درست نہیں

انیسواں سوال

صحاح ستہ کے اور کتابیں حدیث کی مثل رزین اور طحاوی اور مسند امام ابوحنیفہ رح اور موطای امام محمد اور مستدرک حاکم اور بیہقی اور طبرانی وغیرہ علمائے سنت و جماعت اور محدثین کے نزدیک معتبر ہیں یا نہیں اور صحاح ستہ میں حدیثیں ضعیف اور معلول بھی ہیں یا نہیں

جواب اولاً جاننا چاہئے کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے لکھنے اور جمع کرنیکو فرمایا تھا پھر بہت سے اصحاب نے اپنی سمجھ اور یاد کے موافق قرآن شریف کو جمع کیا تھا لیکن ترتیب اور تقدیم و تاخیر میں اختلاف تھا پھر بعد حضرت کے سب اصحابوں نے اتفاق کر کے ایک طور پر مقرر کیا اس سبب سے کلام الٰہی ایک جگہ جمع ہوا اور اوسمیں اختلاف نہ پڑا بخلاف احادیث کے کہ حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ لوگوں کو جمع کرنیکو حکم فرمایا اور نہ صحابہ نے ملکر جمع کیا بلکہ بعد اونکے بہت پیچھے لوگوں نے کہ بعض اونکے فاضل تھے اور بعض صرف لکھنی جانتے تھے الگ الگ اونہوں نے اپنی یاد کے موافق اور جسنے جسقدر لوگوں سے سنا ایک جگہ جمع کر کے ایک کتاب بنائے سواسطے حدیث میں بہت اختلاف واقع ہوا اور سب احادیث ایک جگہ میں جمع نہ ہوئیں اور اسی جہت سے صحاح ستہ جو حدیث کی چھ کتابیں لوگوں میں مشہور ہیں اونکی آپسمیں بھی اختلاف بہت ہے اور اونمیں سب قول اور فعل حضرت کے جمع نہیں ہیں بلکہ اون چھ کتابوں کے سوا بہت سی کتابیں حدیث کی اور جیسے وہ چھ کتابیں معتبر ہیں ویسی وہ بھی معتبر ہیں جیسے مسند امام ابوحنیفہ رح اور موطا

امام محمد اور حجت امام محمد اور آثار امام محمد اور رزین اور طحاوی اور طبرانی وغیرہ

اور اس قدر جاننا بہت ضرور ہے کہ یہ چھ کتابیں جنہیں صحاح ستہ کہتے ہیں اون میں سب حدیثیں صحیح نہیں ہیں بلکہ اونمیں حدیثیں ضعیف اور معلول بھی ہیں جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح مشکوٰۃ فارسی کے مقدمہ میں لکھا ہے اور امام ابن ہمام نے فتح القدیر میں پکار کر بسم اللہ پڑھنے کے مسئلہ میں لکھدیا ہے اور عبارت فتح القدیر کی یہ ہے لیس حدیث صریح فی جہر التسمیۃ الا و فی اسنادہ مقال عند اہل الحدیث ولہذا اعرض عنہ ارباب المسانید المشہورۃ فلم یخرجوا شیئا منہا مع اشتمال کتبہم علی احادیث ضعیفۃ ۔

بیسواں سوال حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ میرے امت میں تہتر فرقے ہونگے اون میں سے بہتر فرقہ ناری اور ایک ناجی اس سے معلوم ہوا کہ ہر فرقہ محمدی کہلاویگا اور کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلعم کو اپنی دلیل ٹھیراویگا سواب وسکی کیا وجہ ہے کہ ایک فرقہ ناجی اور باقی سب ناری باوجودیکہ ہر ایک اپنی دانست میں کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ کے موافق عمل کرنیکا دعوی رکھتا ہے

جواب پہلے جاننا چاہئے کہ ایک فرقہ سنت کا اور بہتر فرقے اوسکے سو سب قرآن اور حدیث دلیل لاتے ہیں اور اپنے خیال میں اوسی پر عمل کرتے باوجود اس بات کے کہ ایک گروہ اسمیں سے سنت وجماعت کا ناجی اور باقی بہتر جہنمی اسکا سبب یہی ہے کہ اہلسنت وجماعت کا طریق یہ ہے کہ جو بات ظاہر حدیث سے ثابت ہوئی اوسپر عمل واجب جانتے ہیں اگرچہ اوسکی حقیقت کہ عقل میں نہ آوے بلکہ اگر اونکی عقل یا خواہش نفسانی برخلاف اوس کے

تتمہ ایاب ... جواب میں مفتی اکرام الدین کے دیے ہے هذہ الاحادیث صحیحۃ ومثلہا مذکورۃ فی کتب اخری لا حاجۃ الی تحریرہا فاما اتباع الائمۃ الاربعۃ کلہم فواجب فیما حال العوام من اعتقد غیر ذلک

فیوشک ان یکفر سرا ان الامۃ المرحومۃ المحفوظۃ ... الائمۃ الاربعۃ ... اجمعوا ... مذاہب ... العلماء ... والاولیاء الکبیر مثل غوث الاعظم وغیرہ ... الائمۃ الاربعۃ ... فمن خالف خالف الاجماع ... الامۃ ... مذکور فی الشرع ... السلف

حکم کرے تو بھی عقل اور خواہش کی پیروی نہیں کرتے سنت کا اتباع اپنے اوپر
لازم اور واجب جانتے ہیں اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی امت جس بات پر
اتفاق کریں اسکو بجان و دل قبول کرتے ہیں اگرچہ اجماع اونکا کسی کی عقل یا
خواہش کے برخلاف ہو یا اوسکا دل اوس سے ناخوش ہو برخلاف اور گروہوں کے
جیسے رافضی خارجی معتزلہ کہ انکا یہ طریقہ ہے کہ جو قرآن و حدیث میں آیا ہے
اگر اونکے عقل کے موافق اور خواہش کے مطابق ہو تو جلدی سے اوسکو قبول کر
لیتے ہیں اور اگر مخالف ہو تو قرآن و حدیث کی تاویل کرتے ہیں ہرگز نہ اوسپر
اعتقاد کرتے نہ عمل میں لاتے ہیں بلکہ اپنی عقل ناقص اور نادانی اور خواہش نفسانی
کی پیروی کرکے جس بات کو اونکی عقل قبول اور خواہش اونکی پسند کرے اوسی پر اعتقاد
اور عمل رکھتے ہیں اور اوسپر قرآن یا حدیث سے تاویل کرکے ہو یا کسی حیلہ اور فریب
سے ہو دلیل لاتے ہیں اور اسیطرح اوس اجماع کو مانتے ہیں جو اونکی عقل اور
خواہش کے موافق ہو اور جو برخلاف ہو تو اوسکی تاویل کرتے ہیں اور کسی اہل
اجماع پر طعن و تشنیع کرتے ہیں اور خلاف پر اونکے دلیلیں ضعیف ہوں یا قوی
ظاہر ہوں یا تاویل سے ہوں گذرتے ہیں اسی واسطے اہل سنت و جماعت
اون لوگوں کو اہل ہوا کہتے ہیں یعنے خواہش نفسانی کی پیروی کرنے والے چنانچہ
رافضیوں نے نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ آیہ
قرآن کے معنوں میں خواہش نفسانی کو دخل دیکر شیطان کے بہکانے سے سیاق
کلام اللہ پر لحاظ نہ کرکے اندھے بنکے حکم کیا کہ عورت کے دبر میں بھی دخول
کرنا جائز ہے اور معتزلہ عذاب قبر کی حقیقت سے جو اونکے عقل میں نہ آئی
باوجودیکہ احادیث صریح اور صحیح اوسمیں وارد ہیں منکر ہوگئے اہل سنت و

عبدالقادر اور اقران انکے مولوی رفیع الدین اور شاہ احمد حنفی اور شاہ عبدالعزیز اور نظام الدین اور مولانا خواجہ محدث اور خلف ہمارے یعنی کہ سلف ہمارے شیخ عبدالحق میں اشارہ اسی بات کا ہے اور سلف کے ذکر کرنے

جماعت اسپر ایمان لاکر قائل ہوے اور اوسکی کیفیت کو علم آلہی پر چھوڑا کہ عقل آدمی کی اوسکی دریافت سے عاجز ہے اور قوم رافضی حضرت ابو بکر رضہ کو خلیفہ برحق نہیں جانتے ہیں باوجودیکہ اسکے تمام صحابی کا اونکی خلافت پر اجماع ہوا تہا لیکن چونکہ اونکی خواہش کے مطابق نہ تہا اس اجماع کو نہیں ملتے ہیں اور حضرت صدیق کو اور جو اس اجماع کے پلانے اور مددگار تہے اونکو برا جانتے ہیں اور بد کہتے ہیں الغرض سواے اہلسنت وجماعت کے کہ فرقہ اہل حق یہی ہے اور فرقوں نے شرع کے احکام میں اپنی عقل اور خواہش کو دخل دیا اسواسطے وہ جہنمی ہوے نعوذ باللہ منہا اور سُنّی لوگوں نے سنت اور جماعت کی پیروی کے اسلئے وہ جنتی ہوے اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْنَا مَعَھُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

اکیسواں سوال اس زمانہ میں اگر کسی گروہ کا حال بعینہ اون لوگوں کا سا ہوکہ یعنے اپنی عقل اور اپنی سمجھ اور اپنی خواہش کو مسائل شرعیہ میں دخل دیویں اور مجتہدین سلف کی تقلید اور پیروی نکریں اور علماء کے اجماع کو بلکہ تمام اہل اسلام کے اتفاق کو نہ مانیں اور اوسکو حق نہ سمجہیں اور سواد اعظم یعنے بڑی جماعت کی پیروی نکریں بلکہ اپنے رائے پر چلیں اور اوسکو رواج دیویں اور جو حدیث کہ اونکی خواہش کے موافق ہو اوسپر تو عمل کریں اور جو برخلاف ہو اوسکو نہ مانیں یا اوسکی تاویل کریں مثلاً جب وہ قوم کہیں کہ عمل ہمارا قرآن اور حدیث پر ہے تب اونسے کہا جاوے کہ بہت سی حدیثوں میں صاف آیا ہے کہ مسلمانوں کے اجماع کی پیروی کرو اور خلاف اوسکے ہرگز عمل میں نہ لاؤ بلکہ یوں ہی آیا ہے کہ جس بات پر اکثر مسلمان اور بڑے جماعت ہوں اوسی کو لازم پکڑو جو اوس کے خلاف کریگا جہنم میں پڑیگا جیسا کہ یہ حدیث مشکوۃ شریف کے باب الاعتصام کے ۱۴۹ صفحہ میں موجود ہے عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ

سب مقلد گزرے ہیں کوئی ان میں سے لامذہب نہ تہا سو وہم جاہلوں کا محض بیجا ہے اور سلف اور خلف کا ذکر اسلئے ہی کیا کہ ایک شخص شیخ عبدالحق محدث کی اولاد میں کا ان جاہلوں میں مل گیا ہے اوسکی سمجھ کے لئے ان لفظوں کو ادا کیا کہ اگر وہ اپنا

سے یہی ہے تو علماء اور اولیائے ساتھ ہے بیجا تقلید کی راہ اختیار کرے اور ترک کرائے ہے تو اپنے خلف اور سلف کا طریقہ پسند کرے اور جو نہیں تو جانے جاہل دونوں سے جائے شیطان ۔

چوتہا باب سوالوں کے جواب میں عبدالخالق نے جوابنیوں نقشبندیوں کے جواب کے مطابق جواب دیا ہے وہ ہے صحیح حق لہذا الجواب فی الکتب الغنیہ منہا شرح عین العلم

گفت صاحب بحر رائق در رسالہ زینیہ نقل الشیخ القاسم نے

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ اُمَّتِيْ
عَلٰى ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ روایت ہے ابن عمر رض سے کہا فرمایا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ جمع نہیں کرتا میری امت کو گمراہی پر
اور اللہ کا ہاتھ ہے جماعت پر اور جو کوئی جدا ہوا اوس سے جا پڑا وہ جہنم
میں اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ
رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ اور اونہیں ابن عمر رض سے روائت ہے پیروی کرو بڑی
جماعت کی سو مقرر یوں ہے کہ جو جدا ہوا جماعت سے وہ گر پڑا آگ میں و
عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ
فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ رَوَاهُ اَحْمَدُ
روائت ہے ابی ذر رض سے کہا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ
جسنی جدا کیا جماعت کو بالشت بہر بیشک نکالی اوسنی ڈوری اسلام
کے یعنی گردن سے پہر تمام علماء بلکہ تمام امت کا اتفاق اسپر یہ ہے کہ جبکہ
مرتبہ مجتہد کا نہو بلکہ اکثر علماؤں نے یوں لکھا ہے کہ اس زمانہ میں اگرچہ کسی
کا مرتبہ اجتہاد کو پہونچے تو بہی اوسپر لازم ہے کہ ایک طریقہ ان چاروں
مذہبوں سے اختیار کرے ان چار کے خلاف نہ کرے اور کوئی نیا مذہب
نکالے اور کسی مذہب کی پیروی سوا انکے نکرے چنانچہ اگلے سوال میں
سمع البثوت اور فتوی سے علماء حرمین شریفین کے اور فتوی سے مولانا محمد اسحاق اور
مولانا عبدالعزیز اور شیخ عبدالحق دہلوی کے اور اشباہ ونظائر اور نہایۃ المراد
وغیرہ کی تحریر سے ظاہر ہوگا سو تم اوسپر کیوں نہیں عمل کرتے ہو تب اوسکے جواب میں کبہی

الصلوٰة علی القاری فلو التزم احد مذہبا کابی حنیفۃ والشافعی رحمہما اللہ فیلزم الاستمرار علیہ فلا تقلید غیرہ فی مسئلۃ من المسائل کذا فی در المختار وقال الشیخ العالم الکامل المحدث الفقیہ المتقی عبد الرؤف المناوی فی الجامع فیض القدیر شرح الجامع الصغیر یجب علینا اعتقاد ائمۃ الاربعۃ ولا یجوز تقلید الصحابۃ وکذا التابعین کما قالہ امام الحرمین من کل من لم یدون مذہبہ فیمتنع تقلید غیر الاربعۃ

٦٩

فی القضاء والفتیا لان مذاہب الاربعۃ انتشرت وتحررت وقد نقل الامام الرازی رح اجماع المحققین علی منع العوام من تقلید اعیان الصحابۃ وغیرہم وھکذا قال الامام المحقق النووی فی شرح الاربعین وھکذا قال المحقق فی رسالتہ وقال الحافظ الاجل جلال الدین السیوطی الرسالۃ ان لامن الناس قالوا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

تصحیح من العلماء الرجوع من التقلید بعد العمل باتفاق انتہی وکذا فی مختصر الاصول لابن حاجب المالکی در مختصر الاصول کہ رجوع کردن از تقلید بعد عمل کردن ممنوع است باتفاق انتہی

جواب صحیح اور ٹھیک ہے کہ ہاں
الاقوال المزخرفة
بریئون من هذه
والهند والعلماء الربانیون
فهم منحرفون عن الرشاد
ابن مذاهب الاربعة
جنحو واحد ومن
جاپر

معتبر کتابوں میں لکھا ہے
اون کتابوں سے شرح عین العلم
کی ہے ملا علی قاری نے جب لازم
کرلی ایک شخص نے ایک مذہب کو
جیسا مذہب امام ابو حنیفہ رحمہ
یا شافعی کا رحمت کری اللہ اونپر
لازم ہے کہ ہمیشہ رہی اسپر پھر
دوسرے مذہب کی تقلید
نہ کرے کسی ایک مسئلہ میں بھی اور

چُپ رہجاویں کبھی اُس حدیث کی تاویل کریں کبھی اجماع پر طعن کریں اور کہیں کہ بہت سے مسلمان تو تعزیہ داری اور شرک اور بدعت بھی کرتے ہیں کیا یہ سب بھی درست ہو جاویگا نعوذ باللہ منہم کہان افعال جہلا اور اہل بدعت اور اہل شرک اور کہاں اجماع علماء الغرض علماء کے اجماع کو ایسی ایسی افعال مشرکین اور جہال کے ساتھ تشبیہ دیکر بیچارے عوام کو علماء کے اجماع سے بد اعتقاد اور بدگمان کراوین اور کبھی اوس حدیث کو ضعیف کہیں اور کبھی حدیث کے معنی اور کچھ اپنے دل سے ٹہیرا کرکے عوام کو بہکاویں دوسری مثال یہ کہ جب اونکو کہا جاوے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جو مسلمانوں میں فتنہ اور فساد ڈالے اور اونکی جماعت میں تفرقہ ڈالے تو اوسکو قتل کرو وہ بہت بُرا شخص ہے جیسا کہ اس مضمون کی حدیث اگلے سوالات کے جواب میں مذکور ہوئی سو تم مسلمانوں کے گروہ میں فساد اور تفرقہ ڈالتے ہو اور اللہ تعالےٰ نے تو منافقوں کے حال میں یوں فرمایا ہے وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ یعنی جب اونکو کہا جاتا ہے لوگوں میں فساد نہ ڈالو یہ بہت بُرا کام ہے تو اوسکے جواب میں یوں تقریر ظاہر کرتے ہیں کہ ہم تو کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ کے موافق چلتے ہیں اور دوسروں کو چلاتے ہیں اور کہیں کہ ہم تو سنوارتے ہیں اور منافقوں کی طرح اس آیت کی مضمون کو بیان کرتے ہیں قَالُوْا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ تو اس گروہ کے یوں کلام کرنیسے صاف ظاہر ہوا کہ اماموں کو اور اونکے مقلدوں کو خصوصاً مقلدوں کو امام اعظم رحمہ کے سمجھتے ہیں کہ وہ لوگ کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے برخلاف عمل کرتے ہیں سو جواب میں اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ یعنے مقرر وہ فساد ڈالتے ہیں مگر اپنی نفسانیت اور جہالت کے سبب سے غور نہیں کرتے

اسی طرح ہر کورد مختار میں اور لکھا ہے شیخ
کامل محدث فقیہ متقی عبد الرؤف مناوی
نے فرض شرح کی بر حدیث کی یعنی
کتاب ہے کہ واجب ہے اوپر تقلید
جارتیں ابو بکر اور عمر تابعین
اصحاب کی اور ایسا ہی تابعین کے
اون لوگوں میں صحیح نہیں ہوا
کتابوں میں ہے اسکو امام
جیسا کہ لکھا ہے ...

اور بار آنے میں تو اب سوال کیا جاتا ہے کہ یہ گروہ جنکا احوال اور اقوال سابق مذکور ہوا ہے بدعت شیطانی اور وساوس نفسانی ہیں مانند گروہ معتزلی اور رافضی کے اور افعال اور اقوال ہیں مانند بہت سی فرقہ ضالہ اور گمراہ کے اور گفتگو اور سوالات اور جوابات میں مانند منافقوں اور مشرکوں کی ہیں یا نہیں **الجواب** واللہ اعلم بالصواب وہ گروہ برحسب سوال کے اور اللہ اعلم ہے اونکی حقیقت حال سے بیشک و شبہ مثل معتزلہ اور رافضی وغیرہ کے احوال اور اعمال کے رو سے بدعت اور ہوا میں پڑی ہوئی ہیں اور بہت سے فرقہ ضالہ و مضلہ کے مانند اقوال اور افعال میں خود گمراہ اور لوگوکو گمراہ بنانیوالے ہیں اور مشرکوں اور منافقوں کے مانند سوالات اور جوابات میں جھگڑے ڈالے ہیں سابق اسکے جوابوں میں دلیلیں اونکی آیات اور احادیث اور اقوال اسلاف سے مذکور ہو چکے ہیں تکرار اونکو بار بار کی حاجت نہیں ہے بلکہ جسکو نور الٰہی علم اور اوسکے دل میں انصاف کچھ ہے تو اوسپر ظاہر و باہر ہے نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِہِمْ وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِہِمْ وَمِنْ قَبِیْحَاتِ اَقْوَالِہِمْ وَقَبَائِحِ اَحْوَالِہِمْ وَشَنَائِعِ اَفْعَالِہِمْ

بائیسواں سوال کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق عمل کرنا ان چار مذہبوں میں سے ایک کی تقلید اور پیروی کرنے سے جو تمام اہل اسلام کے ملکوں میں محمدی ملت کے درمیان مروج اور مشہور ہے حاصل ہوتا ہے یا اون کے خلاف نیا مذہب نکالنے سے اور کسیکو اونکے مقلد پر انکار کرنا پہنچتا ہے یا نہیں **جواب** یہ چار مذہب جو مشہور ہیں انمیں سے ایک کی پیروی کرنیسے کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق

عمل کرنا حاصل ہوتا ہے اور کسی کو اون کے مقلد پر انکار درست نہیں ہے فتوی میں علمائی حرمین المعظمین زادہما اللہ شرفًا کی کتاب تجنیس و مزید سے منقول ہے -

فَاَبُوْحَنِیْفَةَ وَمَالِكٌ وَشَافِعِیٌّ وَاَحْمَدُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ مِنْ اَهْلِ ذِكْرِ الَّذِیْنَ وَجَبَ سُؤَالُهُمْ وَاِتِّبَاعُهُمْ لِمَنْ لَمْ یَصِلْ اِلَی دَرَجَةِ النَّظَرِ وَالْاِسْتِدْلَالِ فَاِذَا عَمِلَ اَحَدٌ مِّنَ الْمُقَلِّدِیْنَ فِیْ طَهَارَتِهٖ اَوْ صَلٰوتِهٖ اَوْ فِیْ شَیْءٍ مِّمَّا جَرٰی بِهِ التَّكْلِیْفُ بِقَوْلِ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ مُقَلِّدًا لَّهٗ فَقَدْ اَدّٰی مَا عَلَیْهِ وَلَیْسَ لِاَحَدٍ مِّمَّنْ هُوَ فِیْ دَرَجَةِ التَّقْلِیْدِ وَلَا لِلْمُجْتَهِدِ الْاِنْكَارُ عَلَیْهِ خلاصہ اسکا یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ اور مالک اور شافعی اور احمد رح ہر ایک انہیں سے ایسے عالم تہے کہ جنسے دین کی باتیں سوال کرنی اور اونکی پیروی کرنی واجب ہے اوس شخص کے حق میں کہ جو اجتہاد کے مرتبہ کو نہیں پہنچا ہے پہر جب کوئی مقلد پیروی کرے انہیں سے ایک کی اپنی طہارت میں یا نماز میں یا اور کسی امر شرعی میں تو ادا کیا اوسنے جو واجب تہا اسپر اور نہیں پہنچتا ہے کسیکو مقلد ہو یا مجتہد انکار کرنا ویسے شخص پر اور مولانا محمد اسحاق دہلوی نے مایة مسائل کے صفحہ ۱۰۶ میں مسائل کے جواب میں لکہا ہے اسکا ترجمہ یہ ہے چاروں مذہب بدعت نہیں نہ سئیہ نہ حسنہ بلکہ پیروی ان مذہبوں کی عین پیروی سنت کی ہی کیونکہ اختلاف ان چار مذہبوں کا اختلاف اصحاب کی جہت سے ہے - اور صحابہ کی پیروی کرنے میں حدیث اصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتم اہتدیتم وارد ہے یعنی صحابہ میرے تاروں کی مانند ہیں تم جنکی اقتدار کروگے ہدایت پاؤگے یا اختلاف چاروں مذہبوں کا بسبب اختلاف قیاس کے

.جماعت اور سواد اعظم اونے چار مذہب کے اور کوئی بڑی رہے اور یہ بات کہ سوا ان زیادہ کوئی محقق جماعت نہ ہیں جبتک اوس جماعت سے اور کوئی مسئلہ میں بھی خلاف اوس جماعت کے خلاف کرنا راہ ثابت ہوسکے یہ کی

بہتر دین و دیانت اور تحقیقات علم میں پائی جاوے سو ظاہر ممکن نہیں اسی واسطے با جماع امت حکم ہوا عوام منع کیجاویں اور کسی کی پیروی سے ان چاروں کے سوای اگرچہ وہ کہیں کہ ہم صحابہ اور تابعین کے پیرو ہیں کیونکہ صحابہ کی اور تابعین

کی پیروی ان چاروں میں منحصر ہے جو اون سے باہر ہے خوب سمجھ کہ [illegible] چاروں کی تقلید سے باہر چاروں میں صحابہ اور تابعین وہ حقیقت میں [illegible] کی تقلید نہیں بلکہ خلاف سواد اعظم کے اپنی نفس کی تقلید ہے یہ ویسی ہی مثال ہے جیسے کوئی کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید میں سب نبیوں کی تقلید آگئی [illegible]

ہے اور قیاس کا صحیح ہونا نصوں سے یعنی مضبوط دلیلوں سے ثابت ہی پس پیروی
ان مذہبوں کی حقیقت میں پیروی نص کی ہے اور اختلاف ان مذہبوں کا اس
سبب سے بھی ہے کہ کسی نے ظاہر حدیث پر عمل کیا اور کوئی اوسکی حقیقت اور
غرض گیا چنانچہ صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ میں یہ حدیث ہے کہ جب حضرت پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگونکو بنی قریظہ کیطرف بھیجا فرمایا کہ نہ پڑہے تم کوئی تم میں
سے عصر کی نماز مگر بنی قریظہ میں پھر بعضوں نے اون میں سے راہ نماز پڑھ لی
یہ سمجھ کر کہ حضرت کو اس فرمانے سے منظور یہی تہا کہ کہیں راہ توقف نکریں
نہ یہ کہ وقت کہ وقت آئے پر بھی نماز نہ پڑہیں اور بعضوں نے حدیث کے
ظاہر لفظوں پر لحاظ کرکے راہ میں نماز نہ پڑھی یہانتک کہ بنی قریظہ میں پہونچ
گئے پہر حضرت نے یہ بات سنی دونوں قسم کے لوگوں پر اعتراض نفرمایا
اسی سبب سے عمل دونوں طور پر جائز ہوا اور یہی طور ہے چاروں مذہبوں
کے اختلاف کا پس کیونکر بدعت ہوگی اور اوسی کتاب میں ہے ہرگز
اونکے مقلد کو بدعتی کہنا درست نہیں کیونکہ تقلید اونکی تقلید حدیث شریف
کی ہے ظاہر اور باطن کے اعتبار سے پس پیرو حدیث کو بدعتی کہنا گمراہی
ہے اور باعث عذاب کا اور یہ عبارت بھی اوسمیں ہے فرض ونفل کی نماز
اونکی مقلدوں کی البتہ مقبول ہوگی اور تقلید نہیں چھوڑی جاویگی کیونکہ
تقلید اونہوں کی تقلید سنت کی ہے اور دلیلیں اسکی بہت سی کتابوں سے
آگے مذکور ہونگی انشاء اللہ تعالی

تیئسواں سوال

اس زمانہ میں ان چار مذہبوں کو چھوڑکر پانچواں طریق نکالنا یا کسی اور مذہب پر چلنا
درست ہی یا باطل اور حرام

جواب

اجماع علماء سے ثابت ہوا کہ ان چار مذہب

کہ صحابہ اور تابعین کی عوام ہوئیں
تقلید ... جب بات کو وہ تقلید
صحابہ اور تابعین کی ... ہی نہیں ہیں وہ اور کسی کی تقلید
ابو حنیفہ یا امام احمد حنبل یا امام مالک یا امام شافعی
کسی مذہب کی بھی اور تابعین
سے باہر ہوکر صحابہ اور غلط بلکہ
کی تقلید محال ہے اور
اور نہیں تفرقہ ڈالنے والی اور
خراب کرنیوالی کوئی بات کسی
مذہب کی اور کوئی جسمی مذہب
نصوص کی خواہش کے
موافق مانتے ہیں ایسے لوگ اہل ...

پچیسواں باب
جواب میں ...
اصحاب الرای والہوی ...

خدا اور رسول کے حکم ... صالحوں کا اجماع
...
علیہم اعتقاد العلماء ...

کے سوا پیروی کرنی کسی کی خصوصاً ایک نیا مذہب نکالکر اسکو رواج دینا، بہت سے عوام لوگونکو بلکہ خواص کو شک اور تردد اور تہلکہ میں ڈالتا ہی اور اس جہت سے شریعت کا انتظام جاتا رہتا ہے اور دین میں فتنہ اور فساد پڑتا ہے اسلئے اس زمانہ میں نیا مذہب پانچواں نکالنا اور اوسکو رواج دینا باطل اور حرام ہی چنانچہ اکثر علمائی دین اور فضلائی نیک کردار نے اسکو اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے جیسا کہ مسلم الثبوت میں ہے أَجْمَعَ الْمُحَقِّقُونَ عَلَى مَنْعِ الْعَوَامِّ مِنْ تَقْلِيدِ الْأَعْيَانِ الصَّحَابَةِ رض بَلْ عَلَيْهِمْ اِتِّبَاعُ الَّذِينَ بَوَّبُوا فَهَذَّبُوا وَنَقَّحُوا وَجَمَعُوا وَعَلَيْهِ بَنَى ابْنُ الصَّلَاحِ مَنْعَ تَقْلِيدِ غَيْرِ الْأَرْبَعَةِ لِأَنَّ ذَلِكَ لَمْ يُدْرَ فِي غَيْرِهِمْ اتفاق کیا محققوں نے منع کرنے پر عوام کو تقلید کرنے سے صحابہ کی بلکہ اونپر واجب ہی پیروی کرنی اون مجتہدوں کی جنہوں نے علم فقہ کو جمع کیا اور تفصیل کیا اور آراستہ اور خلاصہ بنایا اور اسی بات پر ابن الصلاح نے بنا کیا کہ سوائی ان چار اماموں کے اور کسی کی تقلید منع کیجاوی گی اسواسطے کہ یہ سب باتیں اور کسی مجتہد میں معلوم نہیں ہوئیں اور اشباہ میں ہی وَمَا خَالَفَ الْأَئِمَّةَ الْأَرْبَعَةَ مُخَالِفٌ لِلْإِجْمَاعِ وَقَدْ صَرَّحَ فِي التَّحْرِيرِ أَنَّ الْإِجْمَاعَ انْعَقَدَ عَلَى عَدَمِ الْعَمَلِ بِمَذْهَبٍ مُخَالِفٍ لِلْأَرْبَعَةِ لِانْضِبَاطِ مَذَاهِبِهِمْ وَكَثْرَةِ اتِّبَاعِهِمْ اور جو حکم مخالف ہو ان چار مذہبوں کے قول کا سو وہ اجماع کا مخالف ہی اور تصریح کیا ہی امام ابن ہمام نے تحریر میں تمام علماء کا اجماع ہوا ہے عمل نکرنے پر اوس مذہب کے جو مخالف ہی ان چار اماموں کے واسطے کہ ان اماموں کا مذہب ضبط و آراستہ ہوا ہی اور اونکی پیروی کرنیوالے بڑی بڑی جماعت ہیں یعنی ان اماموں کے مقلدین سواد اعظم اور سب ترک

فیض القدیر کا یا امام نووی کی شرح اربعین کا یا اوسکا یا درمختار کا یا جو عین العلم کی شرح ہی کا یا شرح ملا علی قاری کی کوئی ان کتابوں میں نہیں اشباہ تقلید کسی کی تاکید سی سوجہ صاحبوں کی بھری ہوئی ہیں حنفی ہے اور کتابیں

یا ان کتابوں کی عبارت کو بدعت بیشہ بھی وہ بیشک مردود اور بطور دی اسکو اہل سنت و جماعت میں گننا نچاہئے وہ مبتدع اور ضال ہے اور جاہل ہے اور جو کچھ علم رکھتا ہو تو مفصل ہی اور مغضوب علیہ

چھٹا باب

ہیں اور سواد اعظم کی تبعیت کرنیکو حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بلاب
فرمایا ہے تو پھر اس سے معلوم ہوا کہ جس نے ان چار اماموں سی ایک کی
پیروی نہیں کی تو وہ سواد اعظم سے دور رہا اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی حکم
کا مخالف بنا اور اونکی بیفرمانی کی بموجب مستحق جہنم کا ہوا جیسا سابق مذکور ہوا
ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ فَإِنَّهُ
مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ یعنی پیروی کرو بڑی جماعت کی مسلمانوں کی کیونکہ جو شخص
دور رہیگا جماعت کی پیروی سے تو وہ پڑیگا جہنم میں اور نہایۃ المراد میں لکھا ہے
وَفِي زَمَانِنَا هٰذَا قَدِ انْحَصَرَتْ صِحَّةُ التَّقْلِيدِ فِي هٰذِهِ الْمَذَاهِبِ
الْأَرْبَعَةِ فِي الْحُكْمِ الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ بَيْنَهُمْ وَفِي الْحُكْمِ الْمُخْتَلَفِ فِيهِ أَيْضًا
قَالَ الْمَنَاوِيُّ فِي شَرْحِ جَامِعِ الصَّغِيرِ وَلَا يَجُوزُ الْيَوْمَ تَقْلِيدُ غَيْرِ
الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ فِي قَضَاءٍ وَلَا إِفْتَاءٍ ہماری اس زمانہ میں منحصر ہوئی ہے
تقلید ان چار مذہب میں خواہ حکم متفق ہو خواہ حکم مختلف پھر ان چار میں سوا
اور کسی کی تقلید درست نہیں اور کہا ہے مناوی نے جامع صغیر کی شرح میں
جائز نہیں ہے اس زمانہ میں تقلید کرنی سوای ان چار اماموں کے نہ تو قضا میں
نہ فتوی میں یعنی نہ تو قاضی کو درست ہے ان کے مذہب کے سوا حکم کرنا اور نہ مفتی
کو جائز ہے فتوی دینا اور تفسیر احمدی میں ہے قَدْ وَقَعَ الْإِجْمَاعُ عَلَى أَنَّ
الْاِتِّبَاعَ إِنَّمَا يَجُوزُ لِلْأَرْبَعَةِ فَلَا يَجُوزُ الْاِتِّبَاعُ لِمَنْ حَدَثَ مُجْتَهِدًا
مُخَالِفًا لَهُمْ بے شبہ واقع ہوا ہے اجماع اس بات پر کہ تقلید نہیں جائز ہے مگر ان
چار اماموں میں سے کسی ایک کی پھر جائز نہیں ہے پیروی کرنی اوس شخص
کو جو اس زمانہ میں نیا مجتہد ہوا اور وہ مخالف ہو ان چار اماموں کا

سراج العلماء ضیاء الفقہاء
مفتی العدالۃ العالیۃ السلطانی
سید رحمت خان عفی عنہ

اس جواب کا یہی کہ حنفی مذہبکو بہتر جاننا اور غالب جاننا اور اسی مذہب کو اور اماموں کو مذہب پر ٹھیک اور درست ہی اور سارے مسلمانوں کو بلکہ عالم غیر مجتہد کو پیروی ایک مذہب کی چاروں میں سے واجب اور حتم ہی اور جب حقیقت چاروں مذہبوں کی

اسمہ شاہ محمد خلاصہ

لکنہ الموسوم بالتصدیق

ولا شبہۃ فیہ

صحیح لا شک

شاگرد لکھتے ہیں عبد المجیب

مولوی رفیع الدین صاحب کے

جواب کے پاس اخوند لائق محمد

اور مولوی عبد الخالق کے

اور اونکی

اور اوسی تفسیر احمدی میں لکھا ہی والانصاف ان انحصار المذاهب فی الاربعة واتباعهم فضل الهی وقبولیت عند الله تعالیٰ لا مجال فیه للتوجیهات والادلة اور انصاف یہ ہی کہ منحصر ہونا مذہبوں کا ان چار مذہب میں منحصر ہوتے پیروی انہیں جائز ہیں یہ افضل ہی اللہ تعالیٰ کا اور مقبولیت ہی اسکی پھر اس بات میں دلیل اور توجیہ کو کچھہ دخل نہیں ہے، اور شرح سفر السعادت کے ٣٨ صفحہ میں جو لکھا ہے اوسکا خلاصہ یہ ہی کہ دین کے مجتہدوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں اور اونکی اصحاب کی روایتونکو چنکر ناسخ کو منسوخ سے اور صحیح کو غیر صحیح سے جدا کرکے تحقیق اور تاویل فرما کے آپسمیں اونکی موافقت اور مطابقت دیکر ایک مذہب مقرر کیا ہے عوام مسلمانوں بلکہ عالموں کو اس زمانہ کی وہ قوت اور طاقت کہاں ہی۔ کہ یہ کام اونکی ہاتھ سے نکلے انکی راہ یہی ہے کہ مجتہدوں کی پیروی کریں اور اونکے طریقہ پر چلیں ترجمہ تمام ہوا اور بعضے علماء نے مولانا عبد العزیز قدس سرہ کی روایت سے یوں لکھا ہے کہ چار مجتہدوں نے جو فرمایا ہے کہ جو کوئی ہمارے قول کو برخلاف حدیث صحیح کے پاوے تو چاہئیے کہ وہ حدیث پر عمل کرے کہ فی الحقیقت ہمارا مذہب یہی ہے تو یہ کہنا اونکا اُن کے زمانہ سے علاقہ رکھتا ہی کیونکہ انکے بعد اجتہاد جاتا رہا تقلید لازم ہوئی اسلئے بعد انکے جتنے علماء گذرے باوجودیکہ اونکو مسائل کے نکالنے کی قوت اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا علم اور فقیہوں کے اختلاف کی شناسائی حاصل تہی پھر بھی وہ اجتہاد کے راہ نہ چلے اسی واسطے کہ جیسی سمجھہ کی مضبوطی اور غور کی قوت اور دل کی ستھرائی اور قلب کی روشنی اور بے نفسی اور نیت کی درستی اور خواہش نفسانی سے

[illegible]

دوری اور پرہیزگاری اور سلیقہ عربی زبان کی بوجہہ کا قدیم لغتوں کے موافق
اون مجتہدوں میں تھی اپنی ذات میں اونہوں نے بتائی اور ویسی تحقیقات اور
تلاش اور قوت مسائل کے نکالنے او رنہیں حاصل ہوئی اور مسئلوں کی نادرست
اور درست کرنے میں کوئی دوسری راہ سوا اون لوگوں کے مقرر کی ہوئی
میسر نہ آئی حکم کیا اجتہاد کے حرام ہونے اور چاروں اماموں کی تقلید کے
واجب ٹھیر جانے پر اور اللہ تعالے اونپر رحم کرے کہ اچھے طریقہ اور مضبوط
راہ پر چلے کہ جنمیں بہت باتیں نیک پائی جاتی ہیں اون میں سے ایک یہ ہے
کہ لوگوں کی سرشت میں یہ بات ٹہیری کہ ہر شخص اپنی سمجھہ پر نازاں ہوتا ہے اور
دوسرے کے کمال کو اگرچہ مجملاً اعتقاد رکھتا ہو پر بسبب اسکے کہ اوس کے
دل میں ایک بات ٹھیر رہی ہے اچھی بات کو بھی ان کے قبول نہیں کرتا پھر
اپنی برابر کے لوگوں کے قول کا توکیا ٹھکانا پس اس صورت میں اگر کوئی شخص
اجتہاد کی شرطیں حاصل کر کے خلاف اگلوں کے احکام جاری کرتا تو ہر کوئی
کیا ناقص اور کیا متوسط اپنی استعداد کے موافق ایک نئی راہ پر چلنے لگتا
اسمیں یہانتک اختلاف واقع ہوتا کہ جمعیت شریعت کے احکام کے عبادات
اور معاملات کے مقدمہ میں باقی نرہتی اور ٹوٹ جاتی اور امر معروف اور نہی
منکر کا دروازہ بند ہوجاتا چنانچہ جبتک چار مذہب پر لوگ مضبوط نہیں ہوے
تھے اور اونکی پیروی اختیار نہیں کی تہی منتشر اور کئی فرقہ ہوگئے تھے اور
اونکے تابعدار باقی رہ گئے مگر بعد اسکے جب علماء نے ان چار مذہبوں
کو خوب ضبط کیا اور اونکے موافق احکام کو ہر طرف جاری فرمایا۔
اور ایک نیا مذہب بنانے کو باطل اور حرام ٹھیرایا تب ان چار

ہیں اور جس قول کو اونکے اپنی زعم میں حدیث صحیح اور سنت مشہور سے برخلاف جانتے ہیں اور اونکو بھی مطابق چھوڑ دیتے ہیں اور اسقدر ترک تقلید مجتہد کے حق میں خلاف دینی نہیں کہتے گو لوگ عرف میں اوسکو خلاف کہیں اور پیچھے مجتہد کو کامل فقیہ ہیں

کے عیال اور تابعدار ہیں مجتہد پیچ علماء آپ و ابوحنیفہ کے مذہب کے کہ تینوں مذہب کے حفاظ کار ہیں اور یہ بھی معلوم ہزار ہونے والے دو گروہ کے معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ کے کے قول سے صاف ابن الوہب

کے سوا دوسرا مذہب کسی نے نہ نکالا اور شاید کسی نے نکالا ہو تو بسبب اجماع
علمای دیندار کے اور مدد سے بادشاہ دین پناہ کے جاری اور رواج نہونے
پایا خلاصہ اوکی عبارت کا تمام ہوا اور فتوی میں علمای حرمین شریفین کے
وَالْحَاصِلُ اَنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِعَاقِلٍ اَنْ يَّخْتَارَ فِي الدِّيْنِ طَرِيْقَةً اِلَّا مَا
ارْتَضَاهَا السَّلَفُ وَالْخَلَفُ وَتَوَاتَرَتْ رِوَايَتُهُ وَحَصَلَ الْاِجْمَاعُ
فِي كُلِّ عَصْرٍ عَلٰى حَقِيَّةِ ذٰلِكَ وَلَمْ يُوْجَدْ مُتَّصِفٌ كَذٰلِكَ اِلَّا مَا اَجْمَعَ عَلَيْهِ
الْعُلَمَاءُ مِنْ حَقِيَّةِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ عَصْرًا بَعْدَ عَصْرٍ وَتَلَقَّتْهُمُ الْاُمَّةُ
بِالْقُبُوْلِ وَاَمَّا مَا لَمْ يُنْقَلْ مُتَوَاتِرًا وَلَمْ يُجْمَعْ عَلٰى حَقِيَّتِهِ وَلَمْ تَتَلَقَّهُ
الْاُمَّةُ كُلُّهَا بِالْقُبُوْلِ فَلَا يُلْتَفَتُ اِلَيْهِ وَلَا يُعَوَّلُ عَلَيْهِ حاصل یہ ہے
کہ لائق نہیں کسی عاقل کو کہ اختیار کرے دین میں کسی طریقہ کو مگر وہ طریقہ
کہ پسند کیا ہو اوسکو اگلے علماء اور پچھلے فضلا نے اور روایت اوس کی
تواتر سے نقل ہوئی ہو اور حقیقت اوسکی اجماع سے علماء کے ہر زمانہ میں ثابت
ہوئی ہو اور ایسا کوئی مذہب نہیں پایا گیا مگر یہی چار مذہب کہ سب علمائے انکی
حقیقت پر اجماع کیا ہے اور تمام اُمت نے اونکو قبول کیا ہی اور جو مذہب
مسلمانوں نے بہی اوسکو قبول نہیں کیا ہے تو اوسکی طرف التفات اور اوسپر
اعتماد نہ کیا جاویگا یعنی ایسا مذہب تقلید کے قابل نہیں **چوبیسواں**
سوال جو کوئی اجتہاد کا رتبہ نرکہتا ہو اوسپر واجب ہی کہ کسی ایک
مجتہد کی ان چار مجتہدوں مشہوروں میں سے پیروی کرے یا اوسکو جائز
ہے کہ قرآن اور حدیث میں جیسا پاوے ویسا عمل کرے
جواب تقلید کرنی یعنی پیروی کرنی کسی امام کی اوسپر واجب

حقیقت میں اپنے اپنے مذہب کے موافق اس لیے مجتہد کا رد ہے نہ اوس لیے کہ مذہب کا رد ہے مجتہد کا ہی کہ سوا اس لیے کہ جو مسئلہ مذہب تنہا کہ جو ... موافق تحقیقات کامل کے موافق قرآن اور سنت مشہورہ کے نہ ملی بلکہ ... اور جو اوسکو غلط ... سوجھی اور جیسا امام شافعی یا امام مالک یا شافعی رد کرتے ہیں قول اوس امام اعظم کے ... وہ مجتہد ہیں [illegible] ... دین اور ... مذہب ... تقلید ... نہیں ...

ہے اور اوسکو قرآن اور حدیث پر عمل کرنا موافق اپنی سمجھ کے
درست نہیں لیکن یہ معلوم کر لینا ضرور ہے کہ مراد مجتہد سے وہ شخص
ہے کہ جسکے اجتہاد پر تمام علما کا اتفاق ہو اور سب فاضلوں کے نزدیک
اجتہاد اوسکا مقبول ہو اور اوسکا مذہب نقل تواتر سے منقول ہو سو
ایسے یہی چار امام ہیں کہ مشہور ہیں اہل شرق اور غرب میں اور سب
اہل عجم اور عرب کا انکے اجتہاد پر اجماع ہے اور بہت سی علمائے کرام
اور اولیائے عظام کہ انکے بعد گزرے انہیں چار میں سے ایک کی تقلید
میں گذر گئے اور انکے سوا اور کسی مجتہد کی مذہب پر اجماع علما کا اور
اتفاق مسلمین کا نہیں ہی اور نہ کسی کا مذہب مدون ہے جیسا کہ تفصیل ان باتوں
کی جواب میں سوال سابق کے مذکور ہوئی نہ وہ شخص کہ خود دعوی اجتہاد کا
اعتقاد رکھتا ہی یا بعضی جاہل یا بعضی فاضل خوشامد سے یا بعضی مرید یا شاگرد
تعظیم سے یا اپنے زعم سے اوسکو مجتہد کہتے ہوں تو ایسی کی تقلید ہرگز جائز نہیں
ہے دلیل اس حکم کی بہت سی کتابوں میں لکھی ہے اختصار کے واسطے چند
کتاب سے لکھا جاتا ہے کفایہ شرح ہدایہ کی کتاب الصوم میں ہے اَلعَامِیُّ
اِذَا سَمِعَ حَدِیثًا لَیسَ لَهُ اَن یَاخُذَهُ بِظَاهِرِهٖ لِجَوَازِ اَن یَکُونَ
مَصرُوفًا عَن ظَاهِرِهٖ اَو مَنسُوخًا بِخِلَافِ الفَتوٰی یعنی عامی جب سنے
کسی حدیث کو تو جائز نہیں کہ اس حدیث کے ظاہر سے جو سمجھا جاوے اسپر
عمل کرے کیونکہ ممکن ہے کہ ظاہر معنی اس کے مراد نہوں یا وہ منسوخ ہو
بخلاف فتوی کے یعنی حکم مجتہد کے کہ یہ شبہ اور گمان نہیں ہے بخلاف
کہ مجتہد خوب تحقیق کر کے حکم دیتا ہے اور اسی کفایہ کی کتاب الصوم

من قال لا اتقلد بفتوی الائمه و لا اعمل بفتو بهم فهو رد علی رسول الله صلی الله علیه وسلم و اجماع الامة وتنبیهات النصوص فیلزمه التوبة والاستغفار وقیل ان لم یکن مجتهدا الحنفی علیه

مخوف بکفر است فی القنیۃ گردن تو اند پیچ کس ضعیف و متعارضہ امتیاز ندارد کردر احادیث صحیح و بمکند و طاقت علمی تعذر وجود دعوی عمل بحدیث صحیح از جوام الحمق داشتہ باشد انتھی و کسیکہ مذاہب العلو

میں ہے اَنَّ الْمُفْتِیْ یَنْبَغِیْ اَنْ یَّکُوْنَ مِمَّنْ یُؤْخَذُ مِنْہُ الْفِقْہُ وَ یُعْتَمَدُ عَلَیْہِ فِی الْبَلَدِ وَفِی الْفَتْوٰی وَاِذَا کَانَ الْمُفْتِیْ عَلٰی ھٰذِہِ الصِّفَۃِ فَعَلَی الْعَامِیِّ تَقْلِیْدُہٗ وَاِنْ کَانَ الْمُفْتِیْ اَخْطَأَ فِیْ ذٰلِکَ وَلَا یُعْتَبَرُ بِغَیْرِہٖ ھٰکَذَا رَوَی الْحَسَنُ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَابْنُ رُسْتُمَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَ بِشْرٌ عَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی یعنی لائق یہی ہے کہ مفتی ایسا شخص ہو کہ جس سے لوگ سب مسئلہ فقہ کا پوچھتے ہوں اور علم فقہ کا سیکھتے ہوں اور اوس شہر میں اوسکے فتوے پر اعتماد رکھتے ہوں اور مفتی جب اسطرح کا ہو تو پیروی پر پیروی اوسکی واجب ہے اگرچہ مفتی خطا ہی کرے اور عامی اوسکی پیروی کے سوا اور کچھ اعتبار نہ کرے یعنی جو مفتی اسطرح کا نہو تو اوسکی پیروی نہ کرے روائت کیا اس بات کو جس نے امام ابوحنیفہ رح سے اور ابن رستم نے امام محمد سے اور بشیر نے ابیوسف سے اور تقریر شرح تحریر میں ہے لَیْسَ لِلْعَامِیِّ الْاَخْذُ بِظَاھِرِ الْحَدِیْثِ لِجَوَازِ کَوْنِہٖ مَصْرُوْفًا عَنْ ظَاھِرِہٖ اَوْ مَنْسُوْخًا بَلْ عَلَیْہِ الرُّجُوْعُ اِلَی الْفُقَھَاءِ لِعَدَمِ الْاِھْتِدَاءِ فِیْ حَقِّہٖ اِلٰی مَعْرِفَۃِ صَحِیْحِ الْاَخْبَارِ وَسَقِیْمِھَا وَنَاسِخِھَا وَمَنْسُوْخِھَا فَاِذَا اعْتَمَدَ کَانَ تَارِکًا لِلْوَاجِبِ عَلَیْہِ یعنی عامیکو حدیث کے ظاہر کے موافق عمل کرنا درست نہیں ہے شائد اوسکے ظاہر معنی مراد نہوں یا وہ منسوخ ہو بلکہ کسی مجتہد کی پیروی کرنی اوسپر واجب ہے اسواسطے اوس عامی کو معلوم نہیں ہی کہ کونسی حدیث صحیح ہی اور کونسی غیر صحیح ہی اور کون ناسخ اور کون منسوخ ہی پھر ایسا شخص جب اپنی فہم پر اعتماد کرکے کسی حدیث پر عمل کرے تو اوسپر جو واجب ہی اوسکو چھوڑنیوالا ہوا یعنی اسواسطے کہ اللہ تعالی نے

الکفر و اما مسکہ تحقیق مذہب ... پس ضال و مضل و باعی دراضی اربعہ ... است بغیلاوجہ اجتماعیت ... عدم خروج از مذاہب اربعہ ... بعلت اینکہ بعد از صدی چہارم ... مجتہد نامید است ... از کلام امام نووی ... من شذ شذ فی النار ... السواد الاعظم و من شذ شذ فی النار ... انقطاع و ... الاجماع ... الائمۃ الاربعۃ ... مخالف

فرمایا ہے فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی سوال
کرو امور دینی کو جاننے والوں سے تم نہیں جانتے اور تحریر میں ابن ہمام کی
اور تیسیر شرح میں اوسکی آیا ہے غَيْرُ الْمُجْتَهِدِ الْمُطْلَقِ يَلْزِمُهٗ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ
اَلتَّقْلِيْدُ وَاِنْ كَانَ مُجْتَهِدًا فِيْ بَعْضِ الْمَسَائِلِ الْفِقْهِيَّةِ اَوْ بَعْضِ الْعُلُوْمِ یعنی جو
کوئی مجتہد مستقل نہو اگرچہ بعضی مسئلہ فقہیہ میں یا بعضی علم میں وہ اجتہاد کی طاقت
رکھتا ہو تو اوسکو ضروری ہی کہ کسی مجتہد کی تقلید کرے اور اشباہ میں ہی اَلْفَتْوٰى
فِيْ حَقِّ الْجَاهِلِ بِمَنْزِلَةِ الْاِجْتِهَادِ فِيْ حَقِّ الْمُجْتَهِدِ یعنی مرد جاہل کہ اجتہاد
کا مرتبہ نہیں رکھتا ہی اوسکو مجتہد کے فتوی پر عمل کرنا واجب ہی جیسا کہ مجتہد پر
اپنے اجتہاد کی موافق عمل کرنا واجب ہے اور مولانا عبد العزیز مرحوم نے تفسیر میں
سورہ بقر کی آیہ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا کی تفسیر میں لکھا ہی کہ کسانیکہ اطاعت
آنہا بحکم خدا فرض است شش گروہ اند از انجملہ مجتہدین شریعت و شیوخ طریقت اند کہ
حکم ایشاں بطریق واجب تحیر لازم گشت بر عوام زیرا کہ فہم اسرار شریعت و دقائق طریقت
ایشاں را میسر است فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ جن لوگوں کی اطاعت
خدا کے حکم سے فرض ہے وہ چھ گروہ ہیں اونمیں سے ایک گروہ شریعت کے مجتہد ہیں
اور طریقت کے مشائخ ہیں کہ حکم اونکا ہی بطریق واجب مجبر کے لازم ہی عوام پر اس
واسطے کہ شریعت کے اسرار اور طریقت کے اطوار اونکو معلوم ہیں جیسا کہ اللہ تعالی
نے فرمایا ہی سوال کرو شریعت کے احکام کو عالموں سے اگر نہیں جانتے ہو تم اور مولانا
شیخ عبد الحق نے شرح سفر السعادت کے ۸۰ صفحہ میں لکھا ہی و چوں وحدت
وجود در مذہب قرار یافت اکنوں تابع مجتہد را رسد کہ چوں حدیث صحیح مخالف
مذہب خود در نظر آید مذہب را بگزارد و عمل بحدیث کند یا نرسد درینجا اختلافی

فان کان فیہ خلاف فیجوز الاجماع
لعلیہم نقل صریح
في التصريح الاجماع
الانعقاد علی عدم
العمل بما یخالف
للاربعة لا انضباط
مذاهبهم واشتهاره
وکثرة اتباعهم انتہی
و باعتبار عدم خروج از
مذہب ائمہ اربعہ اجماع واقع شد
مذہب ائمہ اربعہ اربعہ قوی
پس بیرون مذاہب اربعہ خروج لازم
و استغفار از بعضوارت خود لازم
است و اگر با خوف کفر دارست
و ریاں است نعوذ باللہ
من سوء الاعتقاد و ہذا
الی سبیل الرشاد تقال
الله علیہ الله بن عبد الرزاق

۸۱

المکی الحنفی فی رسالتہ
المسماۃ بحبل المتین فی
احکام المرتدین ما ذا یجب
علی من انکر ما ثبت بالاجماع او
بنص قرآنی او بالاجماع او
حجۃ او دعا او دعیۃ
مما ذکر اللہ فی القرآن و الحدیث
المتواترۃ فان انکار القرآن
و الاحادیث و الاجماع کفر
بالاجماع وھو واللہ
اعلم بالصواب

سید محمد

[illegible]

دیکھو اے طالب علم کہ جامع الرموز میں ہے کہ جان لو کہ ہمکو پہنچا ہے جیسا کہ کتاب ... میں ہے کہ تحقیق ہم ... اور اپنے مذہب کی دلیلوں کو اور مذہبوں پر غالب جانا حنفی مذہب اپنے مذہب

تحقیق مذہب یہ ہے کہ تقلید کی جاوے اصحاب کی اور تابعین کی مگر ابو حنیفہ کی تحقیق یوں ہے کہ جب عیسی علیہ السلام اوترینگے آسمان سے حکم جاری کرینگے ابو حنیفہ کے مذہب کے موافق اسی طرح ہے فصول ستہ میں یعنی حضرت خواجہ محمد پارسا

دررویش پیشینیاں وپسینیاں رفتہ گویند کہ مقتدائے حقیقی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم است ودیگران ہمہ تابع وی وچوں بیقین معلوم شود کہ او فرمودہ است درپے دیگر رفتن معقول نبود ایں طریقہ متقدمانست اما دریں روزگار پس ایں کار صورت نہ بندد چہ مجتہدان دین احادیث وآثار را تتبع نمودہ وناسخ را از منسوخ وصحیح را از سقیم جدا ساختہ وتحقیق وتاویل فرمودہ وتطبیق وتوفیق میان آنہا دادہ مذہبی قرار دادہ اند عوام مسلماناں را بلکہ علمائی ایشانرا دریں روزگار ایں قوت کجا است کہ ایں کار از دست ایشاں آید ایشاں را جز متابعت مجتہدان کردن ودرپے ایشاں رفتن سبیلے نبود وچارہ نے خلاصہ اسکا یہ ہے کہ جب اجماع کے علمای سے یہ بات قرار پائی کہ ایک مذہب کو اختیار کرنا فرض ہے تو پھر تابع کو کسی مجتہد کے یہ پہنچتا ہے کہ جب کوئی حدیث صحیح اپنے مذہب کے خلاف اوس کی نظر سے گزرے تو اپنے مذہب کو چھوڑے اور اوس حدیث پر عمل کرے یا نہیں تو اسمیں درمیان متقدمین اور متاخرین کے اختلاف ہی متقدمین یوں کہتے ہیں کہ پیشوای حقیقی تو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور دوسرے سب تابع اونکے پھر جب یقین معلوم ہو جاوے کہ یہ کلام پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے تو پھر دوسرے کی پیروی کرنی معقول نہیں ہی لیکن اس زمانہ میں یہ کام بن نہیں پڑتا یعنی حدیث پر عمل کرنا نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ دین کے مجتہدوں نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو اور اونکے اصحاب کے حکموں کو ڈھونڈ کر ناسخ کو منسوخ سے اور صحیح کو غیر صحیح سے جدا کرکے تحقیق اور تاویل فرمایا ہے پھر اون کی آپس میں موافقت اور مطابقت دے کر ایک مذہب مقرر کیا عوام مسلمانوں بلکہ اس زمانہ کے عالموں کو وہ قوت

حنفی اصولی نے لکھا ہے اپنی کتاب فصول ستہ میں اور خبر دی ہے کہ فرمایا امام ... نے کہ ... سب لوگ فقہ میں عیال ابو حنیفہ کے ہیں اور اسی واسطے کہا ہے ... ابو حنیفہ ... حق میں ہے ... اور ... کو اوس کے ...

... ابو حنیفہ ... موافق حدیث صحیح کے ... اور ... نہیں ... حدیث صحیح اور ... ضعیف اور ... میں ...

اور طاقت کہاں ہے کہ یہ کام ان کے ہاتھوں سے نکلے اونکی راہ یہی
ہے کہ مجتہدوں میں سے ایک کی پیروی کریں اور اون کے طریقہ پر چلیں
سوائے اسکے اور کچھہ تدبیر اور سبیل نہیں ہے یعنے اس زمانہ کے لوگوں کو
اسقدر لیاقت نہیں ہے کہ اپنی تحقیق سے ناسخ کو منسوخ سے تمیز دیں اور
صحیح کو غیر صحیح سے فرق کریں اور حدیث مجمل کی تاویل کریں اور اگر دو حدیث
میں اختلاف ہو تطبیق یا ترجیح دیں اسواسطے کسیکو جائز نہیں ہے کہ حدیث میں جو
پاوے ویسا عمل میں لاوے بلکہ اوسے فرض ہے کہ کسی مجتہد کی تقلید کرے
اور اپنی سمجھ کے موافق قرآن اور حدیث پر عمل نکرے اور فتوی میں علمائے
حرمین شریفین لکھا ہے الاجماع قد حصل علی حقیۃ المذاہب
الاربعۃ وتخلف ذلک فیما سواہا وان الامۃ جمیعہا قد
تلقت المذاہب الاربعۃ بالقبول ولم یحصل لغیرہا
وقد اوجب اللہ تعالی علی من لم یعلم طرق الاجتہاد
ولم یعلم ما کان علیہ الصدر الاول من الصحابۃ من
اقوالہم وافعالہم ان یسئل ولا یعمل الا بما یفتیہ المفتی
من الائمۃ الاربعۃ لعدم المجتہد فیمن سواہم قال اللہ تعالی
فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون اجماع علماء کا حق ہونے
پر ان چار مذہب کے ثابت ہوا ہے اور ان چار کے سوا اور کسی مذہب پر اجماع نہیں
ہوا اور بیشک سب امت نے ان چاروں کو قبول کیا ہے اور اون کے
غیر کو تسلیم نہیں کیا اور بیشک خدائے تعالے نے اس شخص پر کہ اجتہاد
کے طریقے کو نہ جانے اور جو کچھ صحابہ نے فرمایا ہے اور کیا ہے اسکو

بھی نہ جانے یہی واجب کیا ہے کہ شرع کے حکموں کو سوال کرے اور عمل نہ کرے مگر اوس چیز پر کہ فتوی دیوے کوئی مفتی مذہب سے ایک امام کے ان چاروں اماموں سے ایک ویسے شخص کے حق میں سوائے اوسکے کچھہ دلیل نہیں ہے فرمایا ہے اللہ تعالے نے پھر سوال کرو اہل علم سے اگر تم نہیں جانتے اور شیخ عبدالحق دہلوی نے شرح سفر السعادۃ کے ۱۸ صفحہ میں لکھا ہے گفتہ است محقق حنفیہ شیخ کمال الدین ہمام کہ این ترتیب کہ محدثین در صحت احادیث و تقدیم صحیح بخاری و مسلم قرار دادہ اند تحکم است و جائز نیست در وی تقلید زیرا کہ اصحیت نیست مگر از جہت اشتمال رواۃ بر شروطی کہ اعتبار کردہ اند آنرا بخاری و مسلم و شک نیست کہ اجتماع شرائط راوی از حکم کردن بخاری و مسلم باآں حزم نتوان کرد چہ جائز است کہ در واقع خلاف آں باشد زیرا چہ تحقیق اخراج کردہ است مسلم در کتاب خود از بسیاری رواۃ کہ سالم نیستند از جرح و ہمچنیں در کتاب بخاری جماعہ اند کہ تکلم کردہ شدہ است در ایشاں پس مدار کار در حق رواۃ بر اجتہاد علما و صواب دید ایشاں باشد و ہمچنیں در شروط صحت و ضعف پس جائز است کہ صحیح شود نزد ایشاں حدیثی در غیر کتابین کہ معارضہ کند با فی الکتابین را یا راجح آمد برآں و حاصل این سخن آنست کہ اعتماد بر تصحیح و تنقید ائمہ مجتہدین و اکابر سلف است و چوں ایشاں حدیثی را تلقی بقبول کردہ و عمل بداں نمودند پس انکار و اعتراض بر ایشاں بتقلید علمائی محدثین کہ مشہور اند جائز نباشد و سر سام الرعین بحکم این جماعہ تحکم و مکابرہ است خلاصہ ترجمہ اسکا یہ ہی کہ محدث محقق ابن ہمام نے کہا ہے کہ محدثوں نے جو ترتیب دی ہے کہ صحیح مسلم زیادہ صحیح ہے اور کتابوں سے اور یہ دونوں مقدم ہیں اور کتابوں پر تو یہ کہنا

بر کہ چاروں اماموں کے اجماع ہو گیا ہے اسی بات میں فرق کیا گیا ہے کہ خلاف ہوا اور اونکا اور نیز ہے اجماع کا اگرچہ ایسی چاروں اماموں کا وہ مخالف اور جو حکم کہ مخالف ہو ظاہری

خلاف پر عمل نہ کیا جاویگا اسواسطے کہ اونکا مذہب مضبوط ہو چکا اور مشہور ہو گیا ہے اور اوسپر چلنے والے بہت ہوئے نقط یعنی ان چار مذاہب کی حقیقت پر اجماع ہوا خلاف پر اونکے عمل جائز نہیں ہے اور جب اون چار مذہبوں سے نہ نکلنے پر اجماع ہو گیا

تو اوسکے منکر پر بیہودہ گوئی لازم ہے سبب توبہ اور استغفار کے نہیں تو اسکے کفر کا اندیشہ ہے پناہ مانگنے میں ہم خدا کی اس عقیدے سے جو اہل حق کے خلاف ہے سکو عبد الرزاق نے بھی کتاب حبل المتین میں جو چوتھی

کتاب ہے احکام کے بیان میں ہی لکھا ہے کہ جب کوئی حلال جانے اوسکو جو حرام ہے یا حرام جانے اوسکو جو حلال ہے اجماع سے یا اسکے سوا کسی فرض کا انکار کرے اجماعی یا واجب کا

اونکا اونکے گمان سے ہے اور دعوی بے دلیل ہے اور کسی مجتہد کے مقلد اسبات
کی پیروی کرنی درست نہیں ہے اسواسطے کہ ان دونوں کتابوں کا صحیح ہونا نہیں
ہے مگر اس لحاظ سے کہ بخاری اور مسلم نے جس شرطوں کو کہ راویوں میں اعتبار
کی ہیں وہ سب شرطیں اونکی تلاش کے موافق ان حدیثوں کے راویوں میں
پائی گئی ہوں اور شک نہیں ہے اس بات میں کہ بخاری اور مسلم کے کہنے سے کہ
وہ سب شرطیں اون راویوں میں مجتمع تھیں یقین ہے نہیں ہو سکتا ہے کہ واقع
میں ایسا ہی ہو کیونکہ جائز ہے کہ حقیقت میں ویسا نہ ہو کیونکہ ہو سکتا ہے
کہ کسی راوی کے ظاہر حال کو دیکھ کر اونہوں نے مثلا عادل سمجھا ہو اور
وہ راوی بعد تفتیش کے ویسا نہ نکلا ہو سو اسلئے کہ مسلم نے اپنی کتاب
میں بہت سے لوگوں سے روایت کی ہے کہ ان راویوں میں کچھہ خلل اور
نقصان تھا اور ویسا ہی صحیح بخاری کا بھی حال ہے تو اب اعتماد راویوں
کے احوال میں علمائے مجتہدین کے فرمانے پر ہے اور اسی طرح حدیث کے صحیح ہونے
میں اور ضعیف ہونے میں بھی مجتہد کے قول کا اعتبار ہے یعنی مقلد کے حق میں
وہی راوی معتمد ہے کہ جسکو اوسکے مجتہد نے معتمد کہا ہو اور اوسکے حق میں وہی
حدیث صحیح ہے جسکو اوسکے امام نے صحیح فرمایا ہو تو پھر جائز ہے کہ کوئی حدیث
سوائے ان دو کتابوں کے اور کسی کتاب میں موجود ہو اوسکے امام کے نزدیک
صحیح اور معتبر ہو اون کتابوں کی حدیث کی نسبت یا غالب ہو اوس پر اور زیادہ معتبر
ہو اوس سے سو خلاصہ اس کلام کا یہ ہے کہ ہر حدیث کے صحیح ہونے
میں مجتہدوں کے قول پر اعتماد ہے محدثوں کے نہیں یعنے جو شخص جس
مجتہد کا مقلد ہو پھر اوسکے امام نے جس حدیث کو صحیح کہا ہو اوسکے

حق میں وہی حدیث صحیح ہے دوسرے کے قول پر اعتماد نہیں تو پھر جب کسی
مجتہد نے کوئی حدیث قبول کر لے اور اوس پر عمل فرمایا تو پھر حدیث سے
اون محدثون کے جو لوگ میں مشہور ہیں اعتراض کرنا مجتہد پر جائز نہیں ہے
اور مجتہد کو الزام دینا محدث کے قول سے بیجا محض اور دعوی بے دلیل ہی یعنی
جب کسی مجتہد نے ایک حدیث کو روائت کر کے اوسکے موافق عمل کیا تو اب
اوسکے مقابل میں اور کسی حدیث سے جسکو کسی محدث نے روائت کیا ہو اعتراض
کرنا جائز نہیں اور اوس حدیث کو چھوڑنا اور اوس مجتہد کی تقلید سے پھرنا اور
اوس کے مقابلے کی دوسری حدیث پر عمل کرنا درست نہیں ہے اور شرح سفر السعادة
کے ۳۰ صفحہ میں ہے نزد قدمائی مجتہدین ائمہ وکبرائی ایشان علمی وافر از حدیث
ومعرفت جرح وتعدیل وتنکیر وتعلیل وتطبیق وتاویل وناسخ ومنسوخ
بود کہ الزام ایشان بتقلید ومتابعت احکام واقوال علمائی متاخرین
از اہل حدیث نتوان کرد واز حیط ضبط وربط احکام مجتہدین نتوان عدول
کرد بر طبق کلامے کہ از شیخ ابن ہمام نقل یافت خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ اگلے
مجتہدوں یعنی ان چار اماموں میں حدیث کا علم کامل تھا اور حدیث صحیح
اور ضعیف وغیرہ کی تمیز انمیں بڑی کامل تھی یعنی حدیثوں کا احاطہ اور تلاش
میں اور ہر حدیث کے حال دریافت کرنے میں جسقدر ان چار اماموں کو
علم اور امتیاز تھا ان محدثوں مشہوروں کے تئیں اسقدر نہ تو علم تھا نہ
امتیاز تھا تو پھر ان مجتہدوں کو الزام دینا جائز نہیں ہے قول سے ان
محدثوں کے اور حکم کرنے سے اون جماعت کی یعنی محدثون کو تحقیق کے
لحاظ سے اور اون کے جمع کے اعتبار سے مجتہدوں پر اعتراض کرنا

ہے اسکی یہ ہے کہ بعد ابو حنیفہ رح
ہوگا اور اسکے ہاتھ پر اللہ میری
سنت کو جاری فرماویگا اور
یہ بھی فرمایا ہے کہ عیسی علیہ السلام
ابو حنیفہ کے مذہب پر ہونگے
سو اس سے لازم ہوا کہ عیسی
علیہ السلام ابو حنیفہ کے مذہب
پر حکم کریں کہ وہ مذہب عین سنت
ہے رسول اللہ کے اور طریق
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
پس ظاہر ہے کہ اسکے کو رسول اللہ
حکم کرنا ابو حنیفہ رح کے مذہب
ہیں اور عیسی علیہ السلام کا
صحابہ اور تابعین سے ہے
کی کتاب اور سنت اور آثار
و کچھ لکھا اور کہا سو

٨٦

صحابہ اور تابعین کا اور جو کوئی
چاروں مذہب کو مرجوع جانے

درست نہیں ہو سکتا ہے اور محدثوں کے قول کے اعتبار سے مجتہدوں
کی تقلید سے پھرنا درست نہیں ہے جیساکہ ابن ہمام کی کلام سے منقول
ہوا اور حاصل ان دونوں عبارت شرح سفرالسعادت کا یہ ہے کہ امام
ابن ہمام محدث نے کہا ہے کہ جس حدیث کو بخاری اور مسلم یا اور کوئی
محدث اونکی مانند نے صحیح کہا ہو یا اپنی کتاب میں داخل کیا ہو تو ہم حنفیوں
کو تقلید کرنی اوسکی درست نہیں اور اسی طرح جس حدیث کو اونہوں نے
ضعیف کہا ہو تو ہمکو پیروی کرنی اوسکی جائز نہیں ہے اسواسطے کہ
حدیث کی صحت اور ضعف راویوں کے حال کے لحاظ سے ہے اور بہت
سے راوی ہیں کہ اختلاف کیا ہے لوگوں نے اونمیں بعضی محدثوں
نے اونکو عادل سمجھا ہے اور بعضے دوسرے نے اونہیں غیر عادل
ٹھیرایا ہے تو ہو سکتا ہے کہ جس راوی کو اون محدثوں نے
عادل کہا ہے وہ شخص ہمارے امام کی تحقیق میں غیر عادل ہو اور
اسی طرح جس راوی کو اونہوں نے غیر عادل گمان کیا ہے ہمارے
امام کی تلاش میں وہ عادل نکلا ہو پس اب اعتماد نہیں ہمکو مگر اس
چیز پر کہ ہمارے امام نے کہا ہے پھر جب کہ ہمارے امام نے ایک حدیث
کو قبول کر کے عمل فرمایا ہے تو ہمارے حق میں وہی حدیث واجب
العمل ہے اور دوسری حدیث اوسکے مخالف جسکو ان مشہور محدثوں نے
روایت کیا ہے اور اپنی کتابوں میں درج کیا ہے تو کسی کو مقلد ہو یا غیر
مقلد اوس حدیث سے امام پر اعتراض کرنا جائز نہیں ہے اور اونکے
مقلد کو اوس حدیث پر عمل کرنا اور اپنے امام کی تقلید سے رجوع کرنا

باب ۱۸ اٹھواں

صاحبزادہ میان محمد سعید کے جواب میں لکھا ہے اونہوں نے قال الامام الربانی فی مجلد الثانی من مکاتیبہ مثل سمح اللہ مثل امام اعظم کوفیست کہ ببرکت ورع و تقوی و بدولت متابعت سنت درجہ علیا در اجتہاد و استنباط یافتہ است کہ دیگران در فہم آن عاجز

درست نہیں اور اوسی شرح سفر السعادت کے ۲۷ صفحہ میں لکھا ہے این چہار
تن از امامان دین و مقتدایان ملت اند کہ ضبط و ربط احادیث و اقوال
صحابہ و سلف و تطبیق و توفیق میان آنہا نمودہ و تفسیر و تاویل و بیان
ناسخ و منسوخ کردہ و غائت بذل مجہود دریں باب فرمودہ استنباط احکام
بقیاس و اجتہاد از نصوص کتاب و سنت نمودہ اند غیر مجتہد را جز تابع
ایشان بودن چارہ و سبیل نیست و مشائخ طریقت و بزرگان ایشاں ہم
بریں مذہب بودہ اند یارب مگر آنہانیکہ از ایشاں بپایۂ اجتہاد رسیدہ
موافق یا مختلف ایشاں برائے خود اجتہادے نمودہ باشند واللہ اعلم
خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ یہ چار مجتہد دین کے امام اور ملت اسلام کے پیشوا
ہیں کہ اونہوں نے پیغمبر خدا کی حدیثوں کو اور اصحاب کے آثار کو جمع کیا
اور اون سب کے میان موافقت اور مطابقت دی اور بیان اور تاویل
فرماکر اور ناسخ کو منسوخ سے جدا کر بہت کوشش اور جانفشانی اور
مشقت حیرانی اوٹھاکر شرع کے حکموں کو اونکی دلیلوں سے چھانٹکر خلاصہ سا ایک
کا کیا ہے غیر مجتہد کو سوائے پیروی کرنے ان چار اماموں میں سے ایک
کی اور کچھہ تدبیر بن نہیں پڑتی ہے شریعت کے علماء اور طریقت کے اولیاء
بھی اسی مذہب پر تھے مگر ان لوگوں میں سے جسکا مرتبہ اجتہاد کو پہونچا
ہو تو وہ اپنے اجتہاد کے موافق چلا ہو خواہ ان چار اماموں کے موافق
ہو یا مخالف اور اسی طرح شرح سفر السعادت کے ۲۶ صفحہ میں ہے
و بالجملہ مذہب حق و طریق بمنزل وصول بمقصود و ابواب درآمد
خانہ دین چہار است ہر کہ رہے الیں راہہاے و درے ازیں

درسہا اختیار نمودہ براہ دیگر رفتن و در دیگر در گرفتن عبث و بیادہ باشد. و کارخانہ
عمل را از ضبط و ربط بیرون افگندن و از راہ مصلحت بیرون افتادن ست
واگر قصد سلوک طریق ورع و احتیاط دارد ہم از مذہب واحد مختار روایتے کہ دلیلش
احسن و اقوی ست و فائدہ اش اعم و اتم و احتیاط کردن دران اکثر و اوفر تو اختیار
کند و براہ رخصت و مساہلہ وجید اندوزی نرود این طریقہ متاخرین است و شکے نیست
کہ این طریقہ محکمہ و مطبوع تر ست. ترجمہ فی الحقیقت مذہب حق اور منزل مقصود
کی پہنچنے کی راہ اور دین کے گھر میں آنیکے دروازوں میں سے ایک دروازے
کو اختیار کیا. تو پہر دوسری راہ چلنا اور دوسرے دروانہ میں وڑ آنا بے فائدہ
اور بیہودہ ہے اور عمل کے کارخانہ کو انتظام اور رونق سے بگاڑ دینا ہے اور
دین کی مصلحت اور خیال سے دور پڑنا ہے. اور جو کوئی چاہے کہ تقوی اور
احتیاط کو اختیار کرے تو ایک مذہب کو ان چار سے اختیار کرکے اس میں
جو روایت راجح اور غالب ہو اور دلیل اس کی زیادہ قوی ہو اور فائدہ اس کا
کامل ہو اور احتیاط اس میں زائد ہو. اسی کو اختیار کرے. اور اس
مذہب میں جو روایت ضعیف ہو یا رخصت کی ہو. اس کو بلا ضرورت
اختیار نہ کرے اور یہی طریقہ متاخرین علما کا ہے اور شک نہیں
ہے کہ یہ راہ بڑی سیدہی اور خوب مضبوط و ہموار ہے اور
اسی شرح سفر السعادت کے ۲۷ صفحہ میں ہے - قرار
داد علما و مصلحت دید ایشاں در آخر زمان تعیین
و تحقیق مذہب است و ضبط و ربط کار دین و دنیا ہم درین
صورت بود از اول مخیر است ہر کدام را کہ اختیار کند صورت

اجتہادی مسئلوں کو
میں عاجز اور ان کے
کہ اور لوگ اس کے سمجھنے
اور استنباط نہیں پایا
نے ایسا بڑا درجہ اجتہاد
دولت کے باعث انہوں
سنت کی متابعت کے
صلی اللہ علیہ وسلم کی
اور رسول اللہ

دارد. لیکن بعد از اختیار یکے بجانب دیگرے رفتن بے توہم سوءظن و تفرق و تشتت در اعمال و احوال نخواہد بود. قرار داد. متاخرین علماء این ست فہو المختار فیہ الخیر اجماع اور اتفاق علما کا اور صواب دیدان کا اس زمانہ میں اس بات پر ہے۔ کہ ہر کوئی ان چار مذہبوں میں سے ایک کو اپنے حق میں معین اور خاص کر لیوے کیونکہ کاروبار کا انتظام اور خیریت اور دین و دنیا کی مصلحت اسی صورت میں ہے۔ ہر شخص ابتدائی حال میں اپنے مختار ہے کہ جس کو ان چار مذہبوں سے چاہے۔ اختیار کر لے لیکن ایک کو اختیار کرنے کے بعد پھر دوسرے مذہب پر چلنا بد اعتقادی اور بدگمانی سے خالی نہ ہوگا۔ اور عبادات اور معاملات کے باب میں تفرقہ اور انتشار اور اختلاف واقع ہوگا۔ علمائے متاخرین کا اتفاق اسی بات پر ہے۔ اور یہی بہتر اور مختار ہے اور خیریت اور مصلحت اسی میں ہے دوسرے میں نہیں اور اسی شرح سفر السعادت کی ۲۰۸ صفحہ میں ہے در اذہان بعضے مردم چناں در آمدہ کہ مذہب امام شافعی رح موافق احادیث است و سلوک طریقہ اقتدا و اتباع در مذہب ایشاں بیشتر است و مذہب امام ابوحنیفہ مبنی بر رای و اجتہاد است و مخالف احادیث این سخن غلط محض و جہل صریح است آخر نہ در اجتہاد حفظ کتاب اللہ و حفظ احادیث رسول اللہ و معرفت اقوال سلف شرط است و بی آن درست نے و چون قیاس و اجتہاد ان امام عظیم الشان اقدم و اسبق و مقرر و مسلم تمامہ است ایں گمان را مجال نبود مانا کہ سبب وقوع دریں ورطہ آن بود کہ بعض محدثین کہ در مذہب امام شافعی بودند در کتابہائیکہ تصنیف کردند چنانچہ مصابیح

معنوں کی باریکی سبب کتاب و سنت
کی مخالف جانتے ہیں اور انکو اور
انکی یاروں کو اصحاب الرای گمان
کرتے ہیں سو یہ قصور اس لیے ہے
کہ انکے علم کی حقیقت تک نہیں پہنچے
اور اسکو دریافت نہ کیا اور انکی
فہم اور ہوشیاری پر مطلع نہ ہوئے
حضرت امام شافعی رح ایک شمہ

انکی فقاہت کا دریافت کر کے

و مشکوٰۃ و مانند آں دلائل مذہب خود را تتبع و تفحص نمودہ جمع کردند۔ و در احادیث مذہب حنفی بر او طعن و جرح رفتند و ایں ہابی گوشہ تعصبی نخواہد بود۔ اکثر ایشاں با حنفیہ بے گوشہ تعصبی نباشند عفا اللہ عنہم در نظر در کتب حنفیہ کہ در دیار عرب مشہور است باید انداخت تا حقیقت حال منکشف گردد و مواہب الرحمن کتابیست دریں مذہب شائع و التزام کردہ است۔ کہ دلیل از آیات قرآن و احادیث صحیحہ بیارد و گفتہ اند کہ نزد وے رحمہ اللہ مسند و قیاس بود کہ احادیث مسموعہ خود را از اں ضبط کردہ و گفتہ اند کہ مشائخ او کہ از ایشاں استماع حدیث کردہ در رائی صحابہ کہ از ایشاں شنیدہ از تابعین سہ صد کس بودہ اند و آنہا کہ از وے مستند کردہ اند پانصد کس اند و مجموعہ اسناد وی در علم چہار ہزار کس اند و جمعے آں را بر ترغیب حروف تہجی جمع کردہ اند و چوں احادیث کہ امام شافعی بداں تمسک نمودہ امام ابوحنیفہ بداں تمسک نمودہ مردم گمان کردہ اند۔ کہ مذہب او مخالف احادیث اوست حالانکہ دریں جا احادیث دیگر است صحیح تر و قوی تر از آں کہ بداں اخذ و تمسک نمودہ و ایں معنی بتفصیل بیان کردہ اثبات نمودہ اند اگر آں را ذکر کنیم سخن دراز گردد بالفعل آں مباحث موجود است طالب حق را باید کہ بداں رجوع کند و فی الحقیقت مذہب حنفی جامع معقول و منقول است و دانا کہ در اغلب اوقات احوال عادت کریمہ آں امام ہمام بود کہ در تفہیم و تبیین مذہب خود بجہت رعایت طبائع عامہ خلق کہ معقول اند بر تطابق معقول و منقول تائید نقل بعقل اقتضا بر دلیل معقول کردے و بقصد تسلیہ و تشفیہ طباع الناس در کشف آں بیکوشیدے و الا اصل تمسک و استدلال او بکتاب و سنت و اقوال سلف بود و خود چہ صورت دارد کہ بی رجوع بکتاب و سنت و اجماع تمسک بقیاس کند حالانکہ

شرط عمل بداں علام آں اصول است و دلایل عقلی ایشان در حقیقت برائے تائید و ترجیح بعضی احادیث است بر بعضی بموافقت وے قیاس را ولابد از احادیث آنچہ موافق قیاس بود راجح است نہ آنکہ قیاس در مقابل نص کردہ باشند و نیز علم بہ صحت و ضعف احادیث در زمان متاخر بر خلاف زمان سابق است.

چہ میتواند کہ حدیثی در زمان ایشان صحیح باشد بسبب اجتماع شرائط صحت و قبول در روانہ کہ واسطہ بود تد میان و حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس از آں جہت رواۃ دیگر کہ بعد از آں آمدند ضعفے پیدا شد. پس از حکم متاخرین محدثین بضعف حدیثی لازم نیاید ضعف وے در زمان امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و ایں نکتہ ظاہر است و امام اعظم بجہت غایت امتیاز و فور فضل و کمال مسبوط و محسود عالم بود و متاخرین شافعیہ را چہ گفتہ اند. کہ بعض متقدمین را نیز با آنجناب حسد گونہ بود و در حقیقت ہر کہ فاضل تر محسود تر شافعیانرا ایں حال است امام شافعی رح را نہ بینید کہ چہ مدح و مدح اصحاب وے میکند و میگویند الناس کلھم عیال الی حنیفۃ و آنجناب تقلید و اتباع امام ابو حنیفہ باحادیث و اقوال صحابہ است. دیگر آنست اصحاب ابو حنیفہ رح ہمہ متفق اند کہ حدیث ہر چند اسناد او ضعیف بود مقدم تر و اولے تر از قیاس اجتہاد است و وے رض تا بجا ضرورت نہ رسد عمل بقیاس نکند و عمل بحدیث با قسامہ از دست نہد امام شافعی بقیاس را بر چندیں از اقسام حدیث مقدم دارند و از اقسام قیاس نیز جز بقیاس نہ دتر عمل نکند و قیاس تناسب و قیاس تشبیہی و قیاس تردد ی ہمہ نزد وے متروک و غیر معمول است و در چندیں مواضع قیاس را باحادیث ترک نہادہ و امام شافعی عمل بقیاس کردہ

واللہ اعلم بالصواب

اگر آنرا ذکر کنیم بدرازی کشد و ابوحنیفہ تقلید صحابی روا دارد آنچہ صحابی باجتہاد خود گویند

و لیکن حامد و شافعی گوید یعنی ما و ایشان در اجتہاد برابریم.

و ہمہ مجتہدانیم مجتہد را تقلید مجتہد دیگر نرسد. نقل ست کہ امام ابوحنیفہ رح فرمود کہ عجب از

مردم کہ مرا مجتہد مے گویند کردی فتوے برائے خود میدہد و حال آنکہ من ہرگز فتوے

ندہم مگر آنچہ ماثور است و مروی و امام حجت عبد اللہ ابن مبارک کہ از وی رح نقل کردہ

کہ گفت آنچہ از حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آید فبالراس والعین و آنچہ

از صحابہ رسیدہ نیز اختیار کنیم و از گفتہ ایشان نہ برآییم۔ و لیکن چوں چیزے

از تابعین بیاید ما و ایشان برابریم با ایشان مزاحمت مے کنیم و در تحقیق حق

بحث نمائیم خلاصہ ترجمہ اس کا یہ ہے بعضی لوگوں کی گمان میں ہے کہ مذہب

امام شافعی کا احادیث کے موافق ہے اور حدیث کی پیروی ان کے مذہب میں

زیادہ ہے اور امام ابوحنیفہ کے مذہب کا مدار رائے اور اجتہاد پر ہے یہ کلام محض غلط

ہے اور صریح نادانی ہے کیونکہ کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ اور اقوال صحابہ کو

جاننا اور یاد رکھنا اجتہاد میں شرط ہے اور بغیر ان چیزوں کی اجتہاد درست نہیں ہے

اور جب کہ امام اعظم کا اجتہاد سب مجتہدوں کی اجتہاد پر مقدم ہے اور سابق ہے اور

سب علما اور مجتہدوں کی نزدیک ثابت ہے اور تمام امت کا مقبول ہے۔ تو پھر

یہ گمان فاسد کا محل نہیں ہے اور سبب اس گمان اور وہم کا یہ ہے کہ بعضے

محدثین شافعی المذہب نے کتابیں حدیث کی جو تصنیف کی ہیں جیسا مصابیح اور

مشکوٰۃ اور اس کے مانند تو اپنی مذہب کی دلیلیں ڈھونڈ کر اور حدیثیں جو ان

کے مذہب کے موافق ہیں چن کر جمع کیا ہے اور جو حدیث کہ ابوحنیفہ

کے مذہب کے موافق ہے۔ اس پر طعن اور جرح کیا ہے

اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار

اور حقیقت میں یہ سب تعصب سے باہر نہ تھا اور اکثر ان لوگوں کی تعصب اور بغض
سے خالی نہیں تھے تو اس صورت میں چاہئے۔ کہ حنفی مذہب کی کتابوں
میں جو عرب کے ملکوں میں مشہور ہیں نظر کی جاوے۔ تاکہ حقیقت ظاہر ہو جاوے
کہ ہر مسئلہ حنفی مذہب کا موافق قرآن اور حدیث کے ہے۔ جیسا کہ
مواہب الرحمٰن حنفی مذہب میں ایک کتاب ہے کہ شارح اس کا التزام کر کے ہر
مسئلہ کی دلیل کو قرآن اور احادیث صحیح سے لایا ہے اور منقول ہے کہ امام ابو حنیفہ
کی نزدیک کئی صندوق کتابیں حدیث کی تھیں۔ کہ جن حدیثوں کو انہوں
نے اپنے استادوں سے سنا تھا۔ ان کتابوں میں درج کیا تھا۔
اور مروی ہے کہ استاد سب ان کے جن سے انہوں نے احادیث سنی
نہیں سوائے صحابہ کے تین سو تابعین تھے اور جن لوگوں نے کہ امام سے ان کے مسند
کو رعایت کیا ہے پانچ سو تھے اور جب ایسا ہوا۔ کہ امام شافعی رح جن حدیثوں
سے دلیل لاتے ہیں اور امام ابو حنیفہ رح ان سے نہیں دلیل لاتے
تو لوگوں نے گمان کیا کہ امام اعظم کا مذہب حدیث کے خلاف ہے اور حال یہ ہے
کہ ان حدیثوں کے سوا اور بہت سی حدیثیں ہیں کہ ان کی بہ نسبت زیادہ صحیح
اور بہت قوی ہیں۔ جن حدیثوں سے امام اعظم رح دلیل لاتے ہیں اور اس
بات کو لوگوں نے بالتفصیل بیان کیا ہے۔ اگر ہم ان سب کو ذکر کریں۔ تو
کلام دراز ہوتا ہے بالفعل بھی وہ سب احادیث موجود ہیں طالب کو چاہئے
کہ ان سب حدیثوں کی طرف رجوع لاوے تاکہ ان سب احادیث مخالف کو
دیکھ کر شک اور شبہ میں پڑے اور حقیقت میں مذہب حنفی جامع ہے
دلیل عقلی اور دلیل نقلی کو اور عادت امام اعظم رح کے

کسیکہ مذاہب اربعہ را مرجوح داند و بزعم خود حدیثی صحیح دانستہ برخلاف مذاہب اربعہ در عمل آرد او مبتدع و فی النار است و از اہل حدیث ہم نیست و صوفیان باصفا نیز از آنان گمراہ بیزار اند و کسیکہ حقیقت مذاہب اربعہ را انکار کند و خلاف محمدیت پنداشتہ حنفی یا شافعی یا مالکی یا

یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین

اکثر اوقات یوں تھی کہ اپنے مذہب کے بیان میں صرف دلیل عقلی ذکر فرماتی اسلئے کہ اکثر آدمیوں کی طبیعت خوگر ہے اس بات پر کہ نقلی بات کو عقلی دلیل سے تطبیق دیتے ہیں اور اگر کوئی اور نقلی ان کی عقل کے موافق نہ ہو۔ تو اس پر خوب اعتقاد نہیں لاتے۔ اس جہت سے امام اعظم رح لوگوں کی تسلی اور تشفی کی واسطے مسئلہ کی دلیل کو عقلی وجہ سے ظاہر کرتے تھے اور حقیقت میں دلیل امام اعظم کی قرآن اور حدیث اور قول اصحابہ ہی تھے اور رفع الواقع ہر مجتہد پر واجب ہے۔ کہ حکم کسی مسئلہ کا جب تک قرآن اور حدیث اور اجماع میں پایا جاوے تب تک قیاس کی طرف رجوع کرنا درست نہیں ہے اور جب کسی اس تین میں نہ ملے تو بالضرورت قیاس سے حکم کرے تو پھر ایسی امام کی طرف کیوں کر گمان ہو کہ بغیر تلاش کرنے قرآن اور حدیث اور اجماع کے قیاس سے حکم دیا ہو اور دوسری بات یہ ہے کہ عقلی دلیل امام کی حقیقت میں واسطے ترجیح دینے بعض حدیث کو بعض پر تھی یعنی جب کہ دو حدیث میں اختلاف ہوتا تھا۔ اور ترجیح کسی کی کسی طور پر نہ ہوتی تھی۔ امام اعظم جس حدیث کو دلیل عقلی کے ساتھ موافق پاتے۔ اس کو غالب دیتی تھے اور یوں نہ تھا کہ حدیث کے مقابل میں قیاس پر عمل کرتے نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ اور تیسری بات یہ ہے کہ حدیث کا صحیح اور ضعیف ہونا اگلے زمانہ میں اور پچھلے زمانہ میں مختلف ہے بہت سی حدیثیں ہیں۔ کہ متقدمین کے نزدیک صحیح ہیں اور متاخرین کے نزدیک ضعیف اور یہ ہو سکتا ہے۔ کہ جتنے راوی کے درمیان امام اعظم کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے سب میں شرطیں صحت کی مجتمع تھیں اس واسطے وہ حدیث صحیح ہوئی۔ پھر ان کے زمانے کے

۹۵

کی حدیث کو صحیح جان کر چاروں مذہب کے خلاف کو بھی عمل میں لاوے تو وہ بدعتی ہے اور دوزخی اور وہ اہل حدیث سے بھی نہیں اور سچے مومن بھی نہیں اگر اس سے بیزار ہیں اور جو کوئی چار مذہب کے حق ہونے کو انکار کرے اور حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی ہونے کو محمدی کے خلاف جانے اور لیا اس کو بڑی بدعت سمجھے اور مذہب کا اختیار کرنا شرک نعوذ باللہ کرے ایسا شخص ان اہل بدعت سے ہی کہ جس کا نماز روزہ حج زکوٰۃ جہاد وغیرہ اعمال نیک قبول نہیں اور اسی عقیدے کے باعث اسکے اسلام سے خارج

بعد راوی سب دوسرے ہوئے۔ اور واسطہ زیادہ ہوا تب پیلی زمانیکی محدثوں کے نزدیک وہی حدیث ضعیف ٹھہری اس واسطے کہ ان محدثوں سے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم تک واسطے بہت ہونے یعنی راوی سب اس حدیث کی ان لوگوں اور حضرت کے درمیان آگے سے زیادہ ہوتے اور ان سب راویوں میں شرطیں صحت کی پائی نہیں گئیں۔ اس لئے محدثوں نے اس حدیث کو ضعیف کہا۔ اپنے زعم کے موافق پہر اگر کسی محدث نے جو امام اعظم کی پہنچی تھی کسی کو ضعیف کہا ہو تو اس سے لازم نہیں آتا ہے کہ امام اعظم کے زمانہ میں بہی وہ حدیث ضعیف تہی۔ اور جب کہ امام اعظم کو حدیث کا کمال امتیاز تھا۔ اور بڑا فضل و علم تھا۔ اکثر لوگ اس پر حسد لیجاتے تھے متاخرین شافعیہ کو کیا کہیے بلکہ متقدمین کو بہی اس جناب کے ساتھ حسد تھا۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ جو کوئی بڑا فاضل ہوتا ہے تو ایک عالم کا محسود ہو جاتا ہے تعجب ہے کہ شافعیوں کا تو یہ حال ہے اور پیشوا انکی امام شافعی رحہ کو دیکھنا چاہئے۔ کہ کس قدر تعریف امام اعظم اور ان کے اصحاب کی کرتے ہیں اور کہتے ہیں الناس عیال علی فقہ ابیحنیفۃ یعنی لوگ اعتماد کرنے والے ہیں ابوحنیفہ کی فقہ پر اور تابع اور پیرو ہیں ان کے اور امام اعظم کے جس قدر تابعداری اور پیروی احادیث اور اقوال صحابہ کے تھے دوسرے مجتہدوں کی نہ تھی اور اصحاب ابوحنیفہ کے سب منفق ہیں اس بات پر کہ حدیث ہر چند ضعیف بہی ہو تو قیاس پر مقدم ہے اور امام اعظم رحہ کا تو یہ طور تھا۔ کہ جب تک ممکن ہوتا تو حدیث کو ہاتھ سے نہیں چھوڑتے تھے۔ آخر کو ضرورت کے وقت میں جب کوئی حدیث معتبرہ نہ ملتی۔ تب لاچار قیاس پر عمل کرتے۔ اور امام شافعی رحہ بہت سے

حدیث کی اقسام پر قیاس کو ترجیح دیتے ہیں اور امام اعظم صحابی کی تقلید کو جس
بات میں صحابی نے اپنے اجتہاد سے کہا ہو واجب جانتے ہیں اور شافعی کہتے ہیں کہ
ہم اور صحابی برابر ہیں وہ بھی مجتہد تھے اور ہم بھی مجتہد ہیں ۔ اور مجتہد
کو تقلید کرنی دوسرے مجتہد کی جائز نہیں ہے ۔ اور امام محبث عبد اللہ ابن
مبارک نے امام اعظم رحمۃ اللہ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا ہے امام اعظم رحمہ
نے کہ جو کچھ حدیث میں آیا ہے اس کو بسر و چشم ہم قبول کرتے ہیں اور جو کچھ
کہ اصحاب سے مروی ہوا ہے اس کو بھی ہم اختیار کرتے ہیں اور اسے باہر
نہیں آتے ہیں لیکن جو کچھ کہ تابعین سے منقول ہے تو ہم اور وہ برابر ہیں پھر
بھی تحقیق کرینگے اور حق کو تلاش کرینگے۔

چھبیسواں سوال

جواب
سے سوال سابق کے ظاہر ہوا کہ جس کا رتبہ اجتہاد نہ ہو تو ان چاروں اماموں
میں سے ایک کی تقلید اس پر واجب ہے اور اگر اس کو کوئی حدیث اس کی
امام کے مذہب کے مخالف پہنچے ۔ تو اس شخص کو اس پر عمل کرنا جائز نہیں
ہے باوجود اس کے کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ نے فرمایا ہے اترکوا قولی بخبر
الرسول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی جب کوئی حدیث ہمارے قول کے خلاف پاؤ
تو اس پر عمل کرو ہماری قول کو چھوڑ دو ۔ اور اسی طرح سے اور اماموں نے بھی فرمایا
ہے تو پھر وہ شخص اگر حدیث پر عمل نہ کرے تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قول
پر بھی عمل نہ کیا اور امام کے حکم پر بھی نہ چلا ۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہر ایک صحابی جیسے حدیث سنتے تھے
عمل کرتے تھے یعنی صحابی مجتہد ہو یا عامی ہر ایک پر یہی واجب تھا کہ
جو حضرت فرماتے اپنی اپنی سمجھ کے موافق عمل میں لاتے اور اب فرق نہیں تھا

97

برخلاف جمہور کے انتقال مذہب کو
جائز کہے اس کا قول نامعتبر
ہے اور سواد اعظم اس بات کی برخلاف
ہے اور یہ بات چاروں دلیلوں
کا ... ہے اور قول اللہ تعالیٰ
کہ یا ایہا الذین امنوا اتقوا
اللہ وکونوا مع الصادقین

لا تغلوا فی دینکم غیر
الحق ولا تتبعوا
اهواء قوم قد ضلوا
من قبل واضلوا
عن سواء السبیل

که جو کوئی مجتہد ہوتا تو وہ حضرت کے فرمانے کی موفق اور اپنی دریافت کے مطابق عمل کر لیتا۔ اور جو کوئی مجتہد نہ ہوتا حضرت کی قول کو چھوڑ کر اور کسی صحابی جو مجتہد تھے۔ مثلاً ابوبکر یا عمر انکی تقلید کرتا تو پھر اس میں کیا سری کہ اس زمانہ میں اگر کوئی شخص غیر مجتہد جب کوئی حدیث معتبر کتاب میں پاوے یا کوئی معتمد عالم سے سنے تو اس کو اس پر عمل کرنا جائز نہ ہووے بلکہ کسی مجتہد کی تقلید اس پر واجب ہو

جواب باللہ التوفیق ومنہ التحقیق پہلے جاننا چاہئے۔ کہ کوئی حکم حدیث کی رو سے جو کسی کے حق میں ثابت ہوتا ہے تو اس میں تین چیز ضروری ہیں یعنی ہر شخص جب تک تین چیز کو نہ جانے تب تک کوئی حکم کسی حدیث سے اس کے حق میں ثابت نہیں ہوتا پہلا جانے کہ یہ کلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ دوسرا جانے کہ مراد اس حدیث سے کیا ہے یعنی اس کلام سے جو غرض ہوا اس کو سمجھے۔ تیسرا جانے کہ یہ حکم ہم پر ہے یعنی اس حکم میں ہم بھی داخل ہیں دوسروں کے واسطے خاص نہیں ہے۔ کیونکہ اگر کوئی ان تین باتوں سے ایک بات کو نہ جانیگا تو اس کے حق میں وہ ثابت نہ ہوگا مثلاً اگر حضرت کی کلام ہونے میں شک ہو جیسا کہ کوئی حدیث فاسق یا کافر سے سنے تو وہ حکم ثابت نہیں ہوتا ہے اور ایسا ہی اگر کسی حدیث کے مراد کو نہ سمجھے جیسا کہ حدیث مجمل تو جب تک مراد اس کی نہ سمجھیگا تو کیا عمل کریگا۔ اور اسی طرح سے جب جانے کہ یہ مجھ پر نہیں ہے بلکہ دوسروں کے حق میں ہے جیسا حکم منسوخ کہ اگلے مسلمانوں کے حق میں تھا۔ تو وہ حکم بھی ثابت نہیں ہوتا ہی جب یہ بات معلوم ہوئی تو جانو کہ حضرت پیغمبر علیہ السلام جب کسی کو خطاب کر کے کوئی حکم فرماتے تھے۔ تو اس شخص کے حق میں یہ تینوں باتیں پائی جاتی تھیں پہلا امر تو ظاہر ہے کہ جب کسی مسلمان نے حضرت کی زبان سے کوئی حکم سنا تو بیشبہ جانا کہ یہ

۹۸

فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ

حکم رسول خدا کا ہے اور دوسرا امر یہی پایا جاتا ہے اسواسطے کہ حضرت علیہ السلام
ہر ایک کو اس کی سمجھ کے موافق حکم فرماتے تھے کہ کسی طرح سے اس کو شبہ نہ رہتا تھا
جیسا مشہور ہے کہ حضرت نے خود فرمایا ہے تَكَلَّمُوا النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ عُقُولِهِمْ
یعنی لوگوں سے بات اس انداز پر کرو کہ انکے دریافت میں آجاوے پہر اگر کوئی
شخص لائق اور ذہین ہوتا ہے . تو اس کو اجمال اور کنایہ سے فرماتے اور
اگر ایسا نہ ہوتا . تو سب حال اس کے خوب واضح کر کے ارشاد کرتے
کہ اس کو کچھ شبہ نہ رہتا . جیسا کہ مشکوٰۃ شریف کے کتاب العلم میں
ہے عن انس رض قال كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَكَلَّمَ
بِكَلِمَةٍ اَعَادَهَا ثَلٰثًا حَتّٰى تُفْهَمَ عَنْهُ یعنی انس رض نے کہا ہے کہ پیغمبر
صلے اللہ علیہ وسلم جب کوئی بات فرماتے تو تین بار ارشاد کرتے . تاکہ بے شبہ
خوب سمجھ جاوے . اور اگر کوئی کلام مبہم ہوتا تو وہ شخص مخاطب اپنے حال
کے قرینے سے یا حضرت کے حال سے یا اور بعض لوگوں کے حال سے یا اپنے
سوال کے قرینے سے یا حضرت کی کلام کے سیاق سے یا اور لوگوں کی گفتگو کی
رو سے حضرت کی مراد سمجھ لیتا جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ مثال اس کے آگے
مذکور ہوگی اور بعضا کلام ظاہر کے خلاف ہوتا تھا . کہ ہر کوئی اس کے کنہ کو
نہیں پہنچتا تھا . بلکہ وہ صحابی بھی کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت
میں اکثر حاضر رہتے تھے اور حضرت کی عادات سے خوب واقف تھے . اور
آپ کی صحبت کی تاثیر کی سبب ان کے دل میں صفائی اور روشنی ہوگئی تھی
کہ سخن کی تہ کو پہنچتے تھے اور حضرت کی مراد اور غرض کو خوب دریافت کرتے
تھے . جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کا حال تھا اور نہ ہوئی کیواسطے اسکے

مثال آگے مذکور ہوگی اور اگر کلام ایسا مبہم ہوتا کہ مخاطب کسی طرح سے بھی نہ سمجھتا تو وہ ثانیاً پوچھتا جیسا کہ بہت سی حدیث میں آیا ہے کہ حضرت نے اولاً ایک بات فرمائی پھر کسی صحابی نے پوچھا کیا رسول اللہ اس سے کیا مراد ہے. حاصل کلام یہ ہے کہ بعضا کلام حضرت کا مبہم اور خلاف ظاہر ہوتا تھا. پر مخاطب اسکی مراد کو کسی ایک طور سے سمجھ لیتا. اور ان باتوں کی تفصیل اور ہر ایک کی مثل لکھنے میں کلام دراز ہوگا. اس واسطے یہاں مجمل لکھا گیا انشاء اللہ تعالی تیسرے طوں کے بیان میں بطور نمونہ کے حال اور مثال اس کا معلوم ہوگا. اور تیسرا امر یعنی اس بات کو جاننا کہ یہ حکم ہم پر ہے یہ بھی اس شخص کے حق میں حاصل ہوتا تھا اس لئے کہ جب حضرت نے اس کو خطاب کرکے حکم فرمایا تو ظاہر ہے کہ اس کے حق میں ہے اگر دوسرے پر خاص ہوتا تو اس کو کیوں فرماتے پھر بعد حضرت کے ان باتوں تینوں کا جاننا بہت دشوار ہوا اسواسطے کہ پہلا امر یعنی یقین کرنا کہ یہ حدیث شریف ہے اور یقین اس کو کہتے ہیں کہ بغیر شبہ اور بغیر تردد کے کسی چیز کو جاننا اور حدیث میں یقین حاصل ہونیکی دو صورت ہیں ایک تو یہ کہ اپنے کان سے حضرت کی زبان مبارک سے سنے اور بعد انتقال حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے یہ صورت اختیار سے جاتی رہی اور دوسری صورت یہ کہ خبر تواتر سے سنے اور اسکی صورت یہ ہے کہ نقل کرنے والے اس حدیث کے ہر زمانے میں اس قدر آدمی ہوں کہ عقل ہرگز تجویز نہ کرسکے کہ اتنے لوگ سب کے سب جھوٹھ کہتے ہیں اور خبر تواتر میں یہ بھی ضرور ہے کہ ابتدا سے انتہا تک ہر زمانے میں اور ہر طبقے میں اسقدر راوی ہوں کہ ایک دوسرے سے برابر سنتے چلے آتے ہوں اور ایسی ہی نقل کو تواتر کہتے ہیں. اور ایسی حدیث کو

متواتر اور حدیث متواتر میں ہر ایک راوی کا حال تحقیق کرنا اور ہر ایک
کی عدالت اور صداقت کو ثابت کرنا ضروری نہیں ہے ہر ایسی روایت سے اس حدیث میں
یقین حاصل ہوتا ہے کیونکہ عادت ہماری ہے کہ جب کسی بات کو اتنے قدر آدمی نقل
کرتے ہیں تو سنتے ہی ہر ایک کو یقین آجاتا ہے مثال اسکی بغداد کسی شہر کا نام
اور سکندر کسی بادشاہ کا نام ہے۔ اور اسی طرح سے قرآن شریف کی کلام خدا ہونے
پر ہم لوگوں کو جو یقین ہے تو اس کا سبب سوائے اس کے نہیں ہے کہ نقل متواتر
سے ثابت ہے کہ حضرت عم نے اسکو خدا تعالی کا کلام فرمایا ہے پھر بعد چند قرن کے جب پہلے
صورت متعذر رہی تو یقین حاصل ہونے کی ایک صورت تواتر کی باقی رہی پھر اگر
اتنے راوی اس حدیث کی نہ ہوں تو ہرگز یقین حاصل نہ ہوگا تو اب ہر حدیث میں اسطرح
کا یقین حاصل ہونا متعذر ہے کیونکہ حدیث متواتر بہت تھوڑی ہے اس لیے اللہ
تعالے نے ظن غالب کو یقین کے قائم مقام فرمایا ہے یعنی جب کسی کو گمان غالب
ہو کہ یہ کلام پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے تو وہ حدیث اس شخص کے حق
میں ثابت ہوگی اور گمان غالب جبھی حاصل ہوتا ہے کہ اسکی راوی کا حال خوب
دریافت کرے جیسا کہ مشکوٰۃ کے کتاب العلم میں ہے وعن ابن سیرین رض
قَالَ اِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِيْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَاْخُذُوْنَ دِيْنَكُمْ رواہ مسلم
روایت ہے ابن سیرین سے کہا کہ یہ علم دین ہے یعنی قرآن اور حدیث اور دین اور
اسلام سے خوب لگاؤ کہ کس شخص سے سیکھتے ہو دین اپنا یہ کلام اشارہ ہے
اہتمام اور احتیاط کرنے کی طرف دریافت کرنے میں احوال راوی کے یعنی حدیث
کے راوی کو خوب تحقیق کیا جائے کہ پرہیزگار دیانتدار راست گو عالم ہے یا خراب
ہو اور نہ لیا جائے حدیث کو ہر کسی سے جو کوئی روایت کرے خصوصاً صاحب غرض جو

نیا مذہب نکالنے والے جدا طریقہ رواج دینے والے ہوں کیونکہ وہ اپنا مذہب رواج اپنے کے واسطے بہت سی باتیں دین میں افترا کرینگے اور جھوٹی حدیثیں لوگوں کو سنا دینگے یہ خلاصہ ترجمہ شرح فارسی مشکوٰۃ کا ہے پھر جب کسی کو راوی کی عدالت اور صداقت اور حفاظت پر یقین ہوگا تو اسکے حق میں اس کلام کے حدیث ہونے پر گمان غالب حاصل ہوگا کیونکہ جب کوئی اپنے افعال میں عادل اور اقوال میں صادق ہوتا ہے تو ظاہر حال سے اس کے یہ سمجھا جاتا ہے کہ حدیث کی روایت میں وہ سچا ہوگا کیونکہ جھوٹ کہنا حرام ہے خصوصاً پیغمبر علیہ السلام پر جھوٹ بات کو افترا کرنا بڑا گناہ ہے اس لئے ایسے شخص کی روایت پر گمان غالب ہوتا ہے۔ لیکن یقین حاصل نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے کہ یقین جب حاصل ہووے کہ کسی طرح کا شبہ اور احتمال باقی نہ رہے اور حال یہ ہے کہ عقل کے نزدیک ایسے شخص کا بھی کاذب ہونا جائز ہے اس واسطے کہ ہم تو صرف اس کے ظاہر حال پر مطلع ہوسکتے ہیں اور اس کی نیت اور ارادے اور عقائد پر تو خدا تعالےٰ ہی واقف ہے کیونکہ بعضے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اگرچہ ظاہر میں نیک کار خوش اطوار ہیں لیکن باطن میں منافق اور دین میں مفسد جیسا کہ اگلے زمانہ میں وضاع گزرے ہیں اور بعضے آدمی ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اگرچہ ظاہر اور باطن میں نیک ہیں۔ لیکن کسی سبب سے یا اپنے زعم میں کسی ضرورت کی جہت سے کہتے ہیں۔ اور اپنے اعتقاد میں اس کو دین داری کہتے ہیں جیسا کہ مولانا عبدالعزیز رح نے رسالہ اصول الحدیث میں لکھا ہے کہ نوح ابن عصمت کہ فاضل اور رفیقہ تھا۔ قرآن کی سورتوں کی فضیلت میں اس نے بہت سی حدیثوں کو وضع کر کے رواج دیا تھا۔ اور مشہور کیا تھا پھر جب اس کو لوگوں نے پکڑا اور سند اس کی مانگی۔ اور سخت

تنگ کیا تب لاچار ہو کر اقرار کیا کہ میں نے ان حدیثوں کو بنایا ہے۔ اور بعض بیری خیر تھی
کیونکہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ قرآن کی طرف کم متوجہ ہیں اور دوسرے علوم کیطرف
مثل تواریخ اور فقہ کی زیادہ مشغول رہتے ہیں تو لوگوں کو رغبت دلانے کیواسطے
یہ حدیثیں بنائیں تاکہ ثواب کی رغبت سے یا کسی اور دنیاوی مطلب کے طمع سے
اگر قرآن پڑھیں اور بیشتر تلاوت میں مشغول رہیں اور سورتیں یاد کریں اور
اسی طرح سے بعضے واعظ اچھے کام میں رغبت دلانیکے واسطے۔ یا برے کام سے
ڈرانے کے لئے حدیث ضعیف بلکہ حدیثیں وضعی بھی کہتے ہیں باوجودیکہ جھوٹ
بات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنا ہر صورت اور ہر تقدیر میں حرام
ہے اور راوی میں ایک امر اور بھی ضرور ہے کہ فہم اور ضبط اور حفظ یعنی
جو کچھ اس نے سنا ہو خوب سمجھتا اور ضبط کرتا اور یاد رکھتا ہو۔ اگر اس کے
فہم میں نقصان یا احاطہ میں قصور یا قوت حافظہ میں کچھ خلل ہوگا تو اس کی
روایت میں بھی نقصان ہوگا پھر جانو کہ راوی کی عدالت اور صداقت اور حفاظت
پر یقین حاصل ہونیکا دو طریق ہے اول یہ کہ اس کی صحبت میں ایک مدت
دراز رہ کر خوب افعال اور اقوال اس کی دریافت کرے دوسرا یہ ہے کہ غائبانہ
اس کا حال مفصلاً تواتر سے معلوم کرے یعنی اس قدر لوگ اس کی عدالت اور
صداقت اور حفاظت کو بیان کرے۔ کہ ہرگز عقل تجویز نہ کرے۔ کہ یہ سب کے
سب اس کی جھوٹ تعریف کرتے ہیں۔ تو اس صورت میں اس کی عدالت اور
صداقت اور حفاظت پر یقین ہوگا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر درمیان اس کے اور
حضرت علیہ السلام کے ایک راوی ہو فقط اسی کا حال ان دو صورت
میں سے ایک طور سے یقین حاصل کرے اور اگر ایک واسطے سے زیادہ

١٠٣

ہو تو پچھلے راوی کا حال ان دونوں طریق سے معلوم ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے اوپر کے راویوں کا حال جو فوت ہو گئے ہیں روایت سے دریافت ہونا ممکن نہیں ہے صرف تواتر سے معلوم ہو سکتا ہے۔ الغرض جب سب راویوں کی عدالت اور صداقت اور حفاظت پر کمال یقین حاصل ہو گا تو اس حدیث پر گمان غالب ہو گا اور کسی راوی کے ان سب حالات پر یقین کلی حاصل نہ ہو بلکہ اگر کسی طرح کا بھی اس کے حال میں شبہ واقع ہو جیسے کہ اگر کوئی راوی مجہول الحال یعنی وہ سب صفات جو راوی میں شرط ہیں بخوبی معلوم نہ ہو تو اس حدیث میں یقین کا تو کیا ذکر ہے گمان غالب بھی حاصل نہ ہو گا اور یقین یا گمان غالب جب تک کسی حدیث پر نہ ہو تو اسکو روایت کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ مشکوٰۃ کے کتاب العلم میں ہے، عن ابن عباس رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِتَّقُوا الْحَدِیْثَ عَنِّیْ اِلَّا مَا عَلِمْتُمْ الخ یعنی پرہیز کرو تم حدیث کی روایت کرنے کو مجھ سے مگر جس حدیث کو کہ یقین جانو کہ وہ مجھ سے ہے آخر تک اور مشکوٰۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنہ میں ہے عن ابی ہریرۃ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَفٰی بِالْمَرْءِ کَذِبًا اَنْ یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ یعنی بس ہے مرد کو جھوٹا ہونا کہنے میں اس قدر کہ حدیث کرے جو کچھ سنے۔ یعنی اگر کوئی کسی طرح کا جھوٹ نہ کہے۔ لیکن جو کچھ لوگوں سے سنے بے تحقیق کئے ہوئے اس کو روایت کرے تو اسی قدر بس ہے جھوٹ کہنے کو تو معلوم کیا چاہیے۔ کہ جب آدمی بے تحقیق کسی بات کے نقل کرنے میں دروغ گو بنتا ہے تو کوئی حدیث بے تحقیق اور بدون علم کی روایت کرنے میں اس کا کیا حال ہو گا۔ پھر اس زمانہ میں بھی اگر کوئی چاہیے کہ کسی حدیث کو خود تحقیق کرے تو اس پر واجب اور ضرور ہے کہ اپنے استاد یعنی جس سے اس حدیث کو سنا اس سے لے کر جتنے راوی گزرے ہیں۔ ہر ایک کا

حال الگ الگ کما حقہ اسی طور سے کہ سابق مذکور ہوا خوب دریافت کری پہر
جب ہر ایک راوی کا حال بالتفصیل یعنی عدالت اور صداقت اور حفاظت ہر ایک کی
یقین سے معلوم ہو جاوے۔ تب وہ حدیث اس کے حق میں ثابت ہوگی۔ اور اگر
ایک راوی کی حال میں بہی شبہ گزریگا۔ یعنی اگر کسی راوی کی عدالت یا صداقت یا فہم
یا ضبط یا حفظ میں یقین نہوگا۔ تو اس حدیث بہی شبہ ہوگا۔ اور اس کے حق
میں وہ حدیث ثابت نہ ہوگی۔ پہر اس زمانہ میں سب راویوں کا حال دریافت
کرنا بہت مشکل بلکہ متعذر ہے۔ کیونکہ کس قدر لوگ گزرے ہیں۔ کہ انکا احوال خبر
متواتر سے توکیا معلوم ہوگا۔ ہم ہی اور مشہور نہیں ہے۔ اور سابق مذکور ہوا کہ
راویوں کے حال کو بالیقین جاننا ضرور ہے۔ اور یقین سے جاننے کی دو ہی
صورت ہے۔ یا تو خود مدت دراز اسکی صحبت میں رہے یا خبر تواتر سی سنی۔ اور بعضی
لوگوں سی اس کا حال سنا یا کسی کتاب تواریخ میں دیکھنا کفایت نہیں کرتا۔ پہر جب
یہ معلوم ہوا تو جانو کہ کسی حدیث کو فقط کسی کتاب معتبر میں دیکھنا۔ یا صرف
کسی عالم متعہد سے سننا کسی کے حق میں کافی نہ ہوگا۔ کیونکہ اس کی حق میں
ثابت ہونا موقوف اس بات پر ہے۔ کہ وہ شخص خود اپنی تحقیق سی احوال سب راویوں
کا بالیقین معلوم کرے۔ اور ان دونوں صورتوں میں راویوں کا حال کچہ ثابت نہو۔ اور
بالفرض اگر ثابت ہوا ہو تو اس شخص کے حق میں ہوا ہوگا۔ کہ جسنے اس کتاب کو جمع
کیا تہا یا خود یاد رکہا تہا۔ طالب کے حق میں تو یہ ضرور ہے۔ کہ سب کا احوال
خود تحقیق کرے اور تواتر سے سنے۔ تب اس کے حق میں ثابت ہوگا۔ اور اس
مقام کے بیان اور تحقیق سے کوئی یہ نہ سمجہی اور نہ کہے۔ کہ اس تقدیر میں کسی کتاب
حدیث بلکہ کسی حدیث پر اعتماد نہ رہا۔ اور سب میں شک اور شبہ پڑ گیا۔ سو جواب

خلفائی قبل من خلفاء ۔۔۔ اللہ قال الذین یحبون ۔۔۔ ویعلمون بہا الناس ۔۔۔ سنی الناس ۔۔۔ النسیان

خلیفہ رسول اللہ اور انکی سنت کا ۔۔۔ ثابت کرتے ہیں

ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منہم یتلوا علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین وآخرین منہم لما یلحقوا بہم وھو العزیز الحکیم ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

اس کا یہ ہی۔ کہ فرق ہی درمیان تحقیق اور تقلید کی یعنی کسی حدیث کے پانے کا دو
طریق ہے۔ ایک یہ کہ طالب آپ تلاش کرکے ثابت کرے۔ دوسرا یہ کہ کسی عالم
محقق کی پیروی کری۔ خواہ اسکی زبان سے سنکر یا اس کی زبان میں دیکھکر اور سابق جو
مذکور ہوا تحقیق کری اور تقلید کی صورت دوسری ہی۔ پھر اگر ایک شخص نے کسی عالم محقق
پر اعتماد کرکے اسکی کتاب میں ایک حدیث پائی۔ اسکو مان لیا۔ تو حقیقت میں
اس حدیث کی نسبت اس کے مصنف کی تقلید ہوئی۔ اور اس عالم کی صرف پیروی
ٹھیری۔ اپنی کچھ تحقیق نہ ہوئی۔ پھر اس زمانہ میں جو شخص آرزو رکھی۔ کہ تقلید کسی مجتہد
کی نہ کری۔ بلکہ خود آپ جو حدیث میں پائی۔ عمل کرے۔ تو یہ ہوس اس کی ہرگز حاصل
نہ ہوگی۔ کیونکہ کوئی حدیث حاصل کرنی میں اسکو کسی عالم کی تقلید کرنی ضرور ہوگی
اور کسی کتاب کی پیروی ناچار کرنی پڑی گی۔ تو جس سے بھاگی گا۔ آخر کو اسی میں
جا گریگا۔ اور دوسری بات یہ ہے۔ کہ بالفرض اگر کسی غیر مجتہد نی کسی عالم کی تقلید کرکی
اس کی کتاب پر اعتماد کرلیا۔ اور تقلید کی لحاظ سے حدیث پر اس کتاب پر اعتماد کیا لیکن
حدیث کی مراد کو سمجھنی کے واسطی اور اس سے حکم نکالنی کیلئی جو سب شرطین
جو ضرور ہیں جو کہ آگی مذکور ہوگئیں کہاں سے حاصل کریگا۔ آخر کو گھبرا گھبرا لاچار
ہوگی اس حدیث کی مراد کو سمجھنی اور حکم نکالنی میں اسکو کسی عالم مجتہد کی تقلید
کرنی ضرور ہوگی۔ تو حقیقت میں پھر انتہا اور ٹھکانا اس کا تقلید کی طرف رجوع کریگا۔ تو
پھر ابتدا ہی سے اس نے کیوں نہیں اپنے اوپر تقلید کسی مجتہد کی واجب کرلی۔ اور افسوس صد
افسوس ہے۔ اسکی جہال پر کہ جو شخص امام اعظم رح مجتہد مقدم اختیار کری اور عار رکھی اور پھر
آخر میں دوسری عالم کی کہ جن کو نسبت شاگردی کی ہی آنحضرت رح کے ساتھ
نہیں ہے تقلید کری۔ خدا ہم کو اپنی پناہ میں رکھے۔ ایسی حماقت اور ضلالت سے

فارس کے لوگ۔ کہ وہ اس کی قوم میں نبی۔ فارسی کی طرف اشارہ فرمایا۔ اور ایک۔ وہ کون ہیں۔ حضرت نے سلمان ہم ابھی ان میں نہیں رہے پوچھا کہ وہ پچھلے امی جو ابھی نہیں ملے۔ کہ اصحاب نے تعبیر دن

روایت میں آیا ہے۔ کہ وہ اپنا۔ فارس میں۔ اگر ثریا تک ایمان بھی ہوگا۔ تو بھی انکو لا دینگے۔ اور مسلم کی روایت رجال من ابناء فارس ہیں۔ جلال الدین سیوطی کے نزدیک۔ وہ ابوحنیفہ ہیں۔ بیشک بلکہ سب محدثین کی نزدیک محمول ہیں۔ ابوحنیفہ رح پر اور

قرآن کی آیت سورۂ محمد میں ہے وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم یعنی فارسیوں پر صادق ہے۔ حدیث صحیح کی موافق اور سنت سے ثابت ہوتا ہے۔ سبب ابوحنیفہ کا اس کلام کا ہے۔ کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ابوحنیفہ میری امت کا چراغ ہے۔ اور ایک حدیث میں فرمایا کہ بیشک قدرت اللہ تعالی لے اپنا دین

اور امام ابو حنیفہ رحمہ نے فرمایا ہے اُتر کوا قولی بخبر الرسول صلعم تو اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ تم جب کسی حدیث اپنی تحقیق سے پاؤ تو ہماری قول کو جو ہم نے اپنے اجتہاد سے کہا ہے۔ اس کو چھوڑ دو۔ پھر جو قول ان کا کسی آیت یا حدیث یا اجماع کے موافق ہو۔ تو وہ حقیقت میں ان کا قول نہیں ہے۔ بلکہ حکم خدا اور رسول کا ہے۔ اسکو چھوڑنے کی کچھ معنی نہیں۔ پس جو حکم اجتہادی امام کا ہے۔ اس کی نسبت امام نے یہ فرمایا ہے لیکن یہ کلام امام کا حکم عام ہر خاص و عام کے حق میں نہیں ہے۔ کیونکہ اگر عام ہوتا۔ تو یوں فرماتے یترک قولی کل من سمع خبر الرسول یعنی جو کوئی حدیث سنے تو چھوڑ دے ہماری قول کو بلکہ یہ حکم امام کا خطاب خاص ہے۔ اپنی شاگردوں کے لئے کہ جن کا مرتبہ حدیث کی تحقیق کا تھا۔ اور ان کو لیاقت اور قدرت حدیث پر عمل کرنیکی تھی جیسے امام ابو یوسف اور امام محمد اور امام زفر وغیرہ اسواسطے کہ حدیث پر عمل کرینگے۔ واسطے ایک شرط جو سابق مذکور ہوئی۔ اس کے سوا اور بھی بہت سی شرطیں ہیں۔ کہ آگے مذکور ہونگی۔ اور ان شرطوں کا پایا جانا عوام میں غیر ممکن ہے بلکہ اس زمانہ کی عالموں میں بھی متعذر ہے۔ لیکن خدا تعالے قادر ہے۔ کہ کسیکو وہ رتبہ اپنے فضل سے عنایت کرے جیسا کہ جواب سابق میں شرح سفر السعادت سے منقول ہے۔ پھر اگر کوئی اس مقام کو دیکھکر شبہ کرے۔ اور کہے۔ کہ جب مقلد کو حدیث پر عمل کرنا درست نہیں ہے۔ تو پھر سابق کے مسئلوں میں حدیثوں سے کیوں تم دلیل لائے ہو۔ تو جواب اس کا یہ ہے۔ کہ ہم نے ان مسئلوں کو کہ سابق ذکر کیا ہے۔ اس سب کو ہمارے امام نے قرآن اور حدیث سے استنباط کیا۔ اور فقہ کی کتابوں میں ثابت ہوا ہے۔ لیکن جب کہ بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ فلانا مسئلہ فقہ کا غلط ہے۔ حدیث سے ثابت نہیں ہے اس واسطے ہم نے ان مسئلوں کی دلیل کو حدیثوں سے

جن جن کتابوں سے پایا۔ بیان کیا تاکہ عوام کو ان مسئلوں میں شبہ نہ پڑے۔ اور جو مسئلہ کہ امام سے ثابت ہوا ہے۔ صرف ان کی دلیل کو بیان کرنا مقلد کے حق میں ممنوع نہیں ہے۔ اس کے بعد یہ جانو۔ کہ اگر کوئی حنفی کسی حدیث کو اس کتاب میں پاوے کہ جمع کرنے والا اس کا حنفی نہ ہو جیسا کہ مشکوٰۃ اور بلوغ المرام وغیرہ تو وہ حال سے خالی نہیں ہے۔ یا تو امام اعظم کے قول کے موافق ہوگی یا مخالف۔ اگر موافق ہوتے تو کچھ کلام نہیں۔ اور اگر مخالف ہوئی۔ تو اس حدیث پر عمل کرنا حقیقت میں اس عمل کے نسبت اسکے مصنف کی تقلید کرلی ہوتی۔ اور امام اعظم کی تقلید سے منہ پھیرنا حالانکہ اس قول مخالف کی ترجیح کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اسواسطے کہ امام اعظم کا بھی البتہ کسی آیت یا دوسری حدیث یا اجماع سے ثابت ہے۔ صراحتاً یا ضمناً ہو اور یہ گمان نہیں ہوسکتا ہے۔ کہ حدیث صحیح غیر منسوخ معلوم ہوتی۔ امام نے اپنے قیاس سے کہا ہو۔ کیونکہ قیاس پر عمل کرنا جب جائز ہوتا ہے۔ کہ قرآن اور حدیث اور اجماع میں پایا نہ جاوے۔ اور یہ شبہ بھی محقق نہیں پہنچا ہے۔ کہ امام کو اس حدیث کی خبر نہیں پہنچی تھی۔ اس واسطے کہ اس زمانہ میں بہت سی صحابی موجود تھے۔ اور وہ زمانہ تابعین کا تھا۔ اور لوگ حدیثوں کو صرف زبانی یاد رکھتی تھی۔ اور بڑی بہولنی کی عالموں میں اکثر چرچا اس کا رہتا تھا۔ تو اگر وہ حدیث صحیح غیر منسوخ ہوتی۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی عمل اس پر ہوتا۔ تو ظاہر ہی ہے۔ کہ وہ حدیث البتہ مشہور ہوتی اور لوگوں کے عمل میں آتی۔ پھر صرف یہ گمان اور شبہ کر کے امام اعظم کی تقلید سے بھاگنا اور دوسری محدث کی طرف دوڑنا دین میں کھیل کرنا ہے نعوذ باللہ منہ بلکہ ظاہر اور غالب یہی ہے۔ کہ ترجیح امام اعظم کے قول کو ہی اس واسطے کہ امام اعظم کا زمانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تھا۔ وہ اس زمانہ میں تھے۔ کہ جس کے

بہار کے علم کیں زہری کی صحبت کو جو رفیع ہیں کے متعلق میں ترمذی سے نکہا ہے۔ یہ قول ان کا ابوحنیفہ کی ملاقات سے بھی لکھا ہے۔ تاہم نے خوب کی۔ اگر کوئی ثابت کیا ملے۔ تو پوچھو غرض کہ مدعی کا کیا کہنا

عامہ علما سے کے تعامل کے حدیثوں میں کہ موضوع ہے کچھ کلام نہیں آتا۔ اعتبار نہیں رکھتا۔ اور ثابت ہونا مذہب امام اعظم کا اجماع امت سے وہ یوں ہے کہ کسی امام اور مقتدی صالحین نے بعد وفات امام موصوف کی آکر امام اعظم کے مذہب پر انکار نہیں کیا۔ بلکہ امام شافعی نے خود فرمایا

[illegible]

خیریت کی گواہی حضرت علیہ السلام نے دی ہے کیونکہ وہ تابعین سے تھے۔ اور بیس صحابی سے ان کو ملاقات ہوئی۔ اور سات صحابی سے انہوں نے حدیث روایت کی جیسا کہ در مختار کے خطبہ میں لکھا ہے۔ اور ہزار سے تابعین سے حدیث کو سنا اور کئی صندوق حدیثوں کی کتابوں کے ان کے پاس تھے جیسا کہ شرح سفر السعادت کے خطبہ میں مرقوم ہوا ہے۔ پھر ظاہر یہی ہے۔ کہ جس قدر ان کو حدیث صحیح پہنچی تھی اور جتنی ان کو حدیث کی تحقیق حاصل ہوتی تھی۔ باقی مجتہدوں کو اور حدیث کی کتاب جمع کرنیوالوں کو جو ان کے بعد ہوئی۔ ایک کو بھی یہ بات حاصل نہ تھی پھر جو حدیث کسی مخالف کی کتاب میں ہوگی۔ تو وہ حدیث وضعی ہوگی یا ضعیف یا منسوخ یا ماول کسی تاویل کر کے جیسا کہ جواب سابق میں تفصیل اسکی شرح سفر السعادت سے مذکور ہوئی چنانچہ امام اعظم کے بعد ہزاروں علما اور فضلائی جو امام اعظم کی مسائل اور دلائل کو حدیث کی کتابوں سے ملایا۔ تو اگر کبھی کسی حدیث کو انکی مذہب کے خلاف پایا۔ تو آخر بہ تحقیق کی یوں معلوم ہوا کہ وہ حدیث وضعی تھی یا ضعیف یا منسوخ یا ماول یا اس کے مقابل میں دوسری حدیث زیادہ قوی ہے جیسا کہ آمین بالجہر کی اور رفع یدین کی حدیث کا بیان جواب سابق مذکور ہو چکا ہے۔ اور اسی طرح سے جتنی حدیث مخالف ہے سب کا یہی حال ہے۔ تفصیل اس کی فقہ کی بڑی کتابوں میں ہے جیسا فتح القدیر اور بحر الرائق اور مواہب الرحمٰن اور تبیین الحقائق اور کافی اور شرح ہدایہ اور فتح البدایہ وغیرہ جسکو اس بات میں شبہ یا تردد ہو۔ تو اگر وہ کچھ علم رکھتا ہے۔ تو چاہئے کہ وہ فقہ اور اصول کی کتابیں دیکھی۔ اور اگر وہ شخص جاہل ہے۔ تو اس کے حق میں اسی قدر کافی ہے۔ کہ بیشمار علما اور بیحساب اولیا ان کے مقلد تھے اور مدت تک انہیں کی پیروی کرتی رہے۔ اور تمام جہان کے مسلمانوں میں تخمیناً تین حصہ حنفی

١٠٩

ہونگی۔ اور ایک حصہ اور مذہب والی۔ اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی اصل سکان دین اور شریعت کا ہی۔ حاکم اور قاضی اور مفتی وہاں کے امام اعظم کے مذہب کے موافق احکام شرع کو جاری کرتی ہیں۔ اور پہلا امر یعنی یقین کرنا کہ یہ کلام حدیث ہی۔ جیسا اس میں راوی کی عدالت اور صداقت اور محافظت تحقیق کرنی ضرور ہی۔ ایک اور امر بہی ضرور ہی اور وہ یہ ہی کہ معلوم کرنا اس کا کہ راوی نے آیا حضرت کی قول کو بالفاظہ وبعبارتہ یعنی بدوں تغیر اسکی لفظوں میں نقل کیا ہی۔ یا اپنی سمجہ کی موافق مطلب اس کا اپنی عبارت میں ادا کیا ہی۔ اگر اول ہے۔ تو مقبول ہے اور اگر ثانی ہی تو دو حال سے خالی نہیں۔ اگر راوی مجتہد ہی تو مقبول ہی اور نہیں تو مردود۔ کیونکہ اکثر کلام حضرت کلجوامع الکلم ہی یعنی لفظ تہوڑی اور معنی بہت اور بعضا کلام مبہم یا خلاف ظاہر۔ پہر مجتہد ہی تو البتہ حضرت کی مراد کو سمجہ سکتا ہی۔ اور غیر مجتہد ان سب معانی کو ضبط نہ کر سکیگا۔ اور غرض حضرت کی نہ سمجہیگا۔ تو پہر اکثر غلطی میں پڑ جاویگا۔ اس لئے اسکی روایت پر اعتماد نہیں۔ جیسا کہ مشکواۃ کی کتاب العلم میں ہے

وعن ابن مسعود رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نَضَّرَ اللّٰہُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِی فَحَفِظَهَا وَوَعَاهَا وَاَدَّاهَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرُ فَقِيهٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلٰى مَنْ هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ الحديث

روئی تازگی دیوی خدا اس بندی کو جس نے سنا ہماری کلام کو پہر یاد کیا۔ اس کو جیسا سنا اور نگاہ رکہا اس کو اور پہنچایا اس کو لوگوں کو آخر تک وعن ابن مسعود رض

قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَءًا سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهٗ كَمَا سَمِعَهٗ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى لَهٗ مِنْ سَامِعٍ

یعنی تازگی بخشے۔ خدا اس مرد کو جس نے سنا مجہسے کوئی کلام پہر پہنچایا اس کو جیسا سنا تہا سو بہت پہنچائی گئی زیادہ یاد رکہنے والے ہوتی ہیں سننے والوں سے اور مشکواۃ کے

شرح میں شیخ عبدالحق دہلوی نے لکھا ہے خلاصہ اس کا یہ ہے۔ کہ یہ حدیث دلالت
کرتی ہے اس بات پر کہ حدیث کو بلفظہ روایت کرنا چاہئے۔ اور نقل بالمعنی میں
علما کا اختلاف ہے۔ لیکن مختار یہ ہے کہ اگر راوی کلمات کی موارد کو اور عبارت کے
استعمال کو اور الفاظ کے مقامات کو اور کلمات کی محاورات کو اور نکات کو اور اشارت
اور مقتضیات کو خوب جانتا ہو اور کمال حذاقت اور لیاقت رکھتا ہو۔ تو جائز
ہے۔ اور یقین تو درست نہیں۔ اس کے بعد دوسرا امر یعنی اس حدیث کی مراد کو
سمجھنا بہت امر پر موقوف ہے اس مقام میں بطریق مثال کی چند امور ذکر کیے
جاتے ہیں۔ اور وہ شرطیں کہ جن کا مضمون دقیق ہے اور عوام کو ان کا سمجھنا
دشوار ہو۔ یہاں ذکر نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس کو اصول فقہ اور اصول حدیث کی
کتابوں پر حوالہ کیا گیا۔ پہلا یہ کہ اگر وہ شخص عربی ہو۔ تو چاہئے۔ کہ اہل فصاحت
اور بلاغت سے ہو۔ اور اپنی زباندانی میں مہارت تمام اور مشق کامل
رکھتا ہو۔ اور اگر عربی سے ایسا ماہر نہ ہو۔ یا عجمی ہو۔ تو علم صرف اور نحو اور لغت
اور بلاغت کی قواعد کی خوب ضبط رکھے۔ اور اصطلاحات اور محاورات اور
استعمالات خوب جانے۔ تاکہ نقل سنے کو اور سمجھے جیسا کہ مائۃ المسائل میں حافظ
ابن حجر نے فتح المبین میں لکھا ہے اَلْبِدْعَۃُ مُنْقَسِمَۃٌ اِلَی الْاَحْکَامِ الْخَمْسَۃِ لِاَنَّھَا
اِذَا عُرِضَتْ عَلَی الْقَوَاعِدِ الشَّرْعِیَّۃِ لَمْ تَخْلُ عَنْ وَاحِدٍ مِّنْ تِلْکَ الْاَحْکَامِ
فَمِنَ الْبِدَعِ الْوَاجِبَۃِ عَلَی الْکِفَایَۃِ الْاِشْتِغَالُ بِالْعُلُوْمِ الْعَرَبِیَّۃِ
الْوَاجِبَۃِ الْمُتَوَقَّفِ عَلَیْھَا فَھْمُ الْکِتَابِ کَالصَّرْفِ وَالنَّحْوِ وَاللُّغَۃِ وَ
الْمَعَانِیْ وَالْبَیَانِ یعنی بدعت کی پانچ قسم ہے۔ حرام۔ مکروہ۔ واجب۔ مستحب
مباح کیونکہ جب اسکو نسبت کیا جاوے قواعد شرعیہ کی طرف تب خالی نہ ہوگا ایک

ہے تو کہ صحیح ہوں جو سے دین کا پہچان فاسد اور بعض علم اور وہ قرآن سے ہی ... بلکہ انہوں نے ... ب ... ورہیں ... علما کو ... رفع ... اور عالم ... تھا ...

محقق ہے ... ایسے لوگوں کو ... زیادہ ... اور ... بعض ... اصول کے ... ان کا ... ایک رسالہ ...

یقین لکھا جو بعض آدمیوں سے نے ان کی شہادت کے بعد انکار کر کے ... کی۔ اگر وہ انکار ہو۔ تو بھی ... کہ مضمون ... آخر عمر میں ذکر کیا۔ اس بات میں ... مذہب اہل حدیث کی ... صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے العبرۃ بالخواتیم وانما الاعمال بالخواتیم ... اور ...

ان پانچ احکام سے پہر بدعت واجب علی الکفایۃ کی قسم سے ہے سیکھنا علوم عربیہ کو جو موقوف ہی اس پر سمجھنا قرآن کا جیسا صرف نحو لغت معانی بیان اور ایسا ہی سمجھنا حدیث کا بہی موقوف ہے۔ ان سب علموں پر اور مائۃ المسائل میں ہے قَالَ الْقَسْطَلَانِیُّ فِیْ شَرْحِ الْبُخَارِیِّ فِیْ بَیَانِ اَحْوَالِ اَبِی الْاَسْوَدِ ظَالِمِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سُفْیَانَ الدُّئَلِیِّ وَهُوَ اَوَّلُ مَنْ تَكَلَّمَ فِی النَّحْوِ بَعْدَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ کہا قسطلانی نے شرح بخاری میں احوال میں ابی الاسود حاتم کے کہ وہ شخص پہلا ان لوگوں کا ہے۔ کہ جس نے بعد حضرت علی کے نحو میں کلام کیا۔ یعنی سب کے پہلے تو حضرت علی نے علم نحو کو تصنیف فرمایا۔ پہر ان کے بعد اور لوگوں کی بہ نسبت اول ابی الاسود نے نحو کو جمع کیا۔ اور اسی مائۃ المسائل میں ہے فی الدر المنثور عن ابی بکر محمد بن القاسم الانباری فی کتاب الوقف وابن عساکر فی تاریخہ عن ابی ملیکۃ قَالَ اَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَا یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ اِلَّا عَالِمٌ بِاللُّغَةِ وَاَمَرَ اَبَا الْاَسْوَدِ بِوَضْعِ النَّحْوِ تفسیر در منثور میں ہے۔ ابی بکر محمد ابن ابی القاسم رحم سے کتاب الوقف میں اور ابن عساکر سے کتاب تاریخ میں ابی ابن ملیکہ سے کہ کہا حکم کیا عمر رضہ نے۔ کہ قرآن نہ پڑہا وے آدمیوں کو مگر جو شخص کہ عالم ہو علم لغت کا، اور حکم کیا۔ انہوں نے ابی الاسود کو تصنیف کرنیکا علم نحو کی، اور کہا حافظ ابن حجر نے فتح المبین میں پانچویں حدیث کی شرح میں وَاَمَّا مَا لَا یُنَافِیْ ذٰلِكَ بِاَنْ یَّشْهَدَ لَهٗ شَیْءٌ مِّنْ اَدِلَّةِ الشَّرْعِ اَوْ قَوَاعِدِهٖ فَلَیْسَ یُرَدُّ عَلٰی فَاعِلِهٖ بَلْ هُوَ مَقْبُوْلٌ مِّنْهُ کَاسْتِخْرَاجِ عُلُوْمِ اللُّغَةِ وَالنَّحْوِ وَالْمَعَانِیْ وَالْبَیَانِ فَذٰلِكَ کُلُّهٗ مَعْلُوْمٌ حُسْنُهٗ ظَاهِرٌ فَائِدَتُهٗ مُعِیْنٌ عَلٰی مَعْرِفَةِ کِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَفَهْمِ مَعَانِیْ کِتَابِهٖ وَسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم فَیَکُوْنُ مَاْمُوْرًا بِهٖ کَوَضْعِ الْمَذَاهِبِ وَتَدْوِیْنِهَا فَاِنَّهٗ مَقْبُوْلٌ مِّنْ فَاعِلِهٖ مُثَابٌ وَّذَمُّ عَلَیْهِ خِلَافٌ

نابینا جو استاد ہیں۔ صاحبزادہ محمد عمر بن مولوی اسمعیل شہید کے انہوں نے علما کا فتوی نکر کہا کہ ان المذہب لوگوں کا رد ساری قرآن اور حدیث میں موجود ہے۔ لیکن اللہ تعالی قوم ظالم کو ہدایت نہیں کرتا۔ اور مولوی حبیب اللہ قندہاری حنفی صوفی نے ایک رسالہ بیدا اس فرقہ جدید الضلالت کے حق میں لکھا ہے

113

ہے۔ جو بدعت کہ کسی دلیل شرع کی موافق ہو۔ تو وہ مردود نہیں ہے۔ بلکہ مقبول ہے جیساکہ علم لغت نحو معانی بیان کہ حسن اس امت کا معلوم اور فائدہ اس کا ظاہر اور کلام اللہ کی دریافت اور قرآن اور حدیث کی معنی سمجھیں۔ پر مددگار ہی تو سب ہی شرع میں مقبول ہے۔ اور اسی طرح سے سب مذہب کو معین اور مقرر کرنا اور اس کو جمع کرنا شرع مقبول ہے۔ اور فاعل کو اس کے آخرت میں ثواب اور دنیا میں تعریف ہے پھر اس کے بعد مراد اور غرض حضرت علیہ السلام کی سمجھنی میں اور بہت سی چیزیں بھی ضرور ہیں منجملہ ان شروط کی یہ ہے۔ کہ کلام کی سیاق کو دریافت کرے یعنی اسکی رویہ اور روش کو بخوبی سمجھے۔ اس واسطے بہت سی الفاظ حدیث اور قرآن کے ہیں۔ کہ اگر صرف اسی ایک جملے میں نظر کیجیے تو ایک معنی سمجھی جاتے ہیں۔ اور اگر سیاق اور سباق کی طرف لحاظ کیجیے تو مراد اس کلام کا اور سمجھی جاتی ہے۔ جیساکہ مشکوۃ کی باب تیمم میں ہے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے۔ کہ کہا جابر نے نکلے ہم لوگ کسی سفر میں پھر ہم لوگوں میں سے ایک مرد کا سر پتھر سے ٹوٹا۔ اور بعد اسکی اسکو احتلام ہوا۔ تب اس نے اپنی ہمراہیوں سے پوچھا کہ آیا تم سمجھتے ہو۔ کہ تیمم ہمارے واسطے درست ہی ہو کہ انہوں نے کہا کہ تیری واسطے تیمم درست نہیں۔ اس واسطے کہ تیری پاس پانی موجود ہے اور خدا تعالی نے فرمایا ہے فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا اگر تم پانی نہ پاؤ۔ تو تیمم کرو۔ الغرض لوگوں نے صرف اسی آیت پر نظر کرکے کہا کہ تیمم تجھکو درست نہیں تب لاچار ہو کر اس نے غسل کیا۔ پھر پانی اس کے زخم میں سرایت کر گیا۔ آخر وہ مر گیا۔ جابر رضی اللہ کہتی ہیں۔ کہ جب ہم سب حضرت علیہ السلام کے نزدیک پہنچے اور حضرت نے اس قصہ کو سنا۔ تو فرمایا قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللهُ أَلَا سَأَلُوا إِذَا لَمْ يَعْلَمُوا فَإِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ یعنی فتوی دینی والی نے اس کو ہلاک کیا خدا تعالے اس کو مارے

جعفر عن یحیی بن سعید
بخاری نے محمد ثنا محمد بن
اسی باب میں وہ ... کی
مجھے دوسری روایت کے
راست نہیں ہے
بخاری میں ایسے اتفاق اور
اور راوی اس روایت کے

چونکہ انہوں نے بے علم کے فتوی دیا اس واسطے حضرت نے ان کو بد دعا دی۔ اور فرمایا اگر تم علم نہیں رکھتے تھے تو کس واسطے علما سے نہیں پوچھا تھا۔ کہ نہیں ہے۔ دوا نادانی اور نارسائی کی۔ مگر سوال کرنا اور پوچھنا عالم سے خلاصہ اس قصہ کا یہ ہے کہ ان لوگوں نے صرف اس آیت کو ملاحظہ کرکے حکم دیا۔ اور آیت کے آگے اور پیچھے کو نظر نہ کیا۔ کہ اللہ تعالی پہلے اسکے کیا فرماتا ہی وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ۔ یعنی اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو۔ اور پیچھے اسکے کیا فرماتا ہے مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ یعنی خدا تعالی ارادہ نہیں کرتا ہی کہ کوئی حکم تم پر کرے۔ کہ اس میں تم پر سختی اور تنگی ہو۔ پس کلام سابق اور لاحق سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ مراد اس آیت سے یعنی فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً سے یہ ہے۔ کہ تم کو پانی کے استعمال کی قدرت نہ ہو۔ تو اس تقدیر پر تیمم درست ہی تو معلوم ہوا۔ کہ اس شخص زخمی کی حق میں تیمم درست تھا۔ اور اسی واسطے حضرت ناخوش ہو کر ان کو بد دعا دی نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خدا بچاوے ایسی نادانی سے کہ حضرت علیہ السلام کی بد دعا میں پڑیں اس حدیث سے کئی فائدے حاصل ہوئے پہلا یہ کہ بعضا کلام اللہ تعالی کا اگلی یا پچھلی بات سے علاقہ رکھتا ہے۔ کہ جب تک اس کو نہ ملائے تو مراد اس کی نہیں سمجھی جاتی۔ دوسرا یہ کہ اگر کسی کو علم اور قدرت قرآن کے مطلب سمجھنے کا نہ ہو اگرچہ لفظی معنی سمجھتا ہو بلکہ اگرچہ اہل زبان ہی ہو۔ لیکن تکلف کے ساتھ بھی اس کو قرآن سے اپنی سمجھ کے موافق مسئلہ دینا درست نہیں ہے تیسرا یہ کہ جس کو قابلیت قرآن کی مراد سمجھنے کی نہ ہو تو وہ کسی عالم سے پوچھے۔ اور اپنی رائے اور اپنی عقل ناقص کو قرآن میں دخل نہ دیوے چوتھا یہ ہی کہ اگر کوئی کسی کو غلط مسئلہ بتادے اور اسمیں کچھ گناہ ہو تو وہ گناہ مسئلہ بتانیوالے پر پڑتا ہی پانچواں یہ کہ جو کوئی ایسا

کریگا۔ تو وہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ناخوشی اور دعائی بد میں پڑیگا اور ظاہر ہے۔ کہ جب وہ حضرت کی بددعا میں پڑا تب عذاب الٰہی بہی میں گرفتار ہوا نعوذ باللہ من غضب و من سخط رسول اللہ صلعم اور مشکوٰۃ کی کتاب العلم میں لکھا ہے اور یہ حدیث عمرو بن شعیب کی طویل ہے۔ جس قدر ٹکڑا اس کا یہ ہے فَمَا عَلِمْتُمْ مِنْهُ فَقُولُوا وَمَا جَهِلْتُمْ فَكِلُوهُ إِلَى عَالِمِهِ یعنی حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے جو بات قرآن کی جانو تو کہو اور جو نہ جانو۔ اس کو اس کے عالموں کی طرف سونپو۔ اور اسی کتاب میں ہے عن ابی هریرة رض قال قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أُفْتِيَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ إِثْمُهُ عَلَى مَنْ أَفْتَاهُ یعنی جو کوئی فتویٰ دیا جاوے۔ بدون علم کے۔ تو گناہ اس کا اس پر ہے۔ جس نے اسکو فتویٰ دیا۔ اب خوب غور کر کی سمجھ جاوے۔ کہ اصحاب حضرت کی اہل زبان تھے۔ قرآن اور حدیث کو خوب سمجھتی تھی کیونکہ انہیں کی زبان کے موافق قرآن اور حدیث اترا ہوا تھا باوجود اس کے جو لوگ کہ علم اور فہم کامل رکھتی تھی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو مسئلہ نکالنے کو۔ اور فتویٰ دینے کو منع کیا۔ اور پیروی کرنی کسی عالم کی ارشاد کیا پہر جو شخص کہ نحو اور صرف نحو و لغت کی قواعد سی بہی واقفیت رکھتا ہو۔ اور لغت عربی کو بخوبی جانتا ہو۔ اور اصطلاحات و استعمالات پر بہی مطلع نہ ہو۔ اور دینی علوم کہ قرآن اور حدیث کے سمجھنے کے واسطے ضرور ہیں۔ ان سے تو محض ہی غافل ہو۔ صرف ترجمہ قرآن اور حدیث کا پڑھا ہو۔ تو ایسی کو فتوے دینا اور حدیث سے مسئلہ نکالنا بے شبہ حرام ہے۔ اور جب کہ صحابی باوجود ہم زبان اور ہم صحبت ہونیکے حضرت علیہ السلام کی بددعا میں پڑ گئی۔ تو پہر ایسی لوگ کہ انکو زبان عربی میں بہی کچھ دخل نہ ہو۔ تو کیا عجب ہی کہ حضرت کی لعنت میں پڑ جاویں۔ نعوذ باللہ منہا۔ بلکہ ایسا شخص خود گمراہ ہو

میں پر گمراہ ہیں۔ دوسروں کو بھی ڈالیگا جیسا کہ مشکوٰۃ کے کتاب العلم میں ہے

عن عبد اللہ بن عمرو رض قال قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعًا یَنْتَزِعُہٗ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰکِنْ یَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰی اِذَا لَمْ یُبْقِ عَالِمًا اِتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوْسًا جُہَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَیْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا

خلاصہ ترجمہ اس مقام کا یہ ہے۔ کہ آخر زمانہ میں علما نہیں رہینگے۔ اس وقت لوگ جاہلوں سے مسئلہ پوچھینگے تب وہ جاہل بدوں علم کے فتوے دینگے۔ پھر وہ آپ گمراہ ہونگے۔ اور دوسروں کو بھی گمراہ کرینگے۔ نعوذ باللہ منہا۔ پھر جانو کہ قرآن کی بہت سی آیتیں ہیں کہ مراد انکی سمجھنی موقوف ہے اگلی یا پچھلی بات پر اور اکثر ایسا ہی موقع ہوتا ہے۔ کہ راوی صرف ایک یا دو جملے حدیث کے نقل کرتا ہے اور کلام سابق کو یا سخن لاحق کو چھوڑ دیتا ہے۔ یا اس سبب سے کہ باقی کو بھول گیا یا اس جہت سے کہ اس راوی نے اسیقدر سنا تھا۔ لیکن جب اس روایت کو دوسرے راویوں کی روایت سے ملایا جاتا ہے تب معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کے ماقبل یا مابعد یہ جملہ بھی ہے تو اگر کوئی صرف حدیث کی اسی ٹکڑے پر نظر کرے تو ایک مراد سمجھی جاتی ہے۔ لیکن جب کلام سابق کو یا کلام لاحق کو لحاظ کیا جاوے تو ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مراد نہیں ہے بلکہ مراد اس کلام کی دوسری ہے جیسا کہ یہ حدیث مشہور اکثر حدیث اور فقہ کی کتابوں میں ہے انما الاعمال بالنیات تو اس کلام کا ظاہر یہی سمجھا جاتا ہے کہ ہر عمل موقوف ہے نیت پر یعنی حکم دنیاوی اور حکم اخروی موقوف ہے نیت پر اگر کسی عمل میں نیت پائی جاوے تو وہ عمل صحیح ہوتا ہے اور ثواب بھی ملتا ہے اور اگر نیت پائی نہ جاوے تو عمل باطل ہے یعنی نصیحت اور نہ ثواب جیسا کہ امام شافعی رح اس حدیث کی معنی یہی کہتے ہیں مثلاً اگر وضو میں نیت نکرو تو وضو

صحیح نہیں ہے۔ اور ثواب بھی نہیں ہے اور اس سے نماز بھی درست نہیں ہاں سے
بلکہ دوسری بار وضو نیت کی ساتھ کرنا فرض ہی۔ اور امام اعظم رح اس حدیث کے
معنے یوں فرماتے ہیں کہ جزا اس عمل کی موقوف نیت پر ہی۔ یعنی حکم اخروی ہر عمل
کا موقوف نیت پر ہے یعنی اگر نیت ہو کہ یہ کام خدا کی رضا کے واسطے کرتی ہیں
تو انہیں ثواب ہے۔ اگر خدا کی خوشنودی کی نیت نہ ہو تو ثواب نہیں ہی مثلاً وضو
میں اگر فرمانبرداری خدا کی نیت ہو تو ثواب ہی اور اگر ایسا نہ ہو برابر ہے کہ اصلاً نیت نہ ہو جیسا
کہ کوئی تالاب میں بے قصد گر پڑا۔ اور وضو کی اعضا کا غسل اور مسح ہو گیا۔ یا نیت کسی اور امر
کی کی ہو جیسا ٹھنڈا ہونا یا ماندگی کو رفع کرنا یا بدن کا میل دھونا یا غیر اس کا
اس میں ثواب نہیں لیکن وضو درست ہی۔ نماز اس وضو سے جائز ہے۔ دوسری بار
وضو کرنیکی ضرورت نہیں ہیں جیسا اس حدیث کو پچھلی کلام سے کہ بعد اس عبارت کی ہے
ملایا جاتا ہو تب صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو امام اعظم نے فرمایا ہے حق ہے
کیونکہ پیچھے اس کے یہ مضمون ہے۔ کہ ہر مرد کے واسطے وہ چیز ہے جو نیت کریگا
پھر جس نے ہجرت میں خدا اور رسول کی رضامندی کی نیت کی۔ تو اس کو وہی
ہے یعنی ثواب ہے اور جس نے ہجرت میں دنیا کی نیت کی تو اس کو وہی دنیا
ہے یعنی کچھ ثواب نہیں۔ جیسا کہ مشکوٰۃ کی پہلی حدیث میں ہے
عَنْ عُمَرَ الْخَطَّابِ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا
الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ
فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا
اَوِ امْرَاَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ
متفق علیہ۔ ترجمہ اس کا موافق شیخ عبد الحق دہلوی

117

ہی یہ ہے۔ کہ کوئی عمل بے نیت کی ستبر نہیں ہے ہر ایک مرد کو ثواب مگر جو کچھ کہ
نیت کیا ہو اس نے پھر جو شخص کہ ہجرت اسکی خدا اور رسول خدا کی طرف ہو یعنی جو اس
رسول کی رضامندی کی نیت ہو۔ تو پھر اسکی ہجرت خدا اور خدا ہی کی طرف ہے
یعنی ثواب بہت ہی اور جو شخص کہ ہجرت اسکی دنیا کی طرف ہو تاکہ وہ اسکو پاوے
یا کسی عورت کی طرف تاکہ اسکو نکاح کرے۔ تو پھر اسکی ہجرت اسی کی طرف ہے
جس کی طرف ہجرت کی یعنی کچھ ثواب نہیں۔ ترجمہ تمام ہوا پھر قرینہ سے اس کچھ
عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مراد اس حدیث انما الاعمال بالنیات سے
وہی ہے جو امام اعظم فرماتے ہیں۔ کیونکہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ جس کے
ہجرت للہ اور للرسول ہو۔ تو اس کو ثواب ہے اور اگر للہ اور للرسول نہ ہو تو ثواب نہیں
پھر اگر حدیث انما الاعمال بالنیات کے معنی یہ ہوتے۔ کہ کوئی عمل بے نیت کی
صحیح نہیں۔ تو آپ یوں فرماتے کہ من کان ہجرتہ الی الدنیا فبطلت
او قال بہاجر ثانیا یعنی جس نے ہجرت کی دنیا کی واسطے تو باطل ہوئی ہجرت اسکی
یا یوں فرماتے۔ کہ دوسری بار ہجرت کرے۔ اسواسطے کہ ہجرت اسوقت میں فرض تھی
اور منجملہ اسکے یہ ہے کہ مورد یعنی محل حدیث کا جانی۔ کیونکہ سبب حکم بلحاظ محل کے تلف
ہو جاتے ہیں پھر بعضی حدیث محل خاص میں وارد ہے حالانکہ حدیث کی عبارتیں
اس محل خاص کا کچھ بیان نہیں ہوتا۔ تو اس صورت میں اس حدیث کی مراد سمجھنے کی
واسطے اسکے مورد کا جاننا ضرور ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے عن ابی سعید
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ یعنی
نہیں واجب ہے غسل مگر منی نکلنے سے اب ظاہر اس حدیث یہی سمجھا جاتا
ہے۔ کہ اگر دخول پایا جاوے۔ اور انزال نہ ہو۔ تو غسل واجب نہیں جیسا کہ

کہ بعضے آدمیوں نے صرف اس حدیث کے ظاہر کی طرف نظر کرکے یہی سمجھا تھا لیکن
حقیقت میں مورد اس حدیث کا احتلام ہے۔ یعنی اگر کوئی خواب میں اپنے جماع
کو دیکھے۔ تو غسل اس پر واجب نہیں ہوتا جب تک کہ انزال نہ پایا جاوے بخلاف
جماع حقیقی کے کہ اگر آلت کسی قدر بھی داخل ہو تو غسل واجب ہے اگرچہ انزال نہ ہو جیسا کہ
مشکوٰۃ کی باب الغسل میں ہے۔ قال ابن عباس رض اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ فِی الْاِحْتِلَامِ
یعنی یہ حکم کہ بغیر انزال کے غسل واجب نہیں۔ اگرچہ مطابق ہے۔ لیکن
احتلام کی صورت میں وارد اور بعضے محدثوں نے جو محل اس حدیث کا معلوم
نہیں کیا ہے۔ تو کہا ہے کہ یہ حکم یعنی جماع بغیر انزال کے غسل واجب نہ ہونا ابتدائے
اسلام میں تھا۔ پھر منسوخ ہوا۔ اور منجملہ اسکی جاننا اس بات کو کہ راوی اس حدیث کا
ابتدا ہی اس قصہ کی حضرت کی حضور میں حاضر تھا۔ یا درمیان میں آیا۔ یا آخر میں کیونکہ
بسبب اختلاف طور کے احادیث کی روایت میں بڑا اختلاف ہوتا ہے۔ تو جو
راوی ابتدا سے انتہا تک حاضر ہوگا اس کی روایت پر اعتماد ہوگا۔ اور اسکی حدیث
سے مراد اور حکم شرعی معلوم ہوگا۔ اور جو راوی ابتدا سے انتہا تک حاضر نہ ہو تو اسکی
روایت میں اکثر خلل اور نقصان ہوگا۔ اور حضرت کی مراد ایسی حدیث سے
سمجھی نہیں جاوے گی۔ جیسا کہ تیسیر الوصول کے فروع تعبیہ میں ہے عن ابن جبیر رض
قال قلت لابن عباس رض عَجِبْتُ لِاخْتِلَافِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اِہْلَالِہٖ حِیْنَ اَوْجَبَ فَقَالَ اَوْجَبَ فَقَالَ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ
النَّاسِ بِذٰلِکَ اِنَّہَا اِنَّمَا کَانَتْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَجَّۃً
وَاحِدَۃً فَمِنْ ہُنَالِکَ اخْتَلَفُوْا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
حَاجًّا فَلَمَّا صَلّٰی فِی الْمَسْجِدِ بِذِی الْحُلَیْفَۃِ رَکْعَتَیْہِ اَوْجَبَ فِیْ مَجْلِسِہٖ فَاَہَلَّ

بِالْحَجِّ حِیْنَ فَرَغَ مِنْ رَکْعَتَیْہِ فَیَسْمَعُ ذٰلِکَ مِنْہُ اَقْوَامٌ فَحَفِظْتُہٗ عَنْہُ ثُمَّ
رَکِبَ فَلَمَّا اسْتَقَلَّتْ بِہٖ نَاقَتُہٗ اَھَلَّ وَ اَدْرَکَ ذٰلِکَ مِنْہُ اَقْوَامٌ وَ ذٰلِکَ
اِنَّ النَّاسَ اِنَّمَا کَانُوْا یَاْتُوْنَ اَرْسَالًا فَسَمِعُوْہُ حِیْنَ اسْتَقَلَّتْ بِہٖ نَاقَتُہٗ
یُھِلُّ فَقَالُوْا اِنَّمَا اَھَلَّ حِیْنَ اسْتَقَلَّتْ بِہٖ نَاقَتُہٗ ثُمَّ مَضٰی فَلَمَّا عَلَا
شَرَفَ الْبَیْدَآءِ اَھَلَّ وَ اَدْرَکَ ذٰلِکَ مِنْہُ اَقْوَامٌ فَقَالُوْا اِنَّمَا اَھَلَّ حِیْنَ عَلَا
شَرَفَ الْبَیْدَآءِ وَ اَیْمُ اللّٰہِ لَقَدْ اَوْجَبَ فِیْ مُصَلَّاہُ وَ اَھَلَّ حِیْنَ اسْتَقَلَّتْ بِہٖ نَاقَتُہٗ
اَھَلَّ حِیْنَ عَلَا عَلٰی شَرَفِ الْبَیْدَآءِ الخ جبر ابوداؤد خلاصہ ترجمہ اس کا یہ ہی کہ ابن جبیر رضہ
سے روایت ہی کہ انہوں نی کہا ابن عباس رضہ کو کہ تعجب ہوتا ہیں اصحاب کے اختلاف سے
کہ حضرت نی کس وقت تلبیہ کو شروع کیا تب ابن عباس رضہ نی فرمایا کہ میں سب لوگوں سے
اس امر میں خوب واقف ہوں حضرت نی ایکبار حج کیا تھا یعنی حج متعدد نہ تھا کہ ہر بار
ایک ایک طور سی کیا ہو اور ہر ایک اصحابی ایک ایک حال کو دیکھ کر حکایت کرتی
ہوں بلکہ سبب اختلاف کا یہ ہے کہ نکلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حج کے
ارادے سی پہر جب مسجد میں ذو الحلیفہ کی پہنچی تو دو رکعت نماز پڑہی پہنچی کے بعد
پہلا تلبیہ کیا پہر سنا اس کو لوگوں نے اور اس کو اپنی طرح یاد رکہا اور روایت
کیا پہر اس کے بعد آپ سوار ہوئے اور جب اونٹنی حضرت کو اٹہایا تب تلبیہ فرمایا
اور اسکو دوسری لوگوں نے سنا اور ویسی ہی یاد رکہا اور ویسی ہی اسکو نقل کیا اسکی بعد
جب حضرت بلندی پر چڑہی تلبیہ کیا اور اسکو تیسری قوم نی سنا سو اسی کو یاد رکہا اور حکایت
کیا اور یہ اس واسطی تہا کہ لوگ حضرت کی پاس جماعت متفرق آتی تہی جیسا جس نے
جس وقت سنا ویسا ہی نقل کیا تمام ہوا خلاصہ اس کا پہر جو شخص ابتدا سی حضرت
کی ساتھ رہتا جیسے ابن عباس رضہ وہی حقیقت حال پر مطلع رہیں

121

اور روایات اس کی ٹھیک ہو۔ اور منجملہ اس کے یہ ہی کہ اگر کوئی حدیث جواب میں کسی سوال کے واقع ہو۔ تو ضرور ہی کہ سائل کے لفظوں میں تامل کیا جاوی۔ اسواسطی کہ جواب موافق سوال کے ہوتا ہی۔ پہر بعضی حدیث ایسی ہے۔ کہ اگر صرف اس حدیث کے تئیں دیکہا جاوی۔ تو ایک مطلب سمجہا جاتا ہی اور اگر سوال کو لحاظ کیا جاوی۔ تو دوسری مراد معلوم ہوتی ہی جیسا کہ تیسیر الوصول کے باب حج النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں لکہا ہی

اَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَفَضْتُ قَبْلَ اَنْ اَحْلِقَ فَقَالَ اِحْلِقْ وَلَا حَرَجَ فَجَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ اِرْمِ وَلَا حَرَجَ

الحدیث خلاصہ اس کا یہ ہی۔ کہ آیا حضرت کی پاس ایک مرد موسم حج میں پہر کہا اسنے یا رسول اللہ افاضہ کیا میں نے سر منڈانی کی پہلے فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سر منڈا اور کچہ حرج نہیں۔ پہر دوسرا مرد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاس آیا۔ اور کہا یا رسول اللہ ذبح کیا میں نے رمی کی پہلی۔ فرمایا رمی کر اور کچہ حرج نہیں اب ظاہر سی اس حدیث کی معلوم ہوتا ہے۔ کہ حج کے افعال کو بلا ترتیب یعنی مقدم کو موخر موخر کو مقدم کرنا میں کچہ گناہ اور فدیہ نہیں ہوتا ہے۔ خواہ قصداً ہو خواہ بہول کر خواہ نادانستگی سی ہو جیسا کہ بعض لوگ ایسا ہی سمجہتی ہیں۔ لیکن سائل کے لفظ کی طرف اگر نظر کیجاوی۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ حکم صرف بہول سی اور نادانستگی کی حالت میں ہو اور بالقصد کی تقدیر میں نہیں جیسا کہ سوا اس کے نہیں میں ہو کہ صحیح المسلم میں لکہا ہے روایت سی ابن عمر بن العاص میں کی

وَقَفَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ فَطَفِقَ نَاسٌ يَسْأَلُوْنَهٗ فَقَالَ الْقَائِلُ مِنْهُمْ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنِّيْ لَمْ اَكُنْ اَشْعُرُ اَنَّ الرَّمْيَ قَبْلَ النَّحْرِ فَنَحَرْتُ قَبْلَ الرَّمْيِ فَقَالَ اِرْمِ وَلَا حَرَجَ قَالَ فَمَا سَمِعْتُهٗ يُسْئَلُ يَوْمَئِذٍ

عَنْ اَمْرٍ مِمَّا يَنْسَى الْمَرْءُ اَوْ يَجْهَلُ مِنْ تَقْدِيْمِ بَعْضِ الْاَمْرِ قَبْلَ بَعْضٍ وَاَشْبَاهِهَا اِلَّا قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَ اِفْعَلُوْا ذٰلِكَ وَلَا حَرَجَ الحدیث خلاصہ یہ کہ لوگ سوال کرتی تھی. رسول خدا صلعم سی سو پوچھا ایک نے یا رسول اللہ مجھ خبر نہ تھی. کہ رمی پہلی ذبح کے ہی سو میں نے ذبح کیا پہلی رمی کی پہر حضرت نی فرمایا رمی کرو اور کچھ حرج نہیں جب کوئی حضرت سی سوال کیا تھا. کہ کسی نے مردنی بہول کر کی انجان ہو کر کوئی کام کیا. یعنی پہلے کو پیچھے اور پیچھے کو پہلی تب حضرت فرماتی تہی کہ کرو. اور کچھ حرج نہیں اور منجملہ اس کے یہ ہے کہ سمجھی کہ یہ حکم علی الاطلاق ہی. یا حکایت کسی حال کی. کیونکہ راوی کبھی سمجھتا ہے کہ یہ حکم ہر حال میں ہی اور ویسی ہی روایت کرتا ہے. باوجود اس بات کے کہ واقع میں حضرت نی بطور قصے کے کسی کا حال فرمایا ہے. اور ظاہر الفاظ سے حدیث کی یہ نہیں معلوم ہوتا ہے پہر جو عبارت حدیث پر نظر کریگا. تو بڑی غلطی میں پڑیگا. جبتک کہ قصہ اس حدیث کا نہ جانے اور قصہ حدیثوں کا تتمہ حدیثوں میں اکثر موجود نہیں ہوتا. بلکہ کتب سیر اور شروح حدیث اور فقہ میں مرقوم ہوتا ہے جیسا کہ مشکوۃ کی باب البکاء علی المیت میں وہ حدیث ہے کہ ان دونوں کی ذکر کرتے ہیں بہت طول ہوتا ہے. اس واسطے صرف مثال کیلئے خلاصہ ان دونوں حدیثوں کا مختصر کر کی لکھا گیا. جب عائشہ کی نزدیک ذکر کیا گیا. کہ عبد اللہ بن عمر رض کہتے ہیں اِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ یعنی مردہ عذاب کیا جاتا ہے بسبب رونے زندہ کی اس پر عائشہ رض نے فرمایا. کہ خدا مغفرت کری عبد اللہ کی خبردار ہو. کہ عبد اللہ نی قصداً جھوٹ نہیں کہا لیکن بہول گیا جو حضرت سی سنا یا خطا اسکی سمجھ میں واقع ہوئی سو قصہ یوں ہے کہ ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گزری. ایک یہودیہ کی قبر کی سامنے کہ اس پر کوئی روتا تہا. تب حضرت نے فرمایا. کہ یہ لوگ اس پر روتی ہیں اور حال اسکا یہ ہے

١٢٢

کی جاتی ہے اپنی قبر میں اور ایک روایت میں اس قدر زیادہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے
فرمایا کہ کافی ہے تم کو قرآن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی یعنی
کوئی نفس اٹھاویگا دوسری کی بوجھ کو یعنی ایک کا گناہ دوسری پر نہ پڑیگا سو رونا
اور نوحہ کرنا یہ گناہ زندہ کا ہے مردہ پر کیوں پڑیگا۔ اور منجملہ اسکی یہ ہے کہ تمام
آیات احکامی قرآن کی اسکی معنی اور تاویل کے ساتھ خوب معلوم او یاد ہو کیونکہ
بہت سی حدیثیں ظاہر میں آیت قرآن کی خلاف ہیں تو اس پر عمل جائز نہیں مگر جب
معلوم ہو کہ وہ حدیث متواتر ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ پہلی آیت اسکی ناسخ ہوئی
ہے یا قراین سے اور علامات اور تاویلات سے تطبیق ان دونوں کے درمیان ہو سکی
یا اس حدیث کی ترجیح اور قوت دوسری کسی طور سے تحقیق اور ثابت ہو تو
البتہ ایسی حدیث پر عمل ہوگا۔ لیکن اس بات کی تحقیق کے واسطے بہت علم درکار
ہے کہ اس مقام میں گنجائش اس کی نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ توضیح کے
فصل النسخ میں اور تفسیر احمدی کے خطبے میں لکھا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم
یَکْثُرُ لَکُمُ الْاَحَادِیْثُ مِنْ بَعْدِیْ فَاِذَا رُوِیَ لَکُمُ الْحَدِیْثُ فَاعْرِضُوْہُ عَلٰی
کِتَابِ اللّٰہِ فَاِنْ وَافَقَہٗ فَاقْبَلُوْہُ وَاِنْ خَالَفَہٗ فَرُدُّوْہُ یعنی بہت حدیثیں روایت
کیجاویگی تمہاری واسطے ہماری انتقال کی بعد سو جب روایت کیجاوے تمہارے
واسطے کوئی حدیث تو پیش کرو اسکو کلام اللہ پر پھر اگر اسکو موافق قرآن مجید کے پاؤ
تو قبول کرو اور مخالف پاؤ تو رد کرو یہ حدیث اصول کی کتابوں میں منقول اور
بعضی حدیث کی کتابوں میں مروی ہے اور بعضی محدثوں کی نزدیک یہ حدیث ثابت
نہیں لیکن مضمون اس حدیث کا دوسری مقاموں سے بھی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ
نور الانوار کی بحث سنت میں ہے رُوِیَتْ فَاطِمَۃُ بِنْتُ قَیْسٍ اَنَّ زَوْجَہَا طَلَّقَہَا

وَلَمْ يَجْعَلْ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُكْنٰى وَّلَا نَفَقَةً فَعَنْهُ عُمَرُ رض وَقَالَ لَا نَدَعُ كِتَابَ رَبِّنَا وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا بِقَوْلِ امْرَأَةٍ أَصَدَقَتْ أَمْ كَذَبَتْ أَمْ حَفِظَتْ أَمْ نَسِيَتْ یعنی روایت کی فاطمہ بنت قیس نے کہ اسکی شوہر نے اسکو تین طلاق دی اور رسول خدا صلعم نے اسکی حدیث کی نفقہ وغیرہ کی حکم نہیں فرمایا تہا پہر عمر رض نے اسکی روایت کو رد کیا اور کہا نہ چھوڑینگے ہم کتاب پروردگار کو اور نہ سنت رسول خدا کو روایت سے ایک عورت کی نہیں معلوم کرتی ہیں ہم سچ کہا اس نے یا جہوٹ اور یاد رکہا ہے اس نے یا بہول گئی اور منجملہ اسکی یہ ہے کہ احکام اجماعیہ سے بہی واقف ہو اسواسطے کہ احکام شرع کی دلیل صرف قرآن اور حدیث ہی نہیں بلکہ اجماع بہی حجت ہے جیسا کہ مشکوٰۃ کی کتاب العلم میں ہے وعن ابن عمر رض قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم العلم ثلاثة اٰية محكمة او سنة قائمة او فريضة عادلة اصول شریعت کا تین ہے پہلا آیہ محکم یعنی کتاب اللّٰہ کہ جس سے حکم ظاہر ہے۔ دوسرا سنت قائمہ یعنی حدیث کہ سند قائمہ سے ثابت ہے تیسرا فریضہ عادلہ یعنی جو دلیل کہ برابر ہی قرآن اور حدیث کی تو پہر تینوں واجب العمل ہیں اور یہ ارشاد ہی اجماع کا اور قیاس کی طرف اور بعضی حدیث کی ظاہر معنی بالاجماع متروک ہیں یعنی بالاجماع سب علما کی ثابت ہوا کہ اس حدیث کے ظاہر معنی پر مراد نہیں بلکہ تاویل اس کی دوسری ہے پہر صورت میں اس حدیث کی ظاہر معنی پر عمل کرنا خلاف اجماع ہوتا ہے اور اجماع کا خلاف کرنا حرام ہے۔ اور باطل تر اور اجماع کو حق نہ جاننا کفر اور ضلالت ہے جیسا کفایہ شرح کی کتاب الصوم میں ہے۔ وَالْحَدِيْثُ الْوَارِدُ فِيْ اَنَّ النَّبِيَّ ع قَالَ اَلْغِيْبَةُ تُفْطِرُ الصِّيَامَ وَهُوَ مَا ئَلٌ بِالْاِجْمَاعِ وَالْفَتْوٰى بِخِلَافِ الْاِجْمَاعِ غَيْرُ مُعْتَبَرٍ یعنی قول پیغمبر صلے اللّٰہ علیہ وسلم کا

کہ غیبت روزہ کو توڑتی نہیں بالاجماع ماول ہے اور تاویل اس کی یہ ہے کہ غیبت سے
روزہ کی فضیلت جاتی رہتی ہے. فتوے دینا خلاف اجماع کی باطل ہے اور اسی واسطے
اگر کسی روزہ دار نے کسی کی غیبت کی پھر اس نے اس حدیث کی ظاہر معنی کو اعتبار کرکے
سمجھا کہ روزہ اس کا ٹوٹا. پھر اس نے قصداً کھانا کھالیا. تو اس صورت میں قضا اور کفارہ
دونوں اس پر واجب ہیں اور حدیث میں پانی کا عذر اسکی حق مقبول نہیں ہے. کیونکہ
بالاجماع اس حدیث کی ظاہر معنی مراد نہیں جیساکہ کفایہ کی اسی مقام میں ہے فَظَنَّ اَنَّ
الْغِيْبَةَ فَطَّرَتْهُ فَاَكَلَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَالْكَفَّارَةُ اِنْ لَّمْ يَعْتَمِدْ
حَدِيْثًا اَوْ فَتْوٰى لِاَنَّ هٰذَا الظَّنَّ وَالْفَتْوٰى فِيْ غَيْرِ مَوْضِعِهٖ ۔ یعنی کسی
روزہ دار نے کسی کی غیبت کی پھر گمان کیا کہ اس غیبت نے اس کے روزہ کو توڑا پھر وہ
سمجھ کر کھانا کھالیا. تو اس صورت میں قضا اور کفارہ دونوں اس پر واجب ہیں خواہ
کسی حدیث پر اعتماد کرکے روزہ توڑا ہو یا کسی عالم کا فتوی پاکر کیا ہو اسواسطے کہ یہ
گمان اور فتوی بیجا ہے. تو اب معلوم ہوا کہ جو کوئی مسائل اجماعیہ سے واقف نہ ہو اور وہ حدیث
کہ بالاجماع ماول ہے اسکی ظاہر پر عمل کریگا. تو حرام اور سخت گناہ اور خرابی میں پڑیگا اور
یہی معلوم ہوا کہ بعضے حدیث دو معنی کا احتمال رکھی تو ایک معنی کو ترجیح دیوی دوسری اور
منجملہ اسکی یہ ہے کہ جو حدیث دو معنی کا احتمال رکھی تو ایک معنی کو ترجیح دیوی دوسری
دلیلوں سے اسواسطے کہ بہت ایسی حدیث ہوتی ہی کہ ظاہر عبارت سے اسکی دو معنی متخالف
سمجھی جاتی ہیں تو جب تک اس حدیث کو قرآن سے یا دوسری حدیثوں سے
تطبیق نہ دیویں تو ہرگز مراد اس حدیث کی نہیں سمجھی جاتی ہے. تو جو کوئی
صرف ایک حدیث کی طرف لحاظ کریگا. تو سخت خبط اور اضطراب میں
پڑے گا. جیسا کہ حدیث ہے. مشکوٰۃ کے باب القراۃ فی

ایمان میں شک ہے۔ اس ... کے درمیان
کہ طلب علم ... تمام امت مرحومہ کے بلکہ تمام
امت اجابت کے فرض ہے۔ اور
متفق علیہ حدیث طلب العلم فریضۃ
علی کل مسلم بھی بالاتفاق صحیح ہے

فقہ اور محدثین کے
اور فرض ہونا علم کے
طلب کا ہر ایک امام پر اس حدیث کے
ثابت متفق ہے بلکہ لازم ہو گئی
مذہب میں بھی ثابت ہے کہ علم کے طلب کو
نہایت تکلیف پہنچائی اور کسی کی تقلید
اور تحقیق کی ہر دو پر اتفاق ہے جا
سو نہیں ہے تعیین ایک راہ کی یعنی دو
راہوں میں سے تعیین مذہب کے اور

الصلوٰۃ میں لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَءْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ اس عبارت کے دو معنے ہو سکتے ہیں ایک معنی تو یہ ہیں کہ نہیں جائز ہے نماز اس شخص کی جو نہیں پڑھتا ہے سورہ فاتحہ کو اور اس طور کی عبارت اور معنے دوسری حدیث میں بھی آئے ہیں جیسا کہ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَا وُضُوْءَ لَهٗ یعنی نہیں جائز نماز اس شخص کی جس کو وضو نہیں ہے جیسا کہ امام شافعی اس کے معنے یہی کہتے ہیں۔ اور دوسرے معنے یہ ہیں کہ نہیں ہے فضیلت اور کمال نماز میں اس شخص کی کہ نہیں پڑھتا ہے وہ سورہ فاتحہ کو اور اسی طرح کی عبارت اور معنے دوسری حدیث میں بھی آئے ہیں جیسا کہ لَا صَلٰوۃَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِي الْمَسْجِدِ یعنی نہیں کامل ہے نماز مسجد کے ہمسایہ کی مگر مسجد میں اور اسی طور پر دوسری حدیث ہے لَا صَلٰوۃَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ یعنی نماز کامل نہیں ہے جس وقت کھانا سامنے ہو اور دل بھی راغب ہو پس جبکہ اس حدیث نے دو معنے کا احتمال رکھا۔ اور کچھ قرینہ حدیث کی عبارت میں کسی معنی کی ترجیح کا نہیں ہے تب ضرور پڑا کہ اس حدیث کو قرآن اور دوسری حدیثوں سے ملایا جاوے۔ تو بعد ملانے کے ظاہر ہوا کہ مراد اس حدیث سے بھی یہی نہیں کمال ہے نماز کا بدوں سورہ فاتحہ کے یعنی بن سورہ فاتحہ کی نماز ادا ہوتی ہے لیکن کامل نہیں بلکہ ناقص اور یہی ہے مذہب ابو حنیفہ کا موافق اس آیت شریف کے فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ یعنی جس قدر تم کو آسان ہو قرآن سے اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ کوئی سورہ معین نہیں۔ اور ایسی ہی حدیث مشکوٰۃ میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو نماز تعلیم کرنے کے وقت فرمایا ہے فَاقْرَءْ مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ اور دوسری حدیث تیسیر الوصول کی کتاب التعبیر میں ہے ثَلٰثُ اٰيَاتٍ يَقْرَءُ بِهَا اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوتِهٖ خَيْرٌ لَهٗ مِنْ ثَلٰثِ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ

دوسری راہ لاتعیین مذہب کے سو ... تعیین کے

یعنی تین آیتیں کہ جو پڑھے تم میں سے کوئی اس کو نماز میں انہی تو بہتر ہے اس کے حق
میں تین اونٹنی حاملہ ہونے سے. تو اس حدیث سی معلوم ہوا کہ تین آیہ جس سورہ سے
ہو نماز میں پڑھنی کافی ہے. اور جاننا چاہئے. کہ یہ حکم امام اور منفرد کے حق میں ہے
اور مقتدی کو قرائت حرام ہے. الغرض اس حدیث کے پہلے معنوں پر عمل کیا جاوے
تو قرآن اور دوسری حدیثوں سے تطبیق ہوتی ہے اور اگر پہلے معنوں پر عمل کیا جاوے
تو قرآن اور دوسری حدیثوں کی خلاف ہوتا ہے. خلاصہ یہ ہے. کہ جب تک اس حدیث
کو قرآن اور دوسری حدیثوں سے ملایا نہ جاوے تو مراد ہرگز اس حدیث کی سمجھی نہیں
جاتی ہی اور منجملہ اس کے معلوم کرنا وجہ ترجیح کو یعنی اگر دو حدیث آپس میں متعارض
ہوں تو دریافت کرنا کہ غالب کون ہے. اور عمل کرنا کس پر صحیح ہے اور ترجیح بہت
سببوں سے ہوتی ہے. ہر ایک کی تفصیل اور ہر ایک کا بیان بہت دراز ہے. یہاں نمونہ کے
کے واسطے چند چیزیں مذکور ہوتی ہیں. کہ کبھی ترجیح بعضی حدیث کو بسبب موافقت کلام
اللہ کی ہوتی ہے. یعنی دو حدیث میں اختلاف ہو. تو قرآن جس حدیث سی موافق
ہو وہ راجح ہے اور کبھی واسطے توافق حدیث متواتر یا مشہور کی اور کبھی اس جہت
سے کہ ایک حدیث بعض وقت میں وارد ہے اور دوسری اکثر احوال میں اور کبھی
اس جہت سے کہ ایک حدیث کی راوی فقیہ اور مجتہد تھے. یا وہ جو حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کی صحبت سے بیشتر حاضر رہتے تھے. تو ان کی روایت دوسروں کی نسبت
غالب ہے. اور کبھی بحیثیت تقدم اور تاخر کے یعنی حدیث موخر راجح ہے. کیونکہ موخر
ناسخ متقدم کی ہے. جیسا کہ مسئلہ آمین کہنے کا بعد سورہ فاتحہ کے اس کے اخفا میں بھی
حدیث وارد ہے اور جہر میں بھی مروی ہے. پھر یہ حدیث اخفا کی اتنی وجہ
سے غالب ہے. اول یہ کہ حدیث جہر کی بعض وقت میں وارد تھی

یعنی امت کو تعلیم کیلئے تو لوگ جانتے ہیں کہ فاتحہ کے بعد آمین کہنا چاہئے۔ جیسا کہ
مروی ہے کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں کبھی آواز بلند کر کی قرأۃ
فرماتے تھے۔ تاکہ لوگ قرأت کی مقدار کو معلوم کرلیں یعنی کس وقت میں کس قدر قرآن
پڑھنا چاہئے جیسا کہ تیسیر الوصول کے فصل الصلواۃ الظہر یا عصر میں ہے عن ابی قتادۃ
اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقْرَءُ فِی الظُّہْرِ فِی الْاُوْلَیَیْنِ بِاُمِّ الْکِتَابِ
وَسُوْرَتَیْنِ وَفِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُخْرَیَیْنِ بِاُمِّ الْکِتَابِ وَیُسْمِعُنَا الْاٰیَۃَ اَحْیَانًا وَعَنِ
الْبَرَاءِ قَالَ کُنَّا نُصَلِّیْ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الظُّہْرَ
فَنَسْمَعُ مِنْہُ الْاٰیَۃَ بَعْدَ الْاٰیَۃِ مِنْ لُقْمَانَ وَالذّٰرِیٰتِ اور بخلاف حدیث اخفا کی
کہ وہ مطلق احوال اور اکثر اوقات میں تھی۔ تو اس واسطے حدیث اخفا کی غالب ہے
جیسا کہ ملا علی قاری محدث نے شرح مختصر وقایہ میں لکھا ہے۔ اَنَّ الْجَہْرَ بِہَا فِیْ بَعْضِ
الْاَحْیَانِ لِلتَّعْلِیْمِ فِعْلًا کَمَا وَرَدَ وَکَانَ یُسْمِعُنَا الْاٰیَۃَ اَحْیَانًا لِئَلَّا یَکُوْنَ سُنَّۃً
مُسْتَمِرَّۃً وَاِلَّا لَمَا تَرَکَ عُمَرُ وَعَلِیٌّ وَابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ اور کافی میں ہے
وَالْجَہْرُ الْمَرْوِیُّ عَلٰی اَنَّہٗ کَانَ اِتِّفَاقًا لَا قَصْدًا اَوْ کَانَ لِلتَّعْلِیْمِ اَنَّ النَّاسَ
اَنَّ الْاِمَامَ یُؤَمِّنُ کَمَا یُؤَمِّنُ الْقَوْمُ دوسری وجہ یہ ہے کہ اخفا کی راوی عمر بن الخطاب
اور علی ابن ابی طالب اور عبداللہ ابن مسعود رض اور ان کی مانند ہیں۔ جیسا کہ لمعات التنقیح
اور شرح سفر السعادت میں ہے۔ اور یہ راوی بہ نسبت جہر کے بڑے فاضل ہیں اور قاعدہ ہے
کہ جس حدیث کا راوی بڑا فقیہ اور فاضل ہو۔ تو دوسری حدیث پر جس کا راوی ویسا نہ
ہو غالب ہے۔ جیسا کہ اصول کی کتابوں میں ہے۔ اور یہاں رفع یدین کے
مسئلہ میں مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ خصوصاً رعایت اور مذاہب عمر رضی اللہ عنہ
کا کہ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے امت کو فرمایا ہے کہ ہمارے

بعد پیروی کر ابو بکر اور عمر کی جیسا کہ مشکوٰۃ کے باب العلم المناقب میں ہے عن ابن
مسعود رضؔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر
و عمر اور حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے علی رضؔ کے شان میں فرمایا ہے
کہ میں گھر ہوں علم کا اور علی دروازہ ہے اس کا جیسا کہ مشکوٰۃ کے باب المناقب علے
میں ہے انا دار الحکمۃ و علی بابھا اور علی الخصوص عبد اللہ بن مسعود رضؔ کو حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے۔ امت کو کہ دین کے امر میں جو عبد اللہ بن مسعود رضؔ کو کہے۔ اس کو سچ جانو۔
جیسا کہ مشکوٰۃ کے اسی باب میں ہے وما حدثکم ابن مسعود فصدقوہ پھر جب
راوی اخفائے آمین کی عمر بن الخطاب اور علی ابن ابی طالب اور عبد اللہ بن
مسعود ٹھیرے اور تینوں صحابی جلیل القدر عظیم الشان ہیں۔ اور عمل
بھی ان کا یہی تھا۔ تو بے شک اخفا راجح ہے۔ اور پیروی اس کی واجب
اور تیسری وجہ یہ ہے۔ کہ آیت قرآن کی حدیث اخفا کے موافق ہے اس واسطے
کہ قرآن میں آیا ہے ادعوا ربکم تضرعا و خفیۃ انہ لا یحب المعتدین
دعا کرو تم خدا تعالے سے عاجزی اور پوشیدگی سے۔ بیشک خدا دوست نہیں
رکھتا ہے حد سے گزرنیوالے کو۔ اللہ نے دعا میں عاجزی اور اخفا کو حد کیا۔ تو جو
عاجزی اور اخفا نہ کرے اس پر رحم نہیں رکھتا ہے اور اللہ تعالے نے فرمایا اذکر
ربک فی نفسک تضرعا و خیفۃ دون الجھر من القول یاد کرو اپنے پروردگار
کو اپنے دل میں عاجزی اور ڈر سے بلند آواز کر کے نہیں۔ اور تیسیر الوصول
کے باب التفسیر میں ہے قال الصحابۃ اقریب ربنا فنناجیہ ام بعید فنناديه
فنزلت و اذا سالک عبادی عنی فانی قریب پوچھا اصحاب نے
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ پروردگار ہمارا نزدیک ہے۔ تو چپکے دعا کریں یا دور ہے

تو شور سے پکاریں تب نازل ہوئی یہ آیت جب پوچھیں تجھ سے میرے بندے میرا حال کہ تو کہہ کہ بے شبہ میں نزدیک ہوں۔ پھر ان تین آیتوں سے معلوم ہوا۔ کہ ہر دعا میں اخفا واجب ہے مگر جس دعا میں جہر کرنا اس کا دلیل یقینی اور اجماع سے اور بے اختلاف کے ثابت ہو تو البتہ وہاں جہر جائز ہے جیسا کہ حج کے تلبیہ وغیرہ میں اور جبکہ لفظ آمین کا بھی دعا ہے کیونکہ معنی اس کے ہیں قبول کر اور جہر اس کا دلیل یقینی سے اور اجماع سے ہرگز ثابت نہ ہوا۔ بلکہ حدیث میں تعارض واقع ہوا۔ تو حدیث اخفا کی جو کلام اللہ کے موافق ہے راجح ہوئی۔ جیسا کہ نہایہ میں ہے وَاحْتَجَّ اَصْحَابُنَا بِاَنَّ التَّامِیْنَ دُعَاءٌ فَاِنَّ مَعْنَاہُ اَللّٰھُمَّ اَجِبْ وَالسَّبِیْلُ فِیْہِ اَلْاِخْفَاءُ لِعِبَارَۃِ الْمَخَافَۃِ عَلٰی مَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلدُّعَاءُ مُخْفِیُّ سَبْعٍ اور عنایہ اور کافی میں بھی یہی ہے۔ لیکن عبارت میں کچھ اختلاف ہے طوالت کی خوف سے نہیں لکھا گیا اور چوتھی وجہ یہ ہے کہ حدیث جہر کی جو وائل بن حجر سے مروی ہے ضعیف ہے جیسا کہ یحییٰ بن معین نے کہ سردار ہیں محدثوں کا اور شیخ اور استاد ہیں امام محمد بخاری کے جن کا حال تیسیر الوصول کے خطبے میں لکھا ہے ضعیف کہا۔ اور اس وجہ کو امام زیلعی نے تبیین الحقائق میں لکھا ہے قَالَ الشَّافِعِیُّ یَجْھَرُ بِھَا عِنْدَ الْجَھْرِ بِالْقِرَاءَۃِ لِحَدِیْثِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اٰمِیْنَ وَمَدَّ بِھَا صَوْتَہٗ وَمَا رَوَاہُ ضَعَّفَہٗ یَحْیَی بْنُ مُعِیْنٍ فَلَا یُلْزِمُ حُجَّۃً اور محدث ابن الہمام صاحب فتح القدیر نے اس حدیث کو معلول کہا ہے چنانچہ اس بات کو شیخ عبد الحق دہلوی نے لمعات التنقیح میں اور شرح سفر السعادت میں نقل کیا ہے اور پانچویں وجہ یہ ہے۔ کہ جو آمین کا مقدم اور اخفا اس کا مؤخر ہے یہ حدیث اخفا راجح ہے حدیث جہر پر اس واسطے کہ جہر منسوخ ہے جیسا کہ کفایہ اور روقایہ اور بنایہ

میں ہے قال عبد الله بن مسعود رضہ ترك الناس الجهر بالتامين وما تركو
الا بعلمهم بالنسخ فرمایا ہے عبداللہ بن مسعود رضہ نے کہ لوگوں نے آمین شور سے کہنا چھوڑ
دیا ہے اور نہ چھوڑا اسے مگر جب یقین حاصل ہوا ان سب کو اس کی منسوخیت
کا اور جیسا کہ مسئلہ رفع یدین کا کہ عدم رفع اور رفع دونوں میں حدیث وارد ہے لیکن عدم
رفع کی حدیث کو بہت وجہ سے غلبہ ہی. وجہ اول یہ ہے کہ حدیث عدم رفع کی راوی زیادہ
ستمد اور معتبر بڑی فقیہ اور بڑی فاضل ہیں جیسا کہ عبداللہ بن مسعود رضہ کہ حضرت صلعم
کے سفر اور حضر میں ملازم رہتے تھے. اور حضرت صلعم کی احوال پر کمال مطلع تھے اور اسوا اسکے حضرت صلعم
نے فرمایا ہی کہ دین کے امر میں جو عبداللہ بن مسعود کہی اس کی پیروی کرو. اور اصحاب
عشرہ مبشرہ یعنی دس صحابی جن کو پیغمبر خدا صلعم نے بہشت کی خوشخبری دی ہے. اور
اصحاب بدری کہ خدا تعالی نے ان لوگوں کو جنت کی بشارت دی ہے اور یہ
سب صحابی حضرت کی صحبت میں اکثر حاضر رہا کرتے. اور حضرت کی مجلس
میں خصوصا نماز کے وقت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت نزدیک رہتے تھے اور
حضرت صلعم کے احوال پر خوب واقف تھے. بخلاف حدیث رفع کے راوی کہ اس مرتبہ
میں نہ تھی تو بیشبہ حدیث عدم رفع کی ترجیح ہے. جیسا کہ فتح القدیر اور لمعات التنقیح
میں ہے واعلم ان الآثار عن الصحابة والطرق عن النبي صلعم كثيرة جدا
والقدر المحقق بعد ذلك كله ثبوت رواية كل من الامرين عنه
عليه السلام فيحتاج الى الترجيح لقيام التعارض ويترجح ما صرنا اليه بانه
كانت اقوال مباحة في الصلوة وافعال من جنس هذا الرفع وقد علم
نسخها فلا يبعد ان يكون هو ايضا مشمولا بالنسخ خصوصا وقد ثبت
ما يعارضه ثبوتا لا مرد له وكذا افضلية الرواة من رجال الله

١٣١

فقد حدث من لا يحصى عن عبد الله بن مسعود رضہ وهو عالم بشرائع
الاسلام وحدوده ومتفقد لاحوال النبي صلعم ملازم له في اقامته
واسفاره فيكون للاخذ بعند التعارض اولى من افراد مقابله اور نہایہ اور
عنایہ اور ذخیرۃ العقبے میں ہے وروا اخبارنا العبادلۃ يعون من اصحاب النبي صلعم
الذين كانوا يلون النبي صلعم في الصلوة وعبد الله بن عمر ووائل بن
حجر كانوا يقومون ابعد منه صلى الله عليه وسلم والاخذ بقول الاقرب اولى
وروى عن ابن عباس رضہ انه قال ان العشرة الذين بشرهم النبي صلعم بالجنة
لم يكونوا يرفعون ايديهم الا عند افتتاح الصلوۃ دوسری وجہ یہ ہے۔ کہ بعض صحابی
نے حضرت کی رفع یدین کو روایت کیا اور بعض نے عدم رفع۔ یعنی ارسال کو روایت کیا۔
لیکن قول حضرت کا عدم رفع کے موافق ہے۔ اور رفع کے مخالف اور قاعدہ ہے کہ
جب حضرت کی دو قول مروی ہوں۔ تو جو فعل اس کے موافق ہو تو اس فعل کو غلبہ ہے
جیسا کہ کفایہ اور کافی اور نہایہ میں ہے لانہ لما تعارضت روایتا فعلہ وجب
المصير الى قوله وهو الحديث المشهور لا ترفع الايدي الا في سبع مواطن
عند افتتاح الصلوۃ وقنوت الوتر وتكبيرة العيدين والا ربعة في الحج
اور بھی حدیث طحاوی اور طبرانی اور مسند امام ابو حنیفہ حدیث کی کتابوں میں ہے
اور ہدایہ اور فتح القدیر اور عنایہ اور تبیین الحقائق میں بھی ہے۔ لیکن عبارتیں ان
کتابوں کی کچھ اختلاف ہے اور مضمون سب کا ایک ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ رفع یدین
صرف حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہوا ہے۔ قول اور حکم
سے ثابت نہیں ہے۔ بلکہ قول حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا عدم رفع میں
وارد ہے اور قاعدہ ہے۔ کہ جب حضرت کے فعل اور قول میں اختلاف

ظاہر ہو تو قول کو ترجیح ہے. جیسا کہ اصول کی کتابوں میں ہے اَلْقَوْلُ مُقَدَّمٌ عَلَى الْفِعْلِ اور دوسرے مقام میں ہے حِكَايَةُ الْفِعْلِ لَا تَعُمُّ اور خصوصاً جبکہ منع حضرت کا وارد ہوا یعنی حضرت نے لوگوں کو نماز میں رفع یدین کرنی کو منع فرمایا ہو تو بیشک حدیث عدم رفع کی غالب ہوئی جیسا کہ اوپر حدیث مذکور ہو چکی ہے لَا تُرْفَعُ الْاَيْدِيْ اِلَّا فِيْ سَبْعِ مَوَاطِنَ اور دوسری حدیث یہ ہے وَحِيْنَ رَاَى النَّبِيُّ صلعم اَقْوَامًا يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ فِي الصَّلٰوةِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّاْسِ مِنَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ مَا لِيْ اَرَاكُمْ رَافِعِيْ اَيْدِيْكُمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ اور یہی حدیث بحر الرائق اور تبیین الحقائق اور شرح مختصر وقایہ میں بھی ہے. لیکن عبارت میں کچھ اختلاف ہے اور چوتھی وجہ یہ ہے کہ رفع یدین مقدم ہے یعنی ابتدائے اسلام میں تھا پھر منسوخ ہوا. تو ضرور عدم رفع کی حدیث راجح ہوئی جیسا کہ کفایہ اور عنایہ اور کافی اور نہایہ اور شرح سفر السعادت میں ہے مَا رَوَاهُ مَحْمُوْلٌ عَلَى الْاِبْتِدَاءِ اَيْ اَنَّهُ كَانَ ثُمَّ نُسِخَ عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ رض اَنَّهُ رَاٰى رَجُلًا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلٰوةِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ مَهْ اِنَّ هٰذَا شَيْءٌ فَعَلَهُ النَّبِيُّ صلعم ثُمَّ تَرَكَهُ اور کافی اور نہایہ اور کفایہ اور شرح سفر السعادت میں ہے قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رض رَفَعَ النَّبِيُّ صلعم فَرَفَعْنَاهُ وَتَرَكَهُ فَتَرَكْنَاهُ الخ

رفع یدین کا منسوخ ہونا بہت سی کتابوں سے ثابت ہے. جیسا ہدایہ اور فتح القدیر اور نور الانوار و ترجمہ مشکوٰۃ شیخ عبد الحق رح اور کفایہ اور عنایہ اور کافی اور نہایہ اور شرح سفر السعادت. لیکن طوالت کی خوف سے ہر ایک کی عبارت جداگانہ نہیں لکھی گئی اور تغیر امر یعنی جانتا کہ ہم اس امر میں داخل ہیں. اور اس بات کو بھی جاننا بہت کہ چیز کے جاننے پر موقوف ہے اس مقام میں مثال کے واسطے تھوڑا ذکر

الحمدللہ رب العالمین وسلام علی المرسلین
عقل والوں کیلئے بس ہے
اور اس رسالہ میں اسقدر بیان ہے
مشکائیوں کے جال میں نہ پھنسیں
پنجابیوں اور ان کے مکر وفریب سے اپنے تئیں
کو بچاوے۔ کہ افسوس کے
ہلکی ہلکی ہیں مسلمانوں
عقائد کیلئے فتنہ ... رسالہ میں
اور لکی بڑی

کیا جاتا ہے منجملہ اس کے یہ ہے کہ جانے کہ یہ حدیث مکلف کے حق میں ہے۔ یا خاص بعضے گروہ کے حق میں کیونکہ بہت سے احکام بلحاظ اشخاص کے مختلف ہوتے ہیں ایک کے حق میں دوسرے کے حق میں نادرست جب وہ اس بات کو جانیگا تب سمجھیگا کہ خود کس حکم میں ہے۔ اور اسکے حق میں کیا حکم کیا اور اگر یہ فرق نہ جانیگا۔ تو بڑی گمراہی میں پڑیگا۔ جیسا کہ تیسیر الوصول کے باب القبلہ والمباشرۃ میں ہے وعن ابی ہریرۃ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ فَرَخَّصَ لَهٗ فَاَتَاهُ اٰخَرُ فَسَأَلَ فَنَهَاهُ وَكَانَ الَّذِيْ رَخَّصَ لَهٗ شَيْخًا كَبِيْرًا وَالَّذِيْ نَهَاهُ شَابًّا اخرجه ابوداؤد یعنی ابوہریرہ رضہ نے کہا۔ کہ سوال کیا ایک مرد نے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ روزہ دار کو مباشرت یعنی لگانا اپنے بدن کو عورت کے بدن سے درست ہے یا نہیں آپ نے اس کے واسطے درست رکھا پھر دوسرے نے بھی ایسا ہی سوال کیا سو اسکو حضرت نے منع فرمایا تو شخص کے واسطے درست رکھا تھا۔ وہ بڑا بوڑھا تھا اور جس کو منع کیا وہ جوان تھا۔ اور منجملہ اس کے یہ ہی کہ جانے کہ یہ حکم خاص ایک شخص معین کی حق میں تھا۔ یا عام تھا سب کے لئے جو مکلف ہوں کیونکہ بعضا حکم کسی سبب سے یا کسی مصلحت کی رو سے حضرت علیہ السلام ایک شخص خاص کے حق میں درست رکھتے تھے اور دوسرے کے حق میں نادرست اور حضرت کی بعد سب مکلف کے حق میں برابر ہے جیسا کہ تیسیر الوصول کے باب تجرب الصلوۃ میں ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ فُضَالَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ فِيْمَا عَلَّمَنِيْ حَافِظْ عَلَى الصَّلَوٰةِ الْخَمْسِ قَالَ قُلْتُ اِنَّ هٰذِهِ السَّاعَاتِ لِيْ فِيْهَا اَشْغَالٌ فَمُرْنِيْ بِاَمْرٍ جَامِعٍ اِذَا اَنَا فَعَلْتُهٗ اَجْزَأَ عَنِّيْ فَقَالَ حَافِظْ عَلَى الْعَصْرَيْنِ وَمَا كَانَتْ مِنْ لُغَتِنَا فَقُلْتُ مَا الْعَصْرَانِ قَالَ صَلٰوةٌ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ

وصلوٰۃ قبل غروبہا اخرجہ ابو داؤد عبداللہ بن فضالہ کی روایت کیا ہے
اپنے باپ سے کہا اس نے تعلیم کیا مجھ کو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اور جس بات کو
کہ حضرت نے ہم کو سکھلایا ان میں سے ایک یہ تھا کہ حفاظت کر پانچ وقت کی نماز کو
پھر کہا اس نے کہ عرض کیا میں نے کہ ان سب وقت میں میرے واسطے بہت کام رہتا ہے سو
مجھکو حکم کیجئے ایسی ایک عبادت کا کہ جب میں اس کو کر لوں تو کفایت کرے مجھکو
فرمایا حضرت نے کہ حفاظت کر عصرین کی اور لفظ عصرین کا میری بولی میں نہ تھا اسواسطے
میں نے اس کو نہ سمجھا پھر میں نے پوچھا تب فرمایا حضرت نے کہ نماز پہلی طلوع آفتاب کی
اور نماز پہلی غروب کی اور نہ جانے کہ حدیث کونسی شہر والوں کے حق
میں وارد ہے اس واسطے کہ بہت احکام الٰہی باعتبار شہروں کی مختلف ہوتی ہیں
اور حدیث کی عبارت سے اس شہر کا ذکر کچھ نہیں ہوتا ہے جب وہ شخص اس بات کو
جانیگا تب سمجھیگا کہ یہ حکم ہم پر ہے یا دوسری پر اور اگر یہ فرق نہ جانے گا تو سخت
خرابی میں پڑیگا جیسا کہ مشکوٰۃ کے باب آداب الخلاء میں ہے عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ رضـ قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ
وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا وَلٰكِنْ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ یعنی جب تم پائخانہ میں آؤ
تو قبلہ کی طرف منہہ یا پیٹھ نہ کرو لیکن پچھم یا پورب کی طرف منہہ کرو تو یہ حکم
مدینہ والوں کی حق میں اور مانند انکی ہی سو اسکی کہ مدینہ مطہرہ اوتر مکہ معظمہ کے ہے
تو جب پچھم یا پورب کی طرف منہہ کریگا تو قبلہ کی جانب میں منہہ نہ ہوگا جیسا کہ
تیسیر الوصول کی باب طلب الاستنجا میں ہے قولہ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا اَمْرٌ لِاَهْلِ الْمَدِیْنَةِ
وَمَنْ قِبْلَتُهُ عَلٰى ذٰلِكَ وَاَمَّا مَنْ كَانَ قِبْلَتُهُ اِلَى الشَّرْقِ وَالْغَرْبِ فَلَا
یَسْتَقْبِلُهُمَا یعنی قول حضرت کا شرقوا او غربوا حکم ہے اہل مدینہ کی اور جو لوگ کہ قبلہ

سوال وجواب ... سبب ... شریفین

ما قول العلماء الحرمين الشريفين ... العلماء العصر
من اهل الهند انه لا يجب على العامى
من المسلمين تقليد امام معين من الائمة
الاربعة وانما يجب على كل شخص
... لان الله امرنا
باتباع ... ولا غيره
الى اتباع الرسول صلعم والعمل
روى عنه صلى الله عليه وسلم
ويقولون من قلد امام من الائمة
الاربعة فقد خالف امر الله تعالى
فيجب على كل عاقل ان يعمل بما في
الحديث ... يستنبطه بعقله ...
... يعملون بالحديث ... الاستنباط ...
... الحديث ...

قبل الكلام
مع ذلك ...
انهم بعض ...
ويرون التقليد ...
يطعنون الناس ...
الائمة الاربعة ومع ذلك ...
... يطعنون على ...

الاحاديث الصحيحة ولم عندنا بهذه الافعال المرءة ويقولون مرتين متوضأ من مس الذكر ويعمل ويامن جهرا انه في السفر بلا عذر ويتوضأ بجمع بين الصلوتين بعدد

يبلغ ابا حنيفة اصلا فما قولكم في مثل هؤلاء الناس هل يحتمل على قولهم وترك التقليد ام اسلام قولهم باطل عاطل بما هو كما هو عليه ائمة الدين الحنفية لانحن في حيرة تامة ولا يكشف عنا هذه الشبهة الا قولكم وكتابتكم وامهاركم ولكن جوابكم على وجه التنقيط الممكن على نصها انحي ليكون ذا جر الله من عليه

ان کا اسی جانب میں ہے اور جس کا قبلہ مشرق یا مغرب کی جانب ہو ان کے حق میں یہ حکم نہیں ہے اور جیسا کہ تیسیر الوصول کی فصل استقبال القبلہ میں ہے عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قبلۃ اخرجہ الترمذی یعنی درمیان پورب اور پچھم کے قبلہ ہی تو یہ حکم ہی اہل مدینہ اور مثل ان کی واسطے ہی اور منجملہ ان کی یہ ہے کہ اس حدیث کی مجلس کو جانی کیونکہ بعضا حکم بسبب اختلاف مجلس کے مختلف ہوتا ہے جیسا کہ ایک حدیث کو لوگوں میں مشہور ہی اور فتاوی حمادیہ میں بھی ہے اَکْرِمُوا الْخُبْزَ فَاِنَّهَا مِنْ بَرَکَاتِ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ یعنی روٹی کی تعظیم کرو کیونکہ بہ برکت ہے آسمان اور زمین کے ہے یعنی روٹی جب آوی تو انتظار سالن کا نہ کرو۔ تو یہ حکم گھر کے کھانی میں ہے ضیافت میں نہیں کیونکہ ضیافت میں صاحب خانہ کی اذن کی انتظاری کری۔ جیسا کہ اسی فتاوی حمادیہ کی کتاب الاستحسان میں ہے وھذا فی غیبتہ وامَّا فِی الضِّیَافَۃِ فَلْیَنْتَظِرِ الْاِذْنَ تو جس کو مورد اس حدیث کا معلوم نہ ہوگا تو ضیافت کی مجلس میں جیسی لوگونکی عادت ہی کہ پہلے روٹی لاتے ہیں تو وہ شخص پہلے روٹی ہی کہا سنی لگیگا اور سالن کے لئے شور مچانی لگیگا اور میزبان کو اضطرار میں ڈالیگا۔ اور دوسرے مہمانون کو انتظاری اور تاخیر میں پہنچیگا جیسا کہ اس طرح کی خرابیاں اکثر مجلسوں میں واقع ہوتی ہیں نعوذ باللہ منہم اور منجملہ اس کے جانتا کہ یہ حدیث کس وقت میں وارد ہوئی تھی کیونکہ بہت سی حدیثیں ہیں کہ حکم ان کا ابتدائی اسلام میں تھا پھر وہ منسوخ ہوا تو جب منسوخیت کو معلوم کریگا تب جانیگا کہ ہم اس حکم میں داخل نہیں جیسا کہ مشکوٰۃ کے کتاب الایمان میں ہے نَهَاهُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اَلْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالنَّقِيْرِ وَالْمُزَفَّتِ یہ چار نام ان برتنوں کے ہیں۔ کہ جن میں شراب رکھتی تھی سو جب شراب حرام ہوئی

تو ان برتنوں کا استعمال بھی حرام ہوتا ہے تاکہ لوگوں کو شراب کی یاد نہ پڑے اور الفت اس کی نہ رہے اور کمال نفرت اور اجتناب آجاوے اور جب لوگ خوب شرع کے حکم پر مضبوط ہوئی۔ تو یہ حکم منسوخ ہوا اور منجملہ اس کے یہ جاننا کہ وہ حدیث مطلق احوال میں وارد ہے یا کسی عذر کی حالت میں واقع ہے کیونکہ بہت سی حدیثیں ہیں کہ عبارت ان کی مطلق ہے اور حقیقت میں مورد ان کا حالت عذر ہے اور جس شخص کو عذر نہ ہو اس کے حق میں وہ ہی حکم نہیں ہے تو جب تک اس بات کو نہ سمجھیگا نہ جانیگا کہ یہ حکم یہ ہے یا دوسری پر جیسا کہ مشکوٰۃ کی باب صفۃ الصلوٰۃ میں ہے

(عن مالك ابن الحويرث رض رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فَاِذَا كَانَ فِي وِتْرٍ مِنْ صَلٰوتِهٖ لَمْ يَنْهَضْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا)

رواه البخاری روایت ہے مالک بن حویرث سے کہ دیکھا اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے تھے پھر جب ہوئی حضرت طاق رکعت میں یعنی ایک رکعت کو یا تین رکعت کے بعد تو نہ اٹھے یہاں تک کہ جمی طرح سے بیٹھے اور شیخ عبدالحق دہلوی نے اسکی ترجمہ میں لکھا ہے کہ یہ بیٹھنا حضرت کا بسبب عذر کی اور حاجت کی تھا جس طرح بیماری اور ضعف اور کبر سن وغیرہ اور جس کسی کو اس کی حاجت اور ضرورت نہ ہو تو اسکے حق میں وہ سنت نہیں اھ ہدایہ اور فتح القدیر اور بحر الرائق میں بھی ایسا ہی مذکور ہے خلاصہ اس مطلب کا یہ ہے کہ قرآن اور حدیث سے حکم نکالنے کے واسطے بہت سے امور ضرور ہیں کہ تفصیل ان کی اس مقام میں نہیں ہو سکتی ہے۔ اس واسطے صرف مثال کے لئے چند باتیں کہ ہر عوام اور خواص اس کو بے تکلف سمجھیں یہاں بیان کی گئیں اور ان کے سوا اور شرطیں بھی ضرور ہیں۔ کہ ان کے مضمون کو بھی سمجھنا ہر ایک عوام کو دشوار ہے جیسا کہ لغت اور اصول

١٣٧

حدیث کی کتابوں میں مفصل او مصرح ہی اور ان سب شرطوں کا اس زمانہ میں
پایا جانا سخت مشکل اور بہت دشوار ہی بلکہ متعذر اور محال ہے چنانچہ سابق جو
شرطیں بطور نمونہ کی مذکور ہوئی ہیں اس کے مضامین میں غور کرنے سے صاف ظاہر
ہوتا ہے اس واسطے اس زمانہ میں بلکہ زمانہ دراز سے سب عالموں نے بیہ نصیب دریافت کیا
کہ قرآن اور حدیث سے بالاستقلال حکم نکالنا نہیں ہو سکتا ہی کیونکہ ہر حدیث کو ثابت
کرنا اور اسکے راویوں کا حال دریافت کرنا اور صحیح اور حسن اور ضعیف وغریب کو
تحقیق کرنا اور مجمل اور ماول اور ناسخ ومنسوخ کو تمیز دینا اور ہر ایک
کی غرض اور مراد کو پہنچنا بالاستقلال یعنی صرف اپنی تلاش اور جستجو سے
حاصل نہ ہو سکیگا۔ بلکہ آخر کو لاچار ہو کر پشیمان بن کر ان سب شرطونکو حاصل
کرنیکے لئے کسی محدث یا مجتہد یا فقیہ کی تقلید کرنی پڑیگی تو ابتدا سے تقلید
کسی مجتہد کی اپنے اوپر کرنی ہے اور اسیواسطے سب علما نے اجماع کیا اس بات
پر کہ جس مجتہد کے اجتہاد پر تمام علماء کا اتفاق ہوا اور سب فاضلوں کے نزدیک
اس کا اجتہاد مقبول ہوا اور مذہب اس کا نقل تواتر سے منقول ہوا اور مسائل اور قواعد
اسکے مذہب کے بہ شبہ مفصلا مروی ہوں تو ایسے کی تقلید درست ہے پھر کوئی
مجتہد ان اوصاف کی ساتھ سوائے ان چار امام کے پایا نہیں گیا۔ اور کوئی مذہب
ان اوصاف کی ساتھ سوائے ان چار مذہب کے ثابت نہیں ہوا۔ اس واسطے
سب علماء اور تمامی فضلا کا اجماع اس بات پر ہوا ہی کہ ان چار مذہب میں سے ایک
مذہب کی پیروی کرنی واجب ہے اور ان کے سوا اور کسی مجتہد کی تقلید یا دوسری کسی
طریقہ کی پیروی جائز نہیں ہے۔ اور کوئی یہ گمان نہ کرے کہ صرف علما حنفی نے
یہ اجماع کیا ہے بلکہ دوسرے مذہب مختلف کے علما نے بھی اسی بات پر

الجواب

الحمد للہ رب العالمین

کیا ہے جیسا سابق جواب میں سوال دوجیسویں کی بہت سی کتابوں سے مذکور ہوا ہے پھر ثانیا تفصیل کی حاجت نہیں ہے. لیکن بطور نمونہ کے صرف ایک کتاب سے لکھا جاتا ہے نہایۃ المراد شرح مقدمہ ابن عماد میں ہے وَفِي زَمَانِنَا قَدِ انْحَصَرَتْ صِحَّةُ التَّقْلِيدِ فِي هٰذِهِ الْمَذَاهِبِ الْأَرْبَعَةِ فِي الْحُكْمِ الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ بَيْنَهُمْ وَفِي الْحُكْمِ الْمُخْتَلَفِ فِيهِ أَيْضًا لَا بِاعْتِبَارِ أَنَّ مَذَاهِبَ غَيْرِهِمْ مِنَ السَّلَفِ بَاطِلَةٌ وَإِنَّمَا بِاعْتِبَارِ أَنَّ مَذَاهِبَهُمْ وَصَلَتْ إِلَيْنَا بِالنَّقْلِ الْمُتَوَاتِرِ يَرْوِيهَا جَمَاعَةٌ بَعْدَ جَمَاعَةٍ فِي كُلِّ سَاعَةٍ مِنْ زَمَانِهِمْ إِلَى زَمَانِنَا هٰذَا لَا يُمْكِنُ عَدُّ الرُّوَاةِ وَلَا إِحْصَاؤُهُمْ فِي أَقْطَارِ الْأَرْضِ وَبُيِّنَتْ لَنَا شُرُوطُ مَذَاهِبِهِمْ وَفُصِّلَتْ مُجْمَلَاتُهَا وَقُيِّدَتْ مُطْلَقَاتُهَا بِالنَّقْلِ الْمُتَوَاتِرِ بِخِلَافِ مَذَاهِبِ غَيْرِهِمْ مِنَ السَّلَفِ فَإِنَّهَا نُقِلَتْ إِلَيْنَا بِطَرِيقِ الْآحَادِ فَلَوْ فُرِضَ أَنَّ حُكْمًا مِنْ أَحْكَامٍ نُقِلَ عَنْ بَعْضِ مَذَاهِبِ السَّلَفِ بِطَرِيقِ التَّوَاتُرِ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ مُجْمَلًا لَمْ يُفَصِّلْهُ نَاقِلُهُ وَأَنَّ لَهُ قَيْدًا أَخَلَّ بِهِ نَاقِلُهُ أَوْ شَرْطًا يَتَوَقَّفُ الْقَوْلُ بِصِحَّتِهِ عَلَيْهِ فَلِذٰلِكَ الْمُجْتَهِدُ يَكُونُ الْعَمَلُ بِهِ بَاطِلًا فَلِهٰذَا الْأَمْرِ حَصَرْنَا صِحَّةَ التَّقْلِيدِ فِي اتِّبَاعِ الْمَذَاهِبِ الْأَرْبَعَةِ لَا غَيْرُ

خلاصہ مضمون اس کا یہ ہی کہ اس زمانہ میں تقلید منحصر ہے انہیں چاروں کی ایک مذہب میں اور ان چاروں کی سوا اور کسی مجتہد کی تقلید درست نہیں ہے اس واسطے کہ ان چار اماموں کا مذہب نقل متواتر سے منقول ہے اور ان کے زمانے سے لیکر اس زمانہ تک اس قدر راوی ان مذہب کے گذرے ہیں کہ شمار کرنا ان کا ممکن نہیں ہے اور ان مذہب کی شرطیں اور تفصیل خوب بیان کی گئی ہیں بخلاف اور مذہبوں کے کہ تواتر سے مروی نہیں ہیں اور مفصل ان کی نہیں ہوئی ہے تو شاید کوئی کلام مجمل ہو کہ اس کی تفصیل نہ ہوئی ہو یا کوئی قید چھوٹ گئی ہو یا کوئی شرط کہ جس پر صحت اس قول

الصحابة لان مذاهبهم لم تدوّن ولم تضبط ولا یجوز التقلید غیرهم ولو من الاکابر علی الحق والصواب فلا یجوز مع اعتقاد ان کل واحد منهم بتقلید واحد من الائمة الاربعة یجب علی احد من المکلفین ان جواب هذا السوال انه وعلی اله وصحبه اجمعین والآخرین

لاحد ان یستقل بنفسه ورایه واجتهاده واتباع ادلة الکتاب والسنة لان الاجماع انعقد علی تقلید الائمة الاربعة کالامام ابی حنیفة والامام مالک والامام الشافعی والامام احمد فلا یجوز تقلید غیرهم بعد انعقاد الاجماع علیهم لان مذاهب غیرهم لم تدوّن

کے موقوف ہو یا متروک ہوئی ہو تو ان صورتوں میں عمل اس پر باطل ہوگا۔ اس واسطے

انہیں چار مذہب میں تقلید منحصر ہوئی ہے اور شافعی علمانی بہی ایسا ہی

کہاہے جیسا کہ حافظ ابن حجر شافعی المذہب کے فاضل اور محدث اور مصنف کتاب

بلوغ المرام کا اور شافعیوں کے نزدیک بڑا معتبر ہے اس نے فتح المبین فی شرح

الاربعین کے اٹھائیسویں حدیث کی شرح میں لکہاہی اَمّا فِی زَمَانِنَا فَقَالَ اَئِمَّتُنَا لَا یَجُوزُ

تَقْلِیدُ غَیْرِ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ الشَّافِعِیِّ وَمَالِکٍ وَاَبِیْ حَنِیْفَةَ وَاَحْمَدَ رِضْوَانُ

اللّٰہِ عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ لِاَنَّ هٰؤُلَاءِ عُرِفَتْ قَوَاعِدُ مَذَاهِبِهِمْ وَاسْتَقَرَّتْ اَحْکَامُهَا

وَخَدَمَهَا تَابِعُوْهُمْ وَحَرَّرُوْهَا فَرْعًا فَرْعًا وَحُکْمًا حُکْمًا فَلَا یُوْجَدُ حُکْمٌ اِلَّا وَهُوَ

مَنْصُوْصٌ لَهُمْ اِجْمَالًا وَتَفْصِیْلًا بِخِلَافِ غَیْرِهِمْ فَاِنَّ مَذَاهِبَهُمْ لَمْ تُحَرَّرْ وَلَمْ تُدَوَّنْ

کَذٰلِکَ فَلَا تُعْرَفُ لَهَا قَوَاعِدُ حَتّٰی تُخَرَّجَ عَلَیْهَا اَحْکَامُهَا فَلَمْ یَجُزْ تَقْلِیْدُهُمْ فِیْمَا

حُفِظَ عَنْهُمْ مِنْهَا لِاَنَّهٗ قَدْ یَکُوْنُ مَشْرُوْطًا بِشَرَائِطَ اُخْرٰی وَکَلُوْهَا اِلٰی فَهْمِهَا

مِنْ قَوَاعِدِهِمْ فَقَلَّتِ الثِّقَةُ بِجَمِیْعِ مَا یُحْفَظُ عَنْهُمْ مِنْ قَیْدٍ اَوْ شَرْطٍ فَلَمْ یَجُزْ تَقْلِیْدُ

خلاصہ ترجمہ اس کا یہ ہے کہ ہماری اماموں نے یعنی شافعیوں نے کہا ہے کہ اس زمانہ میں ان چار

اماموں کی سوا اور کسی مجتہد کی تقلید جائز نہیں ہے۔ اسواسطے کہ ان اماموں کی مذہب اور انکی

قاعدی خوب معلوم اور مشہور ہیں اور مسئلے انکے خوب ثابت ہیں۔ اور تابعوں نے

انکی مذہب کو خوب ضبط کیا ہے اور بالتفصیل ہر ایک کو لکھا ہے۔ بخلاف اور

مجتہدوں کی کہ ان کا مذہب لکہا ہوا نہیں اور قاعدہ ان کا معلوم نہیں اور تفسیر

ان کی مذہب کی منقول نہیں اور مسئلے ان کے مذہب کا ضبط نہیں اسواسطے دوسری مذہب

خوب اعتماد نہیں۔ اور مالکی علمانی بہی ایسی ہی کہا ہے کہ علامہ ابراہیم بن مرعی سرخسی

کہ مالکی المذہب اور فاضل اور محدث اور مالکیوں میں معتمد علیہ ہیں اسواسطے

فتوحات الوہبیہ فی شرح الاربعین النبویۃ کی اٹھائیسوین حدیث کی شرح میں لکھا ہے ما عرف

من ھٰؤلاءِ الصَّحَابَۃِ الْاَرْبَعَۃِ اَوْ عَنْ بَعْضِھِمْ اَوْلٰی بِالْاِتِّبَاعِ مِنْ بَقِیَّۃِ الصَّحَابَۃِ

اِذَا وَقَعَ بَیْنَھُمُ الْخِلَافُ اِلٰی قَوْلِہٖ وَھٰذَا فِی التَّقْلِیْدِ الصِّرْفِ فِی تِلْکَ

الْاَزْمِنَۃِ الْقَرِیْبَۃِ مِنْ زَمَنِ الصَّحَابَۃِ لِمَا فِیْمَا بَعْدَ ذٰلِکَ فَلَا یَجُوْزُ تَقْلِیْدُ

غَیْرِ الْاَرْبَعَۃِ مَالِکٍ وَاَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَالشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ رحمہم لِاَنَّ ھٰؤُلَاءِ

عُرِفَتْ قَوَاعِدُ مَذَاھِبِھِمْ وَاسْتَقَرَّتْ اَحْکَامُھَا وَخَدَمَھَا تَابِعُوْھُمْ وَحَرَّرُوْھَا فَرْعًا فَرْعًا وَحُکْمًا حُکْمًا

خلاصہ اس کا یہ ہے کہ جو حکم شرع کا کہ ان چار خلیفوں سے یا بعض سے ان کے معلوم ہوا ہے تو وہ

مقدم ہے دوسرے صحابی کی قول پر اور یہ بات اس زمانہ کی مقلد کے حق میں تھے لیکن

اس زمانہ کی بعد جائز نہیں ہے تقلید سوائی ان چار اماموں کے یعنی مالک ابو حنیفہ

شافعی احمد رحمہم کیونکہ ان کے مذہب کے قاعدے سب معروف ہیں اور مسائل انکی

خوب ثابت اور مشہور ہیں۔ اور تابعوں نے انکی خوب ضبط کیا ہے اور ہر ایک بات

کو مفصلاً لکھا ہے اب حاصل اس سب کا یہ ٹھہرا کہ شریعت کے علما اور ہر مذہب کے

فضلا کا اجماع اور اتفاق اسی بات پر ہو گیا ہے۔ کہ اس زمانہ میں تقلید ایک امام کی ان

چار اماموں میں سے واجب ہے اور ان کے سوا اور کسی کے مسئلہ نکالنا

درست نہیں ہی اور کسی عوام کو بلکہ اس زمانہ کے خواص کو بھی اپنے سمجھ کے موافق

قرآن اور حدیث پر عمل کرنا اور اپنی دریافت پر اعتماد کر کے مسئلہ نکالنا

جائز نہیں اور کوئی فاضل یا درویش اس اجماع سے نکلا یا اس نے اس اتفاق کے

برخلاف کیا ہو یا اس کے خلاف کہا ہو تو اس شخص کا کچھ اعتبار نہیں ہے کیونکہ

وہ اجماع کہ حدیثوں کے رو سے پیروی کرنی اس کی واجب ہی وہ اس سے عبارت

ہی کہ اکثر علمائی دیندار اور فضلائی نیک کردار ایک بات پر اتفاق کریں پھر اگر کوئی

محمد بن يحيى مفتي الحنابلة

جواب

تشخص اگرچہ عالم ہی اس اجماع میں شریک نہ ہو تو اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے بلکہ وہ خود برخلاف ہوا۔ اور جماعت کا برخلاف جیسا کہ مشکوٰۃ کے باب الاعتصام میں ہے عن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار یعنی پیروی کرو بڑی جماعت کی سو تقریر یوں ہے کہ جو جدا ہوا جماعت سے گر پڑا وہ جہنم میں وعن معاذ بن جبل رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اِنَّ الشَّیْطَانَ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ کَذِئْبِ الْغَنَمِ یَاْخُذُ الشَّاذَّۃَ وَالْقَاصِیَۃَ وَالنَّاحِیَۃَ وَعَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَۃِ وَالْعَامَّۃِ یعنی بیشبہ شیطان آدمی کے حق میں جیسا بھیڑیا بکری کی حق میں ہے پکڑتا ہے بکری بھیڑ کی جو الگ اور دور پڑی اور کنارے پکڑی ہوئی کو تو واجب تم پر یہی ہے کہ جماعت اور اکثر مسلمانوں کی پیروی کو لازم کرو وعن ابی ذر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَۃَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَۃَ الْاِسْلَامِ عَنْ عُنُقِہٖ یعنی جو کوئی جدا ہوا جماعت سے ایک بالشت کی اندازے تو بیشبہ اس نے اس کلام کو اپنی گردن سے نکالا۔

غرض ان حدیثوں سے صاف ظاہر ہوا کہ اکثر مسلمان جس بات پر اتفاق کریں وہ واجب ہوتا ہے اور بعضی کا خلاف کرنا کچھ نہیں ہے بلکہ جو اکثر کا مخالف ہو تو اس پر خوف ضلالت کا اور دوزخ جہنم کا ہے نعوذ باللہ منہا ومنہم اور جو کوئی جماعت کی پیروی کریگا۔ تو وہ ہدایت پر رہیگا اور ضلالت سے بچیگا اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰی شَرِیْعَتِکَ وَرِضَاکَ وَاَقِمْ وُجُوْھَنَا اَقْدَامَنَا عَلٰی طَرِیْقَتِکَ وَھُدَاکَ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی رَسُوْلِکَ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الرَّاشِدِیْنَ وَتَابِعِیْھِمُ الصَّادِقِیْنَ سِیَّمَا عَلٰی سَیِّدِ الْمُجْتَھِدِیْنَ اِمَامِنَا وَاِمَامِ الْمُسْلِمِیْنَ وعلینا وعلی جمیع مقلدیہ الی یوم الدین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

از این جا ... فقیر ... مولوی نام ... درباب ... شرعی ... نیز ... و ... از قول و فعل ... حرره ... بقلم ...

محمد علی صاحب

الحمد لله ... الفضلاء ... الائمة ... الاربعة ...

١٤٣

خاتمة الطبعة

الحمد للہ کہ یہ رسالہ نظام الاسلام جس کے سوالوں کو کئی شخصوں نے کیا تہا اور جوابوں کو اسکی
عالم باعمل فاضل بے بدل مولوی محمد وجیہ صاحب مدرس اول مدرسہ کلکتہ نے بڑی محنت
اور تلاش کر کے آیات کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور طرح طرح معتبر
اور معتمد کتابوں کی عبارت سے مدلل و ثابت کیا اور بعد اتمام کی تمام علما اور فضلا و صلحا
نے بغور و تامل اسے دیکہہ موافق عقائد مذہب سنت و جماعت خصوصاً مطابق طریقہ حنفی
سمجھکے منظور اور پسند کرکے اپنی اپنی دستخط اور مہر سے مزین فرمایا اللہ تعالی اپنی فضل و کرم سے
اس نسخہ کی مولف کو جزائی خیر فرماوے آمین چونکہ یہ نسخہ نسخہ اکسیر کی طرح مقبول ہر خاص
و عام و مطبوع طبائع انام ہے لہذا کلکتہ میں کئی دفعہ طبع ہوا پھر دہلی میں دوبارہ چہپایا
باوجود کثرت چہاپہ کی اہل شوق کی خواہش وہی رہی اور خریداروں کی وہی گرم بازاری بنظر آن
بفرمایش محمد ... صاحب فرزند منشی علی بخش صاحب داروغہ نزول لاہور کی مطبع گنج بخش
پرکاش لاہور میں پہر طبع ہوئی۔ اللہ تعالے ساعیان اوائل و اواخر کو جزائی خیر دے
بر نسخہ ہذا از اول تا آخر غور کردہ ظاہر شد کہ مسائل مندرجہ آن مطابق عقیدہ اہل سنت
و جماعت و موافق طریقہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ است حنفی المذہب را اعتقاد و عمل بر طبق
آن واجب و متحتم است

غلام سبحان | کبیر احمد | علی وارث

جوابہای این رسالہ
ہمہ صحیح و درست بی کم و کاست موافق آیات قرآن و مطابق احادیث پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم برحسب اجماع علمای راسخین و بر طبق اتفاق فضلائے کاملین است

... فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون ... الصراط المستقيم ...

منهم بعد قرن الصحابة الكرام ... ولو ردوه الى الرسول والى اولي الامر منهم لعلمه الذين يستنبطونه منهم ... الا لاهل القرون الاولى في كتاب العزيز

الائمة الاربعة بدليل قوله ... الدين النصيحة لله ولرسوله ولائمة المسلمين ... لكل شخص يستنبط ... لاهل الحق والصواب ... كتاب العزيز ... ما وصى به ... الائمة وذكر فيه ولا تتفرقوا

مخالف این همه مسایل در حقیقت مخالف آن دلایل است

محمد وجیه مدرس اول مدرسه کلکته	فضل الرحمن مدرس اول مدرسه مرشدآباد	بشیر الله مدرس دوم	نور الحق مدرس سوم	محمد لطفی مدرس چهارم
احمد عجیب مولوی کیٹی	محمد ابراهیم معاون اول	خادم حسین معاون دوم	محمد مظهر معاون سوم	محمد حسین

این رساله را بنظر تامل دیدم از اول تا آخر محکم مدرسه فی التحقیق بدایت کوساطن اهل بدعت و رهنمائی گم گشتگان بادیه ضلالت است علما حنفیه را بزید نورانیت بلطفی و ضوئی طریقه را سلکی است شیئا البانی. مهر محمد اکبر شاه مدرس مدرسه ... حنفیه ...

شاه محمد اکبر

خادم حسین مدرس مدرسه مذکور	احمد منصور مدرس مدرسه ایضا	علی رمضان سیدان مدرس مدرسه ایضا	غلام مجدد مدرس مدرسه ایضا	محمد مستقیم مدرس مدرسه ایضا
فراغت علی معاون ایضا	بشارت الله مدرس مدرسه ...	اشد علی مدرس اول کتب شاهزادگان	وارث علی مدرس	مصلح علی مدرس
ناصر الدین مدرس	ریاض الدین مدرس مدرسه ...	کرامت علی ... سید احمد ...	امام الدین خلیفه حضرت ...	صدیق ...
احمد مفتی ...	غلام صفدر مفتی ضلع ...	خادم حسین مفتی ضلع ...	حسین الدین مفتی ...	المحسن موتی ...
نثار احمد	محمد صبغة الله نور	...	محمد عبد الله	غلام اکبر

... الاكلام الا ما كان نص ... فان اتوا ... تشبيه بهم ... الدنيا ... الذين ... الفضلة ... لا تتفرقوا ...

الحمد لله الذي
العبد... علي بن... قال
مسعود... قال ابن
منتسبا... الحق... من
قدس... فان الحق...
علیہ الفقہ... وهذا...
مسعود... ونقول... جاهم
سباب... لا تتبع
بخلاف... ما تقدم
ونصر الناس من نخارة
وبامر تقلید من تقدم... عليها
الاعصر المتأخرة التی... علیہا
من الدنیا والشہوۃ... الرعونۃ
واصحاب... بلا ... منہم
التطلیل... وعن
الصراط المستقیم... علیہ
الضلالۃ ... علینا ... باتباع
الموفقات ... تفضل علینا
الشریعۃ ... لسان ... داعیا

محمد علی — مولوی ...	عبد الحمید — مولوی پیشکار ...	محی الدین — مولوی پیشکار ...	محمد بخش — حافظ دفتر ...	اسد علی — نائب پیشکار دفتر ...
فضل الحق — مولوی دفتر خانہ شاہزادگان	عبد الجلیل — واعظ و خلیفہ حضرت	حسیب الدین — واعظ	عبد الغفور — واعظ و خطیب شاہزادگان	بدیع الدین — حافظ سابق کتبخانہ کا ...
غلام قادر — مولوی اسکول اردو	عبد الجبار — ... مترجم عدالت خانہ فارسی	دبیر الدین — مولوی دفتر خانہ فارسی		

... مدرسہ سے میں جو لوگ دینی علوم میں قریب تحصیل کے ہیں ان میں سے بعض کے نام

عبد الرحمن	ابو المعالی	محمد ظہیر الدین	غلام قادر	محمد نادر علی
غلام حسین	عبد الرزاق	بشیر علی	شمشیر علی	بشیر اللہ
عبد الحمید	سید ضیاء الدین	ولی اشرف	نادر علی صدیقی	اللہ داد / محمد دین
طاہر علی	عبد الرشید	ارادت علی	محمد منیر	شرافت علی
قمر علی				

محسنہ مدرسہ میں جو لوگ علوم دینی حاصل کرکے قریب التحصیل ہیں اون میں سے بعض کے نام

سید محمد حسین	داؤد علی	سعادت علی	غلام نجف	محمد مہدی

۱۴۵

الموجودات و ... من ...
... و ... منہم
... الدین ...
الحماقۃ والضلالۃ ...
السفاہۃ ... التی
عصاہم ... من
وشمل التوفیق ...
والرشاد ... الہدایۃ
صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم
... برحمتہ

مسکنا البقاء اللہ تعالیٰ و نفعنا بہم
... اللہ فی ...

دقیق فہیم المجاہد عبد محمد عابد

الشیخ محمد عابد السندی
العالم العلامۃ ...

سب تعریف ثابت ہے اللہ تعالی کیواسطے
۹ کہ تمام ترکی ہی دانا عالموں نے
اور استاد فاضلوں نے چاروں
امام میں سے ایک امام کی تقلید
واجب ہوئی پر اس زمانہ میں
بلکہ چار سو ہجری کے بعد وہ
صواب ہے جسمیں شک نہیں اور

عصمة الله	سراج الدین	فیض الله	
بہار حسین فضیلت	صدیقی میر محمد	علی نجف	کوہانے میر محمد حسین

جاننا چاہئے

جاننا چاہئے کہ بعضے لوگ چاروں مذہب کو انکار کرتے ہیں اور کسی کی ان چاروں سے تقلید نہیں کرتے اور عوام حنفیونکو اپنی مذہب سے بداعتقاد کراتے ہیں اور مسئلہ میں شک ڈالتے ہیں اور اعتراضات بیجا کرتے ہیں اور مخالف حدیث کے بناکر کے عوام کو گمراہ کرتے ہیں اسواسطے اکثر مسلمان سب اس دیار کے مسئلے پوچھنے کے لئے اور اپنے مذہب کی تحقیق کیواسطے جناب مستطاب مدرس صاحب حضرت محمد وجیہ صاحب سلمہ اللہ تعالی کا سرو جیہا فی الدنیا والآخرۃ کے حضور میں آتے تہے اور جو لوگ کہ خود حاضر نہیں ہو سکتے تہے فتوا لکہوا کر منگواتے تہے پہر جب مدرس صاحب نے دریافت کیا کہ اس صورت میں لوگونکو تکلیف بہت ہوتی ہے اسواسطے بنظر نفع عام اور ہدایت طعام کے ایک رسالہ تالیف فرمایا اور اسکا نام نظام الاسلام رکہا تاکہ لوگ اس رسالہ کو پڑہ کر اپنے مذہب میں مضبوط ہوویں اور لوگوں کے بہکانے سے گمراہ نہ ہوں اسکے بعد جناب حاجی سید عبداللہ صاحب نے بلحاظ رفاہیت خلائق کے اسکو چہپوایا پہر یہ رسالہ اکثر ملکوں میں منتشر ہوا اور بہت لوگ پڑہ کر اپنے مذہب میں مضبوط ہو گئے اور جو لوگ کہ ان قوم کے بہکانے سے شک میں پڑے تہے اس رسالہ کے مطالعے سے یا سننے سے اونکا شبہ رفع ہوگیا اور بعضے بیچارے عوام اور ضعیف الاعتقاد نے کہ ان قوم کے گمراہی میں پڑے تہے اس کے پر واقف

حق یہ کہ یہ پیہر نا اور دوسرے تمام نہیں اسواسطے لوگوں کی عقل متفق نہیں ہے ایک بات پر شاہد ہے اسپر قول اللہ تعالی کا ولا یزالون مختلفین یعنی ہمیشہ یہ لوگ اختلاف کرتے رہینگے اور بیشک خبر دی شارع نے اس چیز کی کہ آخری زمانہ میں کہ خوش ہوگا ہر ایک سمجھ والا اپنی اپنی سمجھ میں اور حکم کیا ہمکو کہ تابعت

ہو کر اپنی گمراہی سے توبہ کی تب اُن قوم نے جب یہ حال دیکھا اور دریافت کیا
کہ جو کوئی اس رسالہ سے واقف اوسکے حق میں فساد اور فریب اونکا کچھ تاثیر
نہیں کرتا ہے اور مسئلوں میں طعن کرنا اور شک ڈالنا اور تقلید پر اماموں کے
اعتراض کرنا کچھ فائدہ نہیں دیتا ہے تب اس قوم نے اس طور کے فریبوں کو چھوڑ کر
ایک فریب دوسرا نکالا اور وہ یہ ہے کہ اس رسالہ کی تحقیر کرنے لگے اور جاہلوں کے
سامنے اسپر اعتراض کرنے لگے تاکہ لوگ اس رسالہ بد اعتقاد ہوویں اور اسکو نہ
پڑھیں اور نہ سنیں پھر بعضے لوگ جناب مدرس صاحب کے حضور میں عرض کرنی
لگے کہ ان قوم بد مذہب کے سوال کا جواب کچھ لکھنی کہ چھپوایا جاوے تاکہ ان
قوم کا فساد کچھ نہ چلے اور لوگوں کو اس رسالہ میں شک نہ پڑی لیکن جناب مدرس
صاحب اصلا اسکی طرف التفات نکرتے اور فرماتے کہ سوال بیجا کا جواب دینا بھی بیجا
کیونکہ جواب جاہلاں باشد خموشی ٭ پھر جب بندہ فقیر حقیر غلام قادر بنیانی نے دیکھا
کہ جاہلوں کا کچھ جواب نہ دینا جاہلوں کی جرأت اور دلیری کا ہوتا ہے اسو اسطے
مختصر کر کے لکھا جاتا ہے تاکہ ہر کوئی اسکو دیکھکر پاسکر اونکی جہالت فساد پر واقف
ہو اور اونکے اعتراض اور شبہ انکا بے حقیقت ہی اور صرف فساد اور شرارت ہی اور خبر
میں خدا ہی توفیق ہے اور اُسی کی عنایت سی تحقیق ان قوم کا اعتراض یہ ہے کہ پہلی
حدیث رسالہ نظام الاسلام کی یعنی عن مالک بن الحویرث قال کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر رفع یدیہ حتی یحاذی
بھما اذنیہ وفی روایۃ حتی یحاذی بھما فروع اذنیہ اس حدیث کو
سارا نہیں لکھا ہی اور حدیث میں چوری کی ہے یہ مسئلہ رفع یدین بعد رکوع کے
ہو اور انکے اعتراض اور اسکے جواب کو دریافت کر کے معلوم کرے کہ اسی قیاس

قبول کریں بزاد تحقیق خودی اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی بھی کتاب عزیز میں یوں ہی کام فرمایا ہے الحق من الدین ما وصی بہ نوحاً الآیۃ یعنی ظاہر کی ہمارے لئے وہ دین جسکا حکم کیا نوح علیہ السلام کو اور بیان فرمایا اوسکو قرآن میں ولا تتفرقوا فیہ یعنی پھوٹ نہ ڈالو دین میں اور تحقیق ڈھونڈھ یعنی اپنی فکر اور بصارت سعی پر کر اتفاق ہوا کسی امر میں قبول کرنا میں کسی ائمہ سابقین اور خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کے قول پر مگر جو ہمارا اونہیں ہمارا ماہول کیونکہ اوکی قول کی تابعداری کی

جو اس حدیث میں مذکور ہے اسمقام میں اوسکو نہیں لکھا اس فریب کا دفع کئی طور سے لکھا جاتا ہے پہلا دفعہ یہ ہے کہ اس حدیث کا نشان تمام ذکر کیا ہی یعنی نام کتاب کا اور تعیین مقام کا اور تعداد صفحہ کا ذکر کیا ہے اسواسطے کہ جسکو اس حدیث کا تمام دیکھنا منظور ہو یا اسمیں کچھ شک ہو تو وہ شخص اس کتاب میں دیکھ لیوی تو اس صورت میں چوری نہیں ہوئی کیونکہ چوری میں تو چھپانا منظور ہوتا ہے نہ ظاہر کرنا اور علامت رکھنا چوری تو جب ہووے کہ نام کتاب کا ذکر نکرے یا نام ذکر کرے مقام تعیین نکرے یا جو بات کہ جو اسکے مخالف ہو اوسکو چھوڑ دیوی جیسا کہ ان قوم دجالین نے ایک مسئلہ چھپوایا ہے اور اوسمیں فارسی عبارت سے لکھا ہی کہ شیخ عبدالحق دہلوی نے سنت رفع یدین و تسبیح تامین جہر رفتہ اور نام کتاب کا اور تعیین مقام کا دونوں کو چوری کیا ہی اور حال یہ ہے کہ شیخ عبدالحق دہلوی نے سفر السعادت کی شرح رفع الیدین کے مسئلہ کے مقام میں ۴۸ صفحہ میں اور مشکوۃ کی شرح میں باب صفۃ الصلوۃ میں لکھا ہی کہ رفع الیدین منسوخ ہی اور عدم رفع ترجیح ہی جسکو کچھ شبہ ہو تو ان کتابوں میں اسے مقام کے پتے سے دیکھ لیوی اور اس قوم نے ایک کتاب رفع الیدین کے بنائی ہی اور نام اوسکا تنویر العینین رکھا ہی اوسمیں اکثر حدیثیں ناتمام لکھا ہی کسیکے اول سے کسیکی آخر سے کچھ کچھ عبارت چھوڑ دی ہے جیسا کہ مالک ابن حویرث کی حدیث کو صحیح مسلم اور صحیح بخاری سے نقل کیا ہی اور اوسمیں رفع یدین کرنیکے مضمونکو لکھا ہی اور کانوں تک ہاتھ اوٹھانیکے مضمونکو جو اُسی حدیث میں روایت ہے ترک کیا ہی اور تنویر العینین میں لکھا ہی انہ رای مالک بن حویرث اذا صلی کبر واذا اراد ان یرکع رفع یدیہ واذا رفع راسہ من الرکوع رفع یدیہ وحدث ان رسول اللہ صلعم صنع ھکذا تو اُس حدیث میں لفظ حتی یحاذی بھما اذنیہ اور فروع اذنیہ

کو چھوڑ دیا ہے دوسرا دفعیہ ہے کہ کتاب کچھہ کتاب حدیث کی نہیں ہے کہ
اس مقام میں تمام حدیث کو ذکر کریں یہ فتوی ہی اور فتوی اوسی قدر ضروری ہی
کہ جسقدر سوال ہو اسی قدر جواب دیا جاوے اور اوس سے زیادہ کہنا تمامتر حماقت
اور جہالت ہی یہاں سوال اوسی قدر لکھا گیا ہی کہ حنفی جو شروع نماز کی تکبیر میں
کانوں تک ہاتھہ اوٹھاتے ہیں اوسپر کیا دلیل ہے پس رفع الیدین کے مسئلہ کو
اس مقام میں کچھہ علاقہ نہیں ہے جیسا کہ اگر کوئی پوچھے کہ نماز فرض ہونیکی
کیا دلیل ہے تو اوس کا جواب اسقدر کہنا چاہئی کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے اَقِیْمُوا
الصَّلٰوۃَ اگر کوئی اسکے جواب میں یوں کہی کہ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ تو اوسکو دیوانہ
یا نادان کہینگے مثال اوسکی فقہ کی کتاب میں بہت سی موجود ہیں نمونہ کیواسطے یہاں
ذکر کیا جاتا ہی کہ خرید و فروخت کی مشروعیت میں لاتے ہیں اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ
باوجود اسکے کہ قرآن کے اندر ایک آیت میں یوں ہی کہ اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ
الرِّبٰوا لیکن چونکہ بیع کے مقام میں ربا کا ذکر کرنا محض بیجا ہی اسواسطے کہ صرف احل
البیع لکھا ہی اور مثال اسکی انہیں کی مذہب والوں کی کتاب سی کہ جسکا نام تنویر العینین
رکھا ہی مذکور ہی کہ مولف نے تنویر العینین کے کہ اس حدیث میں فقط رفع الیدین
کے متعلق نکو جو اوسکی غرض اور مقصود تھا اوسکو وہاں لکھا ہی اور ہاتھہ کانوں
تک اوٹھانیکو کہ اوس کی اوسکو غرض نہ تھی بالکل ترک کیا تو یہ بہی کیا چوری ہے
مثل مشہور ہے کہ خود را فضیحت و دیگرا نصیحت اور تیسرا دفعیہ یہی ہی کہ مؤلف نے
نظام الاسلام کے رفع الیدین کے مسئلہ کو چھوڑ کر نہیں ہی بلکہ اوسکو علیحدہ کرکے
بصورت سوال اور جواب کے لکھا ہی اور وہاں مفصلاً بیان کیا ہی کہ رفع الیدین
منسوخ ہی اور مکروہ اور اوسکی دلیلوں کو بالتفصیل لکھا ہی تو پہر اس مقام میں کہ یہاں

اور بڑا نادان ہی اور سیدہی راہ
کو چھوڑ دیا ہے
کی اور نفی
کی شریعت کی نابرداری اور

اللہ سے دلی

حنفی مذہبا مدنی موطنا سے
محمد عابد سندی مولدا انصاری
عالم دانا اور فہما
اور سکے لکہنے کا ہمارے
اوسکو اپنی ... اور علم کی
صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی فرمایا
اور ... اور فخر العباد
اور عبادت

باقی رکہی اونکو اللہ اور
نفع دوی اونکی سبب سے ہمکو

ہمکو ہوا رسالہ در

مکے مدینے کے حنفی عالموں کی مہریں

عبداللہ
شیخ عبداللہ ابن عبدالرحمن سراج مکے کے بڑے مدرس

عبداللہ سید
مکے کی مفتی

عثمان سید
مکے کے مدرس

ابن عبداللہ شیخ مصطفی
حنفی اماموں کے سردار

شیخ عبد القادر
ابراہیم پاشا ابن محمد علی پاشا

محمد عابد سندی
مدینہ کے بڑے مدرس

سید محمد
مدینہ کے بڑے مدرس

صرف کان تک ہاتہہ اوٹہانیکی دلیل کا ذکر ہی رفع الیدین کا ذکر کرنا محض بیجا ہے
اور ایسی بیجا ذکر کرنیوالیکو بلکہ جو ایسی ذکر کو تجویز کری اوسکو مرغ بے ہنگام کہتی ہیں
اور وہ شخص مصداق ہی اس مثل مشہور کہ ؎ سر بریدن واجبست آں مرغ بے ہنگام را
جیساکہ مولف نے تنویر العینین کے کان تک ہاتہہ اوٹہانیکی حدیث کو ترک کیا۔
اسواسطی کہ وہ رسالہ صرف رفع الیدین کے بیان میں ہے جو تہا دفعہ یہ ہی کہ رفع الیدین
منسوخ ہے جیساکہ اوسکی دلیلیں مفصلا ۱۶-۱۷ صفحہ میں مذکور ہیں اسواسطی
اسکو اسمقام سے حذف کیا کیونکہ کسی بات پر دلیل لانے کے مقام میں اس عبارت
کو کہ جسکا مضمون منسوخ ہوا ہی مطلب میں خلل ڈالتا ہی الغرض ہر مسلمان پر واجب
کہ ایسی لوگوں سے احتراز کرے اور اونکو دشمن دین کا سمجہی کہ یہ سب فتنیا
میں مفسد ہیں جیساکہ کتاب مجمع الزوائد میں ہی اور یہ کتاب حدیث کی کتابونکا
مجموعہ ہی جیساکہ جامع الاصول چہہ کتاب حدیث کی جامع ہی ویسا ہی کتاب
مجمع الزوائد ان چہہ کتابوں کے سوا اور کتابیں حدیث کی جو بڑی معتمد ہیں انکا
مجموعہ ہی جیسا طبرانی او بیہقی اور طحاوی وغیرہ تو اس کتاب کے باب ماجاء
فی الکذابین کے باب میں کہاہی عن عبداللہ ابن عمر رض روی الطبرانی
انہ قال واللہ لقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
لیکونن بین یدی الساعۃ الدجال وبین یدی الدجال کذابون ثلاثون
او اکثر قلنا ما ایاتہم قال ان یاتوکم بسنۃ لم تکونوا علیہا لیغیروا بہا
سنتکم ودینکم فاذا رایتموہم فاجتنبوہم وعادوہم طبرانی نے روایت کی
ہی عبداللہ بن عمر رض سے کہا اونہوں نے قسم خدا کی ہے کہ بیشک بینی سنا پیغمبر علیہ السلام
سے کہ فرماتی تہی کہ بیشک پیدا ہوگا نزدیک قیامت کے دجال اور پہلے اوسکے ایک کم ہونگے

ابو السعادات محمد | محمد اسحاق | صدر الدین محمد | اکرام الله | عبد الغنی | محمد حیات لاہوری | علی حسین

ہیں بلکہ زیادہ پھر ہم صحابیوں نے عرض کی کہ ان گروہ کی کیا علامتیں ہیں؟
پھر فرمایا حضرت نے کہ سکہلاویگی وہ قوم کذاب تم سب کو ایک سنت کہ تم سب
اوس سنت کو عمل نہیں کرتے تھے یعنی ایک بات نئی کو سنت کہکر ہمکو بتلاویگی یا حقیقت
میں سنت ہو لیکن تم اسکو نہیں کرتے تھے بلکہ دوسری سنت کو عمل کرتے تھے
تو وہ قوم کذاب اس نئی سنت کو تمکو سکہلاوینگے تاکہ جس سنت کو تم عمل کرتے
تھے اوسکو تغیر اور تبدیل کریں اور تمہاری مذہب کو بہی تغیر اور تبدیل دیویں پس جب
تم ان قوم کذاب کو دیکھو تب ان سے کنارہ کرو دور رہو اور ان گروہ کو دین کا
دشمن جانوں اور ان سے دشمنی رکھو اور تم سب بہائی مسلمان جانوں کہ اگر یہ گروہ
کذاب شک میں ڈالیں کہ یہ حدیث نہیں یا اور کچہ فریب کی باتیں کہیں تو وہ
کتاب مجمع الزوائد جناب مدرس صاحب ممدوح کے نزدیک موجود ہے جسکا جی
چاہے اسمیں دیکہ لیوے فقط

تمت الکتاب

فتوائی علمائی دہلی مع مواہیر والغض الثانی

بسم الله الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائی دین کے اس مسئلہ میں کہ مذہب خاص کی پیروی کرنیکو بدعت
اور ضلالت کہتی ہیں خصوصا حنفیونکو خلاف محمدیت کے جانتے ہیں اور مشرک کہتے
ہیں اور وضوا اور نماز میں وہ عمل بجالاتے ہیں کہ جس سے وضوا اور نماز فاسد

ہوتے ہیں حنفیوں کے نزدیک بالاتفاق بلکہ بعض اونکو غلط تحفہ نفات مذاہب اربعہ میں کہ جنبی کسیکے نزدیک بہی وضو یا نماز صحیح نہو جو انکے قائل ہیں اور جس کنوئیں یا مٹکے میں نجاست پڑجاتی ہی یا جانور گر کر مرجاتا ہی تو بغیر پاک کئی کنوئیں و مشکی کے اوسی پانی کو کہاتی اور پیتی اور وضو وغیرہ میں استعمال کرتے ہیں کہ ہم چاروں مذہب کو حق جانتے ہیں پس جو مسئلہ کو جہاں پاتے ہیں کسیکے موافق عمل کرتے ہیں پس سوال ہی ہم حنفیوں کا کہ یہ لوگ کیسی ہیں اور اونکا اقتدا کرنا نماز میں ہم حنفیوں کو موافق مذہب حنفی کے جائز ہی یا نہیں اور اسوقت میں مذہب معین کی پیروی اور تقلید کرنی چاہئی یا غیر معین کی اور جو پایۂ اجتہاد نہ ہونچا ہوا اور جو کہ شرائط اجتہاد میں اوسمیں پائی جائی تو اوسکو اس زمانہ میں فقط قرآن اور حدیث پر عمل کرنا اور پیروی کسی مذہب کو مذاہب اربعہ میں سے ترک کرنا چاہئی یا نہیں فقط بینوا توجروا **جواب** مذہب خاص کی پیروی کرنیکو بدعت اور ضلالت کہنا ضلالت ہی کیونکہ بہت علماء نے اتباع مذہب خاص کو واجب کہا ہی قال الامام جلال الدین المحلی فی شرح جمع الجوامع یجب علی العامی وغیرہ ممن لم یبلغ مرتبۃ الاجتہاد التزام مذہب معین من مذاہب المجتہدین انتہی وکذا فی فیض القدیر شرح جامع الصغیر للمناوی اور استحسان کسیکے اہل حق و تحقیق سے کلام نہیں ہی اور امر واجب یا مستحسن کو بدعت اور ضلالت کہنا بڑی ضلالت ہی پس یہ شخص ضال او گمراہ ہی ایسی کو اپنا امام نہ بنانا چاہئی اور صورتیکہ عمل میں اون چیزوں کو لایا ہو کہ جنسی وضو اور نماز فاسد ہوتی ہی مذہب حنفی میں تو ہرگز اقتدا اوسکی حنفی کو جائز نہیں ہی جب حنفیہ نے صلوۃ خلف الشافعیہ میں اس صورت میں عدم جواز لکہا ہو تو ایسے شخص کے پیچھے تو بدرجہ اولی ایسی صورت میں نماز ناجائز ہوگی و اما الصلوۃ خلف الشافعیۃ فحاصل ما فی المجتبی انہ اذا کان مراعیا للشرائط والارکان عندنا فالاقتدا بہ صحیح علی الاصح ویکرہ والا فلا یصح اصلا ولا خصوصیۃ

١٥٢

للشافعية بل الصلوة خلف كل مخالف للمذاهب كذلك كذا في بحر الرائق والاكتفاء
مشير الى انه لا يكره وامامة الشافعي لكن في الزاهدي انها مكروهة وفي وتر النهاية انها غير
جائزة مما قال صدر الاسلام فالاحوط ان لا يصلي خلفه كما في الجواهر وهذا اذا علم بالاحتراز
عن مواضع الخلاف ولو شك في الاحتراز لم يجز الاقتداء مطلقا كما في النظم كذا في
جامع الرموز اور جو شخص کہ پایہ اجتہاد کو نہ پہونچا ہو اوسکو استدلال بالقرآن و
حدیث کر کے عمل کرنا نہ چاہئے کیونکہ اوسکو تقلید کسی مجتہد کی مجتہدین میں سے
چاہئے اور استدلال قرآن وحدیث سے منافی تقلید ہے فی شرح التحریر غیر المجتہد
المطلق یلزمہ تقلید مجتہد من المجتہدین المطلقین والتقلید العمل بقول
من لیس قوله احدى الحجج الاربع بلا اعتماد على حاله بلا استدلال من حجة من احدى
الحجج فليس الرجوع الى النبي صلى الله عليه وسلم ولا رجوع الى الاجماع من التقليد
لانه رجوع الى الحجة والله اعلم وعلمه اتم

علی محمد — محمد خان مفتی — محمد کریم الله — قطب الدین — سعد احمد — نواب علی — عبد الحمید — عبد السبحان

پس جاننا چاہئے کہ فرقہ گمراہ کہ جو منکر تقلید ائمہ اربعہ کے ہیں اور نیا طریقہ انہوں نے
اختیار کیا ہی اور کہتے ہیں کہ ہم محمدی ہیں حالانکہ اونکو کچھ تمیز مسائل ضروریہ میں
نہیں ہے بالکل واہی ہیں معاذ اللہ منہا کہ طعن کرتے ہیں امام اعظم رحمۃ اللہ
اور امام شافعی وغیرہ پر باوجود دیکھنے کچھ اونکو مس کتب دینیہ نہیں ہے تقلید ائمہ

١٥٣

اربعہ کی فی زمانا سب پر واجب ہے انکار انکا تقلید سے باطل ہی قابل حجت کے نہیں ہے
چنانچہ روائت کتب سے صاف مبین ہے اور بطلان انکی دلیل یہ ہے بشرطیکہ نظر انصاف سے
غور کریں التقلید اتباع الانسان انساناً فیما یدعیہ من غیر ان یقف علی دلیل مایدعیہ والتقلید
انواع ثلثہ تقلید واجب وتقلید جائز وتقلید مذموم اما الواجب فتقلید الانبیاء ع ولیس ہذا
تقلید فی الحقیقۃ بل عمل بالدلیل لان قولہم حجۃ وکذا تقلید الائمۃ الماضین فیما اجتمعوا
علیہ واجب ایضاً وہو لیس بتقلید ایضاً فی الحقیقۃ لان اجماعہم حجۃ فیکون عملا بالدلیل وکذا
تقلید العلماء فی فروع الدین واجب عند الفقہاء ولیس بتقلید فی الحقیقۃ لانہم لایقولون
الا بدلیل ہذا میزان الاصول للامام علاء الدین کشف الغطاء انہ لایجب تقلید
فیما جاء فیہ من الاحکام احد من المجتہدین اے عمل بر اتفاق علی مانقلہ الآمدی و
ابن الحاجب فلو التزم مذہباً کابی حنیفۃ والشافعی رضی اللہ عنہما فیلزم الاستمرار علیہ
فلا یقلد غیرہ فی مسئلۃ من المسائل ہذا ملا علی قاری شرح عین العلم وان الرجوع عن التقلید
بعد العمل باطل اتفاقاً در مختار لیس للعامی ان یتحول من مذہب الی مذہب ویستوی فیہ الحنفی
والشافعی وقیل من انتقل الی مذہب الشافعی رحمہ اللہ لیزوج لہ اخاف ان یموت مسلوب
الایمان اہانتہ بالدین لجیفۃ قذرہ در کتاب قنیہ از باب فی الانتقال من مذہب الی مذہب
وکذا فی التاتارخانیہ وکذا فی العالمگیریہ حررہ

من اثبت علی مذہبہ فہو علی الحق ومن انکر وقع فی الضلالۃ کتبہ
ابو احمد محمد حامی الدین

جو شخص کہ مذہب خاص کی پیروی کرنیکو بدعت اور ضلالت کہتا ہی وہ مردود و گمراہ ہے

محمد عبد القادر — ابو ... محمد ... — اسمعیل ابو محمد

کمال ... محمد

ہذا ہو الحق الامر تبرئیہ
کتبہ

سید محمد نذیر حسین

تمام شد

154

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[illegible]لله رب العلمین رب زدنی علما قال القهستانی فی النقایة شرح مختصر الوقایة
[illegible] کتاب لا شریة وعلوان من جعل الحق متعددا کالمعتزلة اثبت للعامی الخیار
[illegible] کل مذهب ما یهواه ومن جعل واحدا کعلمائنا الزم العامی اماما واحدا کما
[illegible] کشف فلو اخذ من کل مذهب مالهم صار فاسقا تاما کما فی شرح الطحاوی
[illegible] قیه ابن سعید بن مسعود فیجب فی المذاهب الصلوة بای اعتقاد کونه حقا
[illegible] فی الجواهر ومشائخنا قالوا ان مذهبنا صواب یحتمل الخطاء ومذهب غیرنا
[illegible] خطاء یحتمل الصواب کما فی المصفی انتهی والله اعلم وعلمه اتم

رسول الثقلین محمد علی
خادم شرع رسول حسین
قاضی القضات

[illegible] مفتی
مهار رضا الفقها مفتی
سراج الدین مفتی العلما

[illegible] شاه

[illegible] هاشم

اشرف علی
خواجه محمد

عبد الرحیم

ایضاً هو الموفق

بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لرب الارباب الطیب والتسلیم علی صاحب القضیب [illegible]
قولی حق صحیح قریب المجیبون انما تجابون عند الله المجیب وکذا قال امام ائمة المحدثین و
المفسرین قاضی ثناء الله پانی پتی فی تفسیر المظهری تحت قوله تعالی وان تتولوا یستبدل
قوما غیرکم ثم لایکونوا امثالکم وقال عکرمة هی فارس والروم وقال بعد التوضیح
التام بالتصریح العام عن جلال الدین السیوطی الشافعی ره المراد بهذا الحدیث

155

ابو حنیفة واصحابه رحمہم اللہ لاشک فیہ لانہ لم یبلغ من ابنہا فارس فے العلم مبلغہ ولا مبلغہ ولا مبلغ اصحابہ وکان جد الامام ابو حنیفة منہم وقد بلغ من اولاد ابنہ من الدین رجال مبلغا رفیعا منہم ابو علی شرف الدین القلندر الپانی پتی والقطب جمال والقطب عبد القدوس الگنگوہی رحمہم اللہ اجمعین وقد نقل کاتب ہذہ العبارة من النسخة المسودة المکتوبة القاضی المسطور المرحوم نقلا مختصرا ملتقطا لخوف التطویل من یرتاب ینظر فیہ وانا اضعف عباد اللہ الکریم محمد عبد الحکیم

عبد الحکیم

خاتمة الطبع

حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ چونکہ اس آخری دور میں فرقہ ضالہ مبتدعہ غیر مقلدین کی جماعت روز بروز تقویت پکڑتی جاتی ہے اور مذہب متین کے اتباع سے برگشتہ اپنی ڈیڑھ اینٹ کی نئی مسجد بناتی ہے اور ہر ایک اہل اسلام کم علم کو جو طاقت علمی سے بالکل بے بہرہ ہیں اور یہ قدرت نہیں رکھتے کہ مااحتاج مسائل کو فضلاء کی کتاب نکالیں گمراہ کرتے ہیں اور اپنی عقیدی کی ترغیب دیتے ہیں اسواسطے بندہ محمد میر زا و علی بخش اور غفر زنول الاہور نے یہ مجموعہ رد لامذہب کا چھپوایا جس میں پہلا رسالہ مسمی بتوفیر الحق مولانا محمد قطب الدین صاحب دہلوی دام برکاتہم کا بنایا ہوا ہے اور علماء صلحاء کی مہریں اور دستخط ہیں دوسرا مسمی بنظام الاسلام متن میں تیسرا تنبیہ الضالین حاشیہ پر جسپر مہریں علماء مکہ و مدینہ و دہلی و کلکتہ کی لکھی ہوئی ہیں دونوں رسالے علماء کلکتہ کے لکھے ہوئے ہیں چوتھا فتوے مزین بمواہیر و دستخط علماء دہلی وغیرہ سب سے پیچھے یعنی پانچواں رسالہ جناب مولانا سید محبوب علی صاحب خلیفہ حضرت سید احمد